عمران سیریز
مظہر کلیم ایم اے

ہمارا ذہنی گراف اونچا ہو جاتا ہے اس لئے میں ہر سال فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوتی ہوں اور ہم سب کو آپ کے ناولوں کا اس شدت سے انتظار ہوتا ہے جیسے طالب علم کو رزلٹ کا انتظار ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے لکھا ہے کہ گذشتہ دنوں ایک سٹوڈنٹ طالبہ کی شادی ہوئی تو شادی پر ملنے والے تحفوں میں انہیں جو تحفہ سب سے زیادہ پسند آیا وہ آپ کے ناولوں کا سیٹ تھا۔ آخر میں انہوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ وقت جلد آجائے گا جب لڑکیوں کو جہیز کی بجائے آپ کے ناول جہیز میں دیئے جائیں گے۔

محترمہ ریحانہ کوثر صاحبہ اور ان کے پورے سٹاف کا میں مشکور ہوں کہ انہیں میرے ناول پسند آتے ہیں۔ رہ گئی جہیز اور دلہن کو تحفے میں ناولوں کا سیٹ دیئے جانے والی بات تو محترمہ! میں تو جاسوسی ناول لکھتا ہوں اور آپ اسے جاسوسی ناولوں تک ہی رہنے دیں۔ مجھے بہشتی زیور لکھنے پر مجبور نہ کریں کیونکہ اب تک تو بہشتی زیور جیسی کتاب ہی دلہن کو تحفے میں دی جاتی ہے اور بہشتی زیور تو مولانا اشرف علی تھانوی جیسے عالم دین ہی لکھ سکتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں میری کیا حیثیت ہے اور اگر آپ نے مجھے عمران سیریز میں بہشتی زیور لکھنے پر مجبور کر بھی دیا تو آپ کو خط اسکل مظہر کلیم کی بجائے حضرت مولانا مظہر کلیم قادری، نقشبندی، وارثی وغیرہ وغیرہ لکھنا پڑے گا۔ اور اس قسم کے خطوط میں جو القاب لکھنے پڑتے ہیں وہ یاد کرتے کرتے آپ کی عمر گذر جاتی ہے۔ اس لئے ناول کو جاسوسی ناول ہی رہنے دیں اور مجھے مظہر کلیم۔ میں اسی میں خوش ہوں۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

رات کے گہرے اندھیرے میں فراخ سڑک کے کناروں پر ٹمٹماتے ہوئے سٹریٹ لائٹس کے مرکری بلب روشنی پھیلانے کی بجائے صرف اپنے وجود کا اعلان کرنے تک ہی محدود ہو گئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے سڑک کے دونوں اطراف میں جگنوؤں کو ایک قطار میں لٹکا دیا گیا ہو۔ سڑک سنسان تھی۔ صرف کبھی کبھی کوئی کار اندھیرے میں لپٹی ہوئی سڑک پر دوڑتی نظر آتی۔ اس کی ہیڈ لیمپ بھی روشنی بکھیرنے سے قاصر نظر آتے تھے۔ کیونکہ ماحول پر چھائی ہوئی گہری دھند نے اندھیرے کو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تاریک کر دیا تھا۔

اس سڑک کے دائیں کنارے پر ایک تین منزلہ عمارت اندھیرے میں ڈوبی ہوئی کھڑی تھی۔ اس پوری عمارت سے روشنی کی ایک کرن بھی نہ جھلک رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے پوری عمارت پر تاریکی کا دبیز غلاف چڑھا ہوا ہو۔ بس اس عمارت کا صدر دروازہ کھلا ہوا تھا اور دروازے کے باہر دو ٹے

موٹے ستونوں کے ساتھ دو سائے موجود تھے۔ جن کے کاندھوں سے
جدید ترین مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ انہوں نے گہرے رنگ کے لباس پہن
رکھے تھے جس کی وجہ سے وہ گھپ اندھیرے کا ایک حصہ بن گئے
تھے۔ وہ ستونوں کے ساتھ پشت لگائے خاموش کھڑے ہوئے تھے۔
البتہ ان کی نظریں سڑک کا مسلسل جائزہ لے رہی تھیں جیسے انہیں کسی کے
آنے کا انتظار ہو۔ لیکن سڑک بیوہ کی مانگ کی طرح سنسان پڑی ہوئی تھی۔
اچانک عمارت کے اندر سے ہلکے ہلکے قدموں کی چاپ ابھری تو ستونوں
کے ساتھ چھپے ہوئے افراد چونک کر سیدھے ہو گئے۔ ان کی نظریں عمارت
کے صدر دروازے کی طرف مڑ گئیں۔

چند لمحوں بعد اندھیرے سے ایک سایہ سا برآمد ہوا۔ لمبا تڑنگا سایہ
جس کا سینہ کافی چوڑائی میں پھیلا ہوا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔؟ دروازے میں سے ایسی آواز سنائی
دی جیسے کوئی زخمی چیتا کسی کی آہٹ سن کر غراتا ہے۔

"ابھی خاموشی ہے باس"۔۔۔ ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہوئے
آدمی نے سہمے اور دبے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوشیار رہنا۔۔۔ وہ ضرور آئے گا۔ اور اُسے کسی صورت بھی بچ کر
نہیں جانا چاہیئے"۔۔۔۔ وہی غراتی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی اور پھر
وہ لمبا تڑنگا سایہ مڑ کر دروازے کے اندرونی اندھیرے میں غائب ہو گیا۔
قدموں کی چاپ چند لمحوں کے لئے ابھری۔ اس کے بعد ایک بار پھر گہرا
سکوت طاری ہو گیا۔

"ایک کار آرہی ہے۔۔۔ ہوشیار"۔۔۔۔ اچانک ایک ہلکی سی آواز

ساتھی اور دوسرا چونک کر سیدھا ہو گیا۔

ایک کار سڑک کی انتہائی دائیں جانب سے اس عمارت کی طرف آتی
دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی رفتار سست تھی۔ اور اس کے ہیڈ لیمپوں
کے بجائے نچلی چھوٹی بتیاں روشن تھیں۔ لیکن ان کی روشنی ایسی تھی جیسے
اندھیرے میں آنکھوں کی سفیدی چمکتی ہے۔ وہ سب تیزی سے مڑ کر ستونوں کی
آڑ میں ہو گئے۔

کار دھیرے دھیرے آگے بڑھتی چلی آئی اور پھر عمارت کی مخالف
سمت میں ذرا آگے بڑھ کر ایک اونچی عمارت کے گیٹ کے سامنے رک
گئی۔ اس عمارت کے اندر بھی تاریکی تھی اور جو کار اس کے سامنے آکر رکی تھی
وہ بھی تاریک تھی۔ اس کی اندرونی روشنی بجھی ہوئی تھی۔

کار چند لمحے عمارت کے سامنے رکی رہی۔ اس کے بعد اس کا دروازہ
کھلنے کی آواز سنائی دی۔ یہ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ تھا جس کا رخ اسی
عمارت کی طرف تھا جس کے سامنے ستونوں کی آڑ میں مشین گن بردار چھپے
کھڑے تھے۔ دروازہ کھلتے ہی ایک سایہ کار میں سے باہر نکلا۔ وہ خاصا
طویل القامت تھا اس کے جسم پر چست لباس موجود تھا۔

"فائر"۔۔۔ اچانک ایک ستون کی آڑ سے دبی سی آواز برآمد ہوئی
اور دوسرے لمحے دو مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ فضا میں بلند ہوئی اور ساتھ
ہی مشین گنوں کی نالوں سے شعلے نکل کر آگے کی طرف بڑھتے ہوئے سائے
کی طرف لپکے اور پھر ایک چیخ بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ سایہ
اچھل کر کار سے ٹکرایا اور پھر سڑک پر سائیڈ کے بل گر گیا۔ تڑتڑاہٹ مسلسل
جاری تھی۔ گولیاں اب سڑک پر گرے ہوئے سائے پر لپک رہی تھیں۔

"مار گیا"۔۔۔ وہی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی تڑتڑاہٹ بند ہو گئی۔ اور پھر وہ دونوں ستونوں کی آڑ سے نکل کر تیزی سے کار کی طرف بڑھے۔ ان کا انداز فاتحانہ تھا۔

لیکن ابھی وہ آدھی سڑک تک ہی پہنچے تھے کہ اچانک کار میں سے شعلے لپکے اور ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی آواز ابھری اور وہ دونوں لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے سڑک پر گرے۔ اسی لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے کی طرف بڑھنے لگی۔ لیکن اسی لمحے ستونوں والی عمارت کے اوپر سے کوئی سیاہ رنگ کی چیز اڑتی ہوئی آگے جانے والی کار کی چھت سے ٹکرائی۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دوڑتی ہوئی کار کے پرخچے اڑ گئے۔

ارد گرد سے تیز سیٹیوں کی آوازیں گونجنے لگیں اور پھر دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن بھی چیختے ہوئے سنائی دیئے اور تھوڑی دیر بعد مختلف سمتوں سے کئی پولیس کاریں اور فٹ کانسٹیبل دوڑتے ہوئے وقوع پر پہنچے۔ کاروں کی چھت پر نصب سرخ لائٹس روشن ہو گئیں۔ جن کی تیز روشنی نے اندھیرے کا دامن چاک کر دیا۔ اور پھر کاروں سے افراد نکل کر کار میں اور سڑک پر پڑے ہوئے افراد کی طرف بڑھنے لگے۔

"ہٹ جاؤ۔۔۔ کار کی ٹینکی پھٹنے والی ہے"۔۔۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور کار کی طرف بڑھنے والے قدم تیزی سے ٹھٹھک گئے۔ کار سڑک کے درمیان دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔

دوسرے لمحے سب لوگ سڑک پر لیٹ گئے اور پھر ایک اور زوردار دھماکہ ہوا اور کار کا ملبہ فضا میں اڑ کر ادھر ادھر بکھر گیا۔

جب دھماکے کی آواز ختم ہوئی تو سب اٹھ کر لاشوں کی طرف بڑھے۔ البتہ دو فٹ کانسٹیبل تیزی سے کار کی طرف بڑھے اور انہوں نے کار کے قریب ہی ایک مسخ شدہ جلی ہوئی لاش کو چیک کر لیا اور وہ دونوں وہیں لاش کے پاس رک گئے۔

کاروں سے اترنے والے لاشوں کے گرد جمع ہو گئے۔

"اوہ!۔۔۔ یہ دونوں تو چینگم کلب کے آدمی ہیں"۔۔۔ ان میں سے ایک نے جس نے سر پر پی کیپ پہنی ہوئی تھی۔ سڑک پر پڑے ہوئے دونوں افراد کو جھک کر دیکھتے ہوئے کہا۔

سڑک پر پڑے ہوئے دونوں افراد کے سینوں پر سرخ رنگ کے ستارے کڑھے ہوئے تھے۔

"یس سر!۔۔۔ میں انہیں جانتا ہوں۔۔۔ یہ ٹوڈی اور ٹونی ہیں اور یہ دونوں سگے بھائی ہیں۔۔۔ دونوں پیشہ ور قاتل ہیں۔۔۔ بے شمار کیسوں میں ہمیں مطلوب تھے"۔۔۔ دوسرے نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پی کیپ والا سر ہلاتا ہوا سیدھا ہوا اور پھر وہ سڑک کے دوسرے کنارے پر پڑی ہوئی لاش کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر لاش کے قریب پہنچ کر وہ بری طرح چونکا۔

"اوہ!۔۔۔ یہ تو سر آرنلڈ کا ڈرائیور ہے۔۔۔ اس کی یونیفارم پر سر آرنلڈ کا خاندانی نشان موجود ہے اور یونیفارم ڈرائیوروں والی ہے"۔۔۔ پی کیپ والے نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر!۔۔۔ ادھر کار کے قریب ایک مسخ شدہ لاش موجود ہے"۔۔۔ ایک فٹ کانسٹیبل نے جو اس لاش کے قریب تھا اونچی آواز میں کہا اور پی کیپ

والا سر ہلاتا ہوا تیزی سے ادھر بڑھنے لگا۔ باقی آفیسر بھی اس کے ساتھ چل پڑے۔

لاش بُری طرح مسخ ہو چکی تھی۔ اس کا لباس بھی جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ وہ لاش کسی صورت بھی پہچانی نہ جا رہی تھی۔

پی کیپ والا خاصی دیر تک لاش کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سر اوپر اٹھایا۔

"لاش تو نہیں پہچانی جا رہی — بہرحال یہ نکلی تو کار سے ہی ہے۔ اس لئے لازماً اس کا تعلق بھی سر آرنلڈ کے ساتھ ہی ہوگا" — پی کیپ والے نے کہا اور باقی افراد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"راجر — میرے ساتھ آؤ — اور سٹیفورڈ! — تم باقی کارروائی کر کے لاشیں اٹھوا لینا" — پی کیپ والے نے قریب کھڑے دو افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور خود تیزی سے ایک پولیس کار کی طرف بڑھنے لگا۔ ایک آدمی اس کے ساتھ چل پڑا۔ ڈرائیونگ سیٹ راجر نے سنبھالی جب پی کیپ والا ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تو دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس کی صرف سپارکنگ لائٹ جل رہی تھی مگر سائرن بند تھا۔

"سر آرنلڈ کی حویلی پر چلو" — پی کیپ والے نے راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس وقت سر! — اس وقت تو وہ سو رہے ہوں گے" — راجر نے تذبذب بھرے انداز میں کہا۔

"دیکھ لیں گے" — پی کیپ والے نے کہا اور پھر اس نے ڈ[illegible] روڈ

[illegible] ہاتھ لٹکے ہوئے رسیور کو ہک سے نکال لیا۔

"یس — پولیس ہیڈ کوارٹر" — دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"انسپکٹر جان سپیکنگ — براڈوے روڈ پر فائرنگ ہوئی ہے — چار افراد ہلاک ہوئے ہیں — ایک کار کو بم سے اڑا دیا گیا ہے۔ فائرنگ دو پارٹیوں کے درمیان نظر آتی ہے — جن میں سے ایک پارٹی کے دو افراد کا تعلق چیونگم کلب سے معلوم ہوتا ہے — جبکہ باقی دو افراد کا تعلق سر آرنلڈ سے ہے — ایک تو لازماً اس کا ڈرائیور ہے جبکہ دوسرے فرد کی شناخت فوری طور پر نہ ہو سکی ہے کیونکہ اس کی لاش بُری طرح جل کر مسخ ہو چکی ہے — سٹیفورڈ باقی کارروائی کر رہا ہے — میں سارجنٹ راجر کے ساتھ سر آرنلڈ کی حویلی میں جا رہا ہوں۔ رپورٹ درج کر لو" — انسپکٹر جان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر" — دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اور انسپکٹر جان نے رسیور واپس ہک میں لٹکا دیا۔

کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک چھوٹی سی پہاڑی کی سائیڈ میں پہنچی اور پھر پہاڑی کے اوپر جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔ انسپکٹر جان اور سارجنٹ راجر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں شاید اپنے اپنے خیالوں میں گم تھے۔

دونوں کا تعلق کاسٹریا کے دارالحکومت آیانا کی سنٹرل پولیس کے ساتھ تھا اور انسپکٹر جان سادہ پرتھ ونگ کا انچارج تھا۔ سر آرنلڈ آیانا کی اہم ترین شخصیت تھی۔ وہ خاندانی لارڈ ہونے کے ساتھ ساتھ کاسٹریا کی اہم ترین صنعتی شخصیت بھی تھے۔ اور کاسٹریا کے علاوہ دیگر ممالک میں اس کے

تھا مورشانہ ہوٹل شیطان کی آنت کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔ سرکاری طور پر بھی اس کے تعلقات انتہائی وسیع تھے۔ اور بہرحال کاسٹریا میں وہ وی۔ آئی۔ پی شخصیت کے طور پر گنا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آدھی رات کے وقت سارجنٹ راجر، سر آرنلڈ کی حویلی کی طرف جاتے ہوئے ہچکچا رہا تھا۔ لیکن انسپکٹر جان مختلف شخصیت تھی۔ وہ اصولوں کا بے حد سخت تھا۔ اگر اُسے ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ کاسٹریا کا پرائم منسٹر کسی واردات میں ملوث ہو سکتا ہے اور یہ واردات اس کے علاقے میں ہو تو وہ اس سے بھی پوچھ گچھ سے بھی ذرا نہ ہچکچاتا تھا۔ انہی اصولوں اور سخت گیری کی وجہ سے پولیس کے اعلیٰ حکام اس کی عزت کرتے تھے۔ ویسے بھی انسپکٹر جان کے کارناموں کی پورے کاسٹریا میں دھوم مچی ہوئی تھی۔ اور عام طور پر یہ کہا جاتا تھا کہ انسپکٹر جان کوئی مافوق الفطرت آدمی ہے جو لمحوں میں انتہائی پیچیدہ سے پیچیدہ واردات کا سراغ لگا لیتا تھا۔ حالانکہ اس میں اس کی بے پناہ ذہانت اور مشاہدے کا بڑا دخل تھا۔ زیر زمین دنیا کے افراد کی وہ ہر وقت ٹوہ میں رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے فوراً ہی چیونگم کلب کے افراد اور سر آرنلڈ کے ڈرائیور کو پہچان لیا تھا۔

چیونگم کلب آپانا کی ایک ایسی تنظیم تھی جس کا جال پورے آپانا میں پھیلا ہوا تھا۔ ہر قسم کے جرائم میں یہی تنظیم ملوث رہتی تھی جس میں قتل سے لے کر سمگلنگ تک کے جرائم آ جاتے تھے۔ لیکن آج تک اس کلب کے مرکزی افراد تلاش نہ کئے جا سکے تھے۔ عام ممبر تو اکثر پکڑے لئے جاتے تھے۔ لیکن جو افراد پکڑے جاتے تھے وہ کسی نہ کسی طرح سے خودکشی کر لیتے تھے اس لئے پولیس ہیڈکوارٹر میں اس کی فائل بانجھ عورت کی گود کی طرح خالی ہی پڑی تھی۔

"یہ چیونگم کلب کی سر آرنلڈ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے ——— سر آرنلڈ تو کبھی ایسے کاموں میں ملوث نہیں رہا" ——— راجر نے خاموشی توڑتے ہوئے انسپکٹر جان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہو" ——— انسپکٹر جان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور راجر نے سر ہلا دیا۔

کار اب پہاڑی کے اوپر پہنچ چکی تھی جہاں سر آرنلڈ کی وسیع و عریض اور بے حد شاندار حویلی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ سفید رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی یہ حویلی پورے کاسٹریا میں انتہائی نادر عمارت سمجھی جاتی تھی اور یہ حویلی سر آرنلڈ کے آباؤ اجداد سے ان کی ملکیت چلی آ رہی تھی۔

حویلی کا بڑا سا پھاٹک نظر آتے ہی راجر نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ لوہے کی سلاخوں سے بنا ہوا بڑا سا پھاٹک بند تھا۔ اس پھاٹک کی دونوں سائیڈوں میں کمرے بنے ہوئے تھے۔ جن میں لمبی لمبی اور پتلی کھڑکیاں تھیں ان کھڑکیوں میں بھی فولادی سلاخیں نصب تھیں۔ دونوں کمروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ اور اندر مسلح افراد کھڑے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اور پھاٹک کے باہر دو دیو قامت حبشی ہاتھوں میں برین گنیں اٹھائے اور خاکی رنگ کی شاندار وردی پہنے بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔

راجر نے پھاٹک کے قریب پہنچ کر کار روک دی اور انسپکٹر جان دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ دونوں حبشی دربان اپنی اپنی جگہوں پر خاموش کھڑے رہے جیسے انہیں آنے والوں کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔ انسپکٹر جان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا نام انسپکٹر جان ہے ——— اور میں فوری طور پر سر آرنلڈ سے ملنا

جانتا ہوں ۔۔۔ اِٹ اِز ایمرجنسی" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے سپاٹ لہجے میں ایک حبشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری آفیسر! ۔۔۔ باس اس وقت کسی سے نہیں مل سکتے ۔۔۔ وہ اپنی خواب گاہ میں ہیں ۔۔۔ آپ صبح سیکرٹری سے بات کر لیں" ۔۔۔ حبشی نے قدرے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا ان سے فوری ملنا بے حد ضروری ہے ۔۔۔ میں ایک قتل کیس کی تفتیش کر رہا ہوں" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"قتل ۔۔۔ اوہ کس کا قتل ہوا ہے" ۔۔۔ حبشی نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ معلوم کرنا تمہارا دردِ سر نہیں ہے" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میں سیکرٹری سے بات کرتا ہوں" ۔۔۔ حبشی نے کہا اور پھر وہ گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کمرے کی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

"انسپکٹر جان آئے ہیں ۔۔۔ کسی قتل کے کیس کی تفتیش کے سلسلے میں فوری طور پر سر آرنلڈ سے ملنا چاہتے ہیں ۔۔۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ صبح بات کر لیں۔ لیکن وہ بضد ہیں کہ ابھی بات کرنی ہے ۔۔۔ کیس چونکہ قتل کا ہے۔ اس لئے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔۔۔ تم جان مارٹن سے بات کر لو ۔۔۔ وہ خود ہی بات کر لیں گے" ۔۔۔ حبشی دربان نے کھڑکی کے قریب جا کر اندر موجود کسی آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ چند لمحے وہاں کھڑا رہا۔ شاید فون پر ہونے والی بات چیت سن رہا تھا۔ پھر واپس مڑا اور

گیٹ کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"تشریف لے جائیے سر! ۔۔۔ سامنے پورچ میں اسسٹنٹ سیکرٹری جان مارٹن آپ کے استقبال کے لئے موجود ہیں" ۔۔۔ دربان نے گیٹ اور کار انسپکٹر جان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور انسپکٹر جان سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور کار میں بیٹھ گیا۔ راجر نیچے ہی نہ اترا تھا۔

"اندر لے چلو" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے راجر سے مخاطب ہو کر کہا اور راجر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

گیٹ کراس کر کے وہ ایک وسیع و عریض لان کراس کرتے ہوئے عمارت کے عظیم الشان پورچ کے قریب پہنچ گئے۔ پورچ میں ایک نئے ماڈل کی رولز رائس کار موجود تھی۔ راجر نے کار اس کے پیچھے روک دی۔ اور انسپکٹر جان اسے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے نیچے اتر آیا۔ راجر بھی نیچے اتر آیا۔ اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے پورچ سے ملحقہ برآمدے کی طرف بڑھے۔ جہاں ایک گنجے سر والا ادھیڑ عمر آدمی تھری پیس سوٹ میں ملبوس بڑے بے چین سے انداز میں کھڑا تھا۔

"خوش آمدید انسپکٹر! ۔۔۔ آپ کی اس وقت آمد حیران کن ہے ۔۔۔ مجھے بتایا جا رہا تھا کہ آپ کسی قتل کیس کیلئے تشریف لائے ہیں" ۔۔۔ جان مارٹن نے بے چینی کے سے انداز میں دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ۔۔۔ لیکن آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں ۔۔۔؟ آپ ہمیں سر آرنلڈ ۔۔۔ سے ملوا دیں ۔۔۔ ہم صرف چند منٹ لیں گے" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے جواب دیا۔

"آئیے ـــــ تشریف لائیے" ـــــ جان مارٹن نے کہا اور پھر وہ ان دونوں کو ایک شاندار انداز میں سجے ہوئے کمرے میں لے آیا اور انہیں صوفوں پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر شراب کی بوتل نکالی۔

"سوری مسٹر جان مارٹن! ـــــ ہم ڈیوٹی کے دوران نہیں پیتے" ـــــ انسپکٹر جان نے اس کے مڑنے سے پہلے ہی سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر جان مارٹن نے بوتل واپس الماری میں رکھی اور اسے بند کر کے وہ واپس مڑا اور انسپکٹر جان کے مقابل صوفے پر بیٹھ گیا۔

"انسپکٹر! ـــــ سر آرنلڈ سے اس وقت کسی صورت میں کوئی بات نہیں ہو سکتی ـــــ چاہے وزیراعظم خود ہی کیوں نہ آ جائیں ـــــ البتہ صبح یہ بندوبست ہو سکتا ہے" ـــــ جان مارٹن نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور انسپکٹر جان ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے ـــــ صبح ان سے ملاقات ہو جائے گی۔ یہ فرمائیے! ـــــ سر آرنلڈ کے پاس کتنے ڈرائیور ہیں ـــــ اور کتنی کاریں ہیں" ـــــ؟ انسپکٹر جان نے کہا۔

"پہلے آپ مجھے بتائیے کہ قتل کون ہوا ہے ـــــ؟ اس کے بعد میں آپ کے سوالات کا جواب دے سکتا ہوں ـــــ کیونکہ سوالات کے جواب دینے سے پہلے یہ جاننا میرا قانونی حق ہے" ـــــ جان مارٹن نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اب وہ اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال چکا تھا۔

"ابھی ہمیں خود معلوم نہیں کہ کون قتل ہوا ہے ـــــ اور کون قاتل ہے" ـــــ انسپکٹر جان نے اسے ٹالتے ہوئے کہا۔

"اگر یہی بات ہے تو پھر سوری! ـــــ میں آپ کے سوالات کا جواب نہیں دے سکتا ـــــ کم از کم مقتول کے بارے میں مجھے بتائیے" ـــــ جان مارٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ میری بات سمجھے نہیں ـــــ براڈوے روڈ پر فائرنگ ہوئی ہے ایک کار کو بم سے اڑا دیا گیا ہے ـــــ وہاں چار افراد کی لاشیں موجود ہیں ان میں سے دو کا تعلق شاید چینز گم کلب سے ہے ـــــ جب کہ باقی دو میں سے ایک نے سر آرنلڈ کے ڈرائیور کی وردی پہنی ہوئی ہے ـــــ اور ایک لاش کار کے ساتھ ہی جل کر مسخ ہو چکی ہے ـــــ اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان میں سے کس نے کس کو قتل کیا ہے" ـــــ انسپکٹر جان نے دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ جان مارٹن کے جواب نے اسے خاصا مشتعل کر دیا ہے۔ لیکن معاملہ سر آرنلڈ کا تھا اس لئے انسپکٹر جان نے اپنے آپ کو کنٹرول کیا ہوا تھا۔

"سر آرنلڈ کا ڈرائیور! ـــــ اوہ! اسی لئے آپ اس وقت یہاں آئے ہیں ـــــ سر آرنلڈ کے پاس آٹھ کاریں ہیں اور آٹھ ڈرائیور ہیں ـــــ لیکن یہ سب ڈرائیور دن کو ڈیوٹی پر ہوتے ہیں ـــــ رات کو اول تو سر آرنلڈ کہیں نہیں جاتے ـــــ اگر جاتے ہیں تو وہ خود ڈرائیو کرتے ہیں ـــــ یا کسی ایمرجنسی کی صورت میں کسی بھی ڈرائیور کو کال کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ سب ڈرائیور اسی حویلی میں رہتے ہیں" ـــــ جان مارٹن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اس وقت کتنی کاریں موجود ہیں ـــــ اور کتنے ڈرائیور اپنے مکانوں میں ہیں" ـــــ؟ انسپکٹر جان نے پوچھا۔

”آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ یونیفارم والا سر آرنلڈ کا ڈرائیور ہے ——؟
ڈرائیور کی یونیفارم تو کوئی بھی پہن سکتا ہے“ —— جان مارٹن نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

”اس کے سینے پر سر آرنلڈ کا خاندانی نشان موجود تھا“ —— انسپکٹر جان نے جواب دیا۔

”اوہ! —— تو پھر اس نشان کے نیچے کوئی نمبر بھی ضرور لکھا ہوا ہوگا“ —— جان مارٹن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نمبر —— ہاں! —— میرے خیال میں چھ کا ہندسہ موجود تھا —— میں نے اس وقت خیال نہیں کیا تھا“ —— انسپکٹر جان نے کہا۔

”چھ نمبر —— اوہ! —— چھ نمبر ڈرائیور تو بلانکا ہے —— کیا وہ نوجوان آدمی تھا“ —— ؟ جان مارٹن نے کہا۔

”ہاں! —— نوجوان ہی تھا“ —— انسپکٹر جان نے کہا۔

”اوکے! —— میں معلوم کرتا ہوں“ —— جان مارٹن نے کہا اور پھر میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر دبا دیا۔

”یس“ —— دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”آپریٹر! —— میں اسسٹنٹ سیکرٹری جان مارٹن بول رہا ہوں —— چھ نمبر ڈرائیور بلانکا کی رہائش گاہ پر فون کر کے مجھ سے اس کی بات کراؤ“ —— جان مارٹن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”یس سر“ —— دوسری طرف سے شاید ٹیلی فون ایکسچینج کا آپریٹر بول رہا تھا۔ اور جان مارٹن نے رسیور رکھ دیا۔ انسپکٹر جان اور راجر دونوں ہی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی اور جان مارٹن نے رسیور اٹھا لیا۔
”یس —— جان مارٹن سپیکنگ“ —— جان مارٹن نے کہا۔
”سر! —— بلانکا لائن پر ہے، بات کیجئے“ —— دوسری طرف سے آواز آئی اور جان مارٹن کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔ اس نے چونک کر انسپکٹر جان اور راجر کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں بھی چونک کر سیدھے ہو گئے تھے۔ آپریٹر کی آواز ان کے کانوں تک بھی پہنچ گئی تھی۔

”ہیلو —— بلانکا بول رہا ہوں جناب! —— حکم فرمایئے“ —— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”بلانکا! —— تم فوراً ملاقاتی کمرے میں آ جاؤ —— تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے“ —— جان مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”وہ تو زندہ ہے انسپکٹر! —— اسی لئے میں نے اُسے یہاں بلایا ہے تاکہ آپ خود بات کر لیں“ —— جان مارٹن نے کہا۔

”ہاں! —— میں نے سُن لیا ہے —— آپ پلیز گاڑیوں اور باقی ڈرائیوروں کا پتہ کریں، ہو سکتا ہے یونیفارم بدل دی گئی ہو“ —— انسپکٹر جان نے کہا اور جان مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے دوبارہ رسیور اٹھا لیا اور پھر اس نے آپریٹر کو تمام ڈرائیوروں کا پتہ کرنے اور ٹرانسپورٹ سیکرٹری سے یہ معلوم کرنے کو کہا کہ اس وقت حویلی میں کتنی کاریں موجود ہیں اور یہ ہدایات دے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد گھنٹی دوبارہ بجی اور جان مارٹن نے رسیور اٹھا کر دوسری طرف کی بات سننی شروع کر دی۔ آپریٹر اُسے بتا رہا تھا کہ اس نے چیک

کرلیا ہے ـــــ تمام ڈرائیور اپنی رہائش گاہوں میں موجود ہیں ۔ صرف بلانکا گھر سے چل پڑا ہے ـــــ ٹرانسپورٹ سیکرٹری نے بتایا ہے کہ اس وقت سات کاریں گیراج میں موجود ہیں ـــــ البتہ ایک کار پورچ میں ہے۔ آپریٹر نے جواب دیا اور جان مارٹن نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"ہم نے سن لیا ہے ـــــ تھینک یو" ـــــ انسپکٹر جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کے چہرے پر الجھنوں کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد قدموں کی چاپ دروازے پر سنائی دی اور پھر دروازہ کھول کر ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ ابھی ابھی گہری نیند سے جاگا ہے۔ کمرے میں موجود باوردی انسپکٹر اور سارجنٹ کو دیکھ کر وہ قدرے پریشان ہو گیا۔

"یس سر" ـــــ آنے والے نے مودبانہ انداز میں جان مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیٹھو بلانکا! ـــــ انسپکٹر جان کسی سلسلے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہیں"۔ جان مارٹن نے کہا اور بلانکا سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہارے پاس کتنی یونیفارمز ہیں" ـــــ انسپکٹر جان نے پہلا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"سر! ـــــ میرے پاس دو ہیں ـــــ ایک میرے گھر میں موجود ہے اور دوسری ڈرائی کلینر کے پاس گئی ہوئی ہے" ـــــ بلانکا نے چونک کر جواب دیا۔

"کس ڈرائی کلینر کے پاس" ـــــ انسپکٹر جان نے پوچھا اور سارجنٹ راجر نے جلدی سے نوٹ بک نکالی اور بال پوائنٹ کھول لیا۔

"حویلی کے تمام کپڑے سپر ڈرائی کلینر گارنر روڈ کے پاس جاتے ہیں" ـــــ بلانکا کے بولنے سے پہلے ہی جان مارٹن بول پڑا۔

"کب بھیجی تھی یہ یونیفارم" ـــــ انسپکٹر نے پوچھا۔

"کل گئی ہے ـــــ صبح آجائے گی ـــــ پھر موجودہ جوڑا چلا جائے گا"۔ بلانکا نے جواب دیا۔

"تم خود وہاں دے کر آئے تھے" ـــــ انسپکٹر جان کے سوالات جاری تھے۔

"نہیں جناب! ـــــ ہم تو میلے کپڑے یہاں کپڑوں کے انچارج میلرن کے پاس جمع کرا دیتے ہیں ـــــ وہی بھیجتے ہیں اور وہی واپس وصول کرتے ہیں" ـــــ بلانکا نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــ ٹھیک ہے ـــــ اچھا جان مارٹن! شکریہ ـــــ فی الحال اتنا ہی کافی ہے ـــــ مزید ضرورت محسوس ہوئی تو پھر آجاؤں گا"۔ انسپکٹر جان نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور راجر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ دونوں جان مارٹن سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر آئے اور اپنی کار میں بیٹھ کر حویلی سے باہر آ گئے۔

"یہ کیا چکر ہے" ـــــ سارجنٹ راجر نے باہر آتے ہی کہا۔

"مجھے تو کوئی گہرا ہی چکر معلوم ہوتا ہے ـــــ بہرحال صبح اس ڈرائی کلینر کو چیک کریں گے" ـــــ انسپکٹر جان نے کہا۔

ابھی ان کی کار پہاڑی سے نیچے اتر کر ایک سائیڈ پر مڑی تھی کہ اچانک ایک سائیڈ سٹریٹ سے ایک کار برق رفتاری سے نکلی اور پھر اس سے پہلے کہ راجر اپنی کار کو سنبھالتا، آنے والی کار پوری قوت سے پولیس کار سے

ٹکرا گئی۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پولیس کار قلابازیاں کھاتی ہوئی سڑک کے دوسری طرف اُلٹ گئی۔

ٹکر مارنے والی کار کے سامنے فولاد کا مضبوط سا بمپر لگا ہوا تھا اس لئے اس کار کو کچھ بھی نہ ہوا تھا۔ ٹکر مارتے ہی بریکوں کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور پھر اس کار میں سے دو افراد نیچے اتر کر اُلٹی ہوئی پولیس کار کی طرف دوڑے۔

اسی لمحے کار کے کھلے ہوئے دروازہ میں سے انسپکٹر جان رینگتا ہوا باہر آنے لگا۔ اس کا سر اور چہرہ خاصا زخمی تھا۔ ٹکر مارنے والی کار میں سے آنے والوں میں سے ایک نے اُسے دیکھتے ہی اپنے اوورکوٹ کے اندر سے لوہے کا ایک موٹا سا راڈ نکالا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے راڈ انسپکٹر جان کے سر پر مارا۔ چٹخ کی آواز سنائی دی اور انسپکٹر جان کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کا آدھا جسم کار سے باہر لٹکا ہوا تھا اور آدھا اندر تھا۔ راڈ مارنے والے نے انسپکٹر کو واپس اندر دھکیل دیا اور اس کے بعد ان دونوں نے مل کر اُلٹی ہوئی کار کو سیدھا کرنے کی کوشش کی اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ کار کو چونکہ آگ نہ لگی تھی اس لئے وہ پچک ضرور گئی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر راجر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ سٹیئرنگ سے ٹکرا کر اس کا سینہ شدید زخمی ہو گیا تھا۔ شاید دل پر براہ راست ضرب لگنے کی وجہ سے وہ فوری طور پر ہلاک ہو گیا تھا۔

ایک آدمی نے پچکے ہوئے دروازے کو ایک جھٹکے سے کھینچ کر کھولا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے راجر کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ جلد ہی وہ

نوٹ بک اس نے برآمد کر لی جس میں راجر نے ڈرائی کلینر والا نوٹ لکھا تھا اس نے جلدی سے نوٹ بک کھولی اور پھر آخری صفحے پر نظریں دوڑا کر اس نے پھرتی سے وہ صفحہ ہی نوٹ بک سے پھاڑ کر اسے مروڑ کر جیب میں ڈالا۔ نوٹ بک واپس راجر کی جیب میں ڈالنے کے بعد اس نے دروازے کو دھکیل کر بند کر دیا۔

"اب اس کار کو واپس پہلی پوزیشن پر لانا ہو گا ۔۔۔ یہ ڈرائیونگ سیٹ نیچے آ گئی تھی ورنہ یہ مشقت نہ کرنی پڑتی" ۔۔۔ دوسرے نے کہا اور پھر ان دونوں نے مل کر دوسری طرف سے کار کو جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ چند ہی لمحوں بعد وہ اُسے دوبارہ الٹانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد وہ دوڑتے ہوئے واپس اپنی کار کی طرف بڑھے۔ اور پھر ان کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیزی سے ایک طرف دوڑتی چلی گئی۔ اس ساری کارروائی میں انہیں زیادہ سے زیادہ دس منٹ لگے تھے اور اس دوران کوئی کار اس سڑک پر نہ آئی تھی اور شاید انہیں اس بات کا یقین تھا اس لئے وہ اطمینان سے اپنی کارروائی میں لگے رہے۔ کیونکہ یہ سڑک مضافاتی جنگل کی طرف جاتی تھی اور رات کے وقت اس پر کسی کار کے آنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

سر سلطان کی بیٹی نائلہ کی شادی کا روز تھا اور سر سلطان کی پوری کوٹھی دلہن کی طرح سجی ہوئی تھی۔ نائلہ کی شادی سر سلطان کے بھتیجے علی شیر سے ہو رہی تھی۔ سر سلطان کے بھائی تو کب کے وفات پا چکے تھے۔ لیکن چونکہ وہ وراثت میں ایک وسیع جائیداد چھوڑ گئے تھے۔ اس لئے علی شیر کی پرورش میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوئی۔ البتہ سر سلطان نے علی شیر کو میٹرک کے بعد بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے لئے بھجوا دیا تھا۔ اور اب وہ قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے واپس آ چکا تھا۔ یہاں پہنچتے ہی اس کی ذہانت اور سر سلطان کی سفارش پر اسے محکمہ قانون میں ایک اچھا عہدہ مل گیا تھا۔

گو نائلہ اور علی شیر بچپن سے ہی ایک دوسرے سے منسوب ہو چکے تھے۔ لیکن سر سلطان کی بیٹی نائلہ خاصی ماڈرن ذہن کی لڑکی تھی اس لئے سر سلطان نے اس شادی سے پہلے نائلہ سے بات کرنا مناسب سمجھا اور پھر ان کی توقع کے مطابق نائلہ نے خود ہی علی شیر کے لئے پسندیدگی کا اعلان کر دیا۔ کیونکہ

مردانہ وجاہت، سنجیدگی اور اعلیٰ تعلیم اور مہذب سے بھی بات
رشتے نے نائلہ کو خاصا متاثر کیا تھا اور نائلہ جو اچھے اچھے نوجوانوں
نہ ڈالتی تھی وہ علی شیر کی خاصی گرویدہ ہو چکی تھی اور جب سے علی شیر
کے واپس لوٹا تھا نائلہ نے اس کے ساتھ خاصی دوستی کر لی تھی۔ آزاد
پرورش پانے والے علی شیر نے بھی اس کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ اور
شیر کو معلوم تھا کہ نائلہ بچپن سے ہی اس سے منسوب ہے۔ اس لئے
نائلہ پر خاصی توجہ دیتا تھا۔ حالانکہ کافی عرصہ بیرون ملک آزاد ماحول میں
رہنے کے باوجود علی شیر کا کردار انتہائی مضبوط تھا۔ اس نے آج تک ہر قسم
آلودگی سے اپنا دامن بچائے رکھا تھا۔ حتیٰ کہ وہ شراب بھی نہ پیتا تھا۔
پھر جب نائلہ نے رضامندی کا اظہار کیا تو سر سلطان نے فوراً ہی دونوں کی شادی کا باضابطہ اعلان کر دیا اور نتیجہ یہ کہ آج سر سلطان کی کوٹھی دلہن کی طرح سجی ہوئی تھی۔

بارات آ چکی تھی اور اس وقت کوٹھی کے وسیع لان میں پورے دارالحکومت کا اعلیٰ ترین طبقہ موجود تھا۔ صدر مملکت خود اس شادی میں شریک تھے لیکن وہ صرف دس منٹ بیٹھ کر انتہائی اہم سرکاری کام کو انجام دینے کے لئے واپس چلے گئے تھے۔ البتہ اعلیٰ ترین سرکاری عہدیدار ہر طرف بکھرے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

عمران نے سر سلطان کی بیٹی کی شادی کے لئے دن رات اس طرح کام کیا تھا کہ جیسے وہ نائلہ کا سگا بھائی ہو۔ اس نے تمام انتظام و انصرام اپنے ہاتھوں میں لے رکھا تھا اور سب لوگ اس کے حسن انتظام سے بے حد متاثر نظر آ رہے تھے۔ ابھی نکاح میں چونکہ رسموں کی وجہ سے کچھ دیر تھی۔

اس لئے سب لوگ صوفوں پر بیٹھے ایک دوسرے سے گپیں ہانکنے میں مصروف تھے. سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی اس شادی میں مدعو تھے. ان سب نے اپنا ایک علیحدہ گروپ بنا لیا تھا. اور وہ آپس میں گپیں مارنے میں مصروف تھے. جب کہ بلیک زیرو ایک طرف خاموش بیٹھا تھا. وہ دانستہ سیکرٹ سروس کے گروپ کے قریب بیٹھا ہوا تھا. اور خاموش بیٹھا ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہا تھا.

دولہا کے قریب ہی سر رحمان اور سر سلطان دیگر اعلیٰ عہدے داران کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے. عمران کچھ دیر پہلے غائب ہو گیا تھا. اور اب کہیں نظر نہ آ رہا تھا. لیکن شادی کے ہنگامے کی وجہ سے کسی کو اس کی گمشدگی کا خیال نہ آیا تھا. سب نے یہی سمجھا تھا کہ کسی انتظام میں مصروف ہو گیا ہو گا.

تھوڑی دیر بعد نکاح کا اعلان ہوا. اور لان میں بیٹھے ہوئے سب افراد سنبھل کر بیٹھ گئے. ایک مولانا دولہا کے ساتھ صوفے پر آ کر بیٹھ گئے اور وہ ابھی دلہن کی طرف سے رضامندی حاصل کرنے کے لئے زنان خانے میں بھیجے ہوئے وکیل اور گواہوں کا انتظار کر رہے تھے. تاکہ وہ آ کر رضامندی کا اعلان کریں تو وہ نکاح پڑھائیں.

اور پھر وہ لوگ بھی آ گئے اور رسمی رضامندی کے اعلان کے بعد مولانا دولہا کی طرف جھکے ہی تھے تاکہ ان سے نکاح کے قول و قرار کرا سکیں کہ اچانک ایک زوردار دھاڑ سنائی دی.

"خبردار! ـــ رک جاؤ ـــ یہ نکاح نہیں ہو گا" ـــ یہ دھاڑ لان کے بیرونی گیٹ کی طرف سے سنائی دی تھی اور اس دھاڑ نے پورے لان کو

ہلا کر چونکا دیا جیسے ان سب کے سروں پر ایٹم بم پھٹ پڑا ہو. ان سب کی نگاہیں تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف گھوم گئیں. اور دوسرے لمحے سیکرٹ سروس کے ارکان کے چہروں پہ معنی خیز مسکراہٹیں ابھر آئیں. جبکہ باقی افراد پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے.

گیٹ سے عمران روایتی شہزادوں کے سے لباس میں اندر آ رہا تھا. اس نے سفید سلک کی شیروانی اور چوڑی دار پائجامہ، پیروں میں سلیم شاہی جوتے اور سر پر ایک کلاہ جس پہ انتہائی قیمتی ہیرا چمک رہا تھا، پہنا ہوا تھا. اس خوبصورت لباس میں وہ واقعی کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا اس کے پیچھے جوزف اور جوانا خاکی وردیاں پہنے اور دونوں پہلوؤں سے ہولسٹر لٹکائے جن میں سے بھاری ریوالوروں کے دستے باہر کو جھانک رہے تھے. باڈی گارڈز کے سے انداز میں چل رہے تھے. اور یہ دھاڑ عمران کی ہی تھی.

"یہ عمران ـــ اس کو کیا ہوا" ـــ ؟ سر سلطان نے پریشان لہجے میں کہا.

"تم نے اسے سر چڑھا رکھا ہے ـــ اسے باہر دھکیل دو ـــ احمق نالائق" ـــ قریب بیٹھے ہوئے سر رحمان نے شدید غصے کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا.

"خبردار مولانا! ـــ نکاح نہ پڑھانا" ـــ عمران نے تقریباً لان کے وسط میں آ کر پہلے سے زیادہ رعب دار آواز میں کہا.

"کیا کہہ رہے ہو عمران! ـــ ہوش میں ہو تم" ـــ سر سلطان نے غصیلے انداز میں کہا. دولہا بھی حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا. اس کا تعارف

پہلے ہی عمران سے ہو چکا تھا لیکن اس انداز میں وہ عمران کو پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

مولانا کا چہرہ جوزف اور جوانا جیسے قوی ہیکل باڈی گارڈوں کو دیکھ کر دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ ان کی آنکھوں میں شدید خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"جوزف" ---- عمران نے انتہائی رعب دار لہجے میں پیچھے آنے والے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس" ---- جوزف نے بڑی مستعدی سے جواب دیا اور اس کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے ریوالوروں کے دستوں پر پہنچ گئے۔

"ان صاحب کو بتایا جائے کہ ہمارا نام پرنس آف ڈھمپ ہے" ---- عمران نے رعب دار لہجے میں کہا۔

"یو نان سنس ---- احمق ---- ڈیم فول ---- گٹ آؤٹ ---- نکل جاؤ یہاں سے ---- دفع ہو جاؤ" ---- اچانک سر رحمان اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے اور انہوں نے غصے سے چیخنا شروع کر دیا۔ انہیں عمران کا اس بھری محفل میں اس قسم کا انداز قطعاً پسند نہ آیا تھا۔

"جوانا" ---- عمران نے اس بار جوانا سے مخاطب ہو کر کہا جو اب دولہا کے اور قریب پہنچ چکا تھا۔

"یس پرنس" ---- جوانا نے جوزف سے بھی زیادہ مستعد لہجے میں کہا۔ اس کے بھی دونوں ہاتھ سائیڈ ہولسٹروں میں موجود ریوالوروں کے دستوں تک پہنچ چکے تھے۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ پرنس کے ساتھ گستاخی کرنے والوں سے کیا

سلوک کیا جاتا ہے" ---- عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے ہال ایک زوردار دھماکے سے گونج اٹھا۔ جوانا نے انتہائی پھرتی سے ریوالور نکال کر اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے فائر کر دیا تھا۔ یہ شاید عمران کے سوال کا جواب تھا۔ اس دھماکے نے پورے لان میں سراسیمگی مچا دی۔ سر رحمان تو حیرت سے آنکھیں پھاڑے رہ گئے وہ شاید زندگی بھر اس بات کا تصور نہ کر سکتے تھے کہ عمران اس طرح بھری محفل میں ایسی حرکت کر سکتا ہے۔ غصے اور حیرت سے ان کے چوڑے چکلے چہرے کے عضلات بری طرح پھڑک رہے تھے۔ آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور شاید یہ حیرت اور غصے کی انتہائی شدت تھی کہ اب ان سے بولا نہ جا رہا تھا۔

"سنو مولانا صاحب ---- نکاح نہ پڑھانا" ---- عمران نے اس بار مولانا سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مم ---- مم ---- مگر کیوں" ---- سر سلطان نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان کا ذہن ہی شاید اس عجیب و غریب سچوئشن نے ماؤف کر دیا تھا۔

عمران نے ان کی بات کا جواب دینے کی بجائے جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو لان میں موجود بے شمار افراد کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں کیونکہ عمران کے ہاتھ میں ایک خوفناک بم موجود تھا۔ ایسا بم کہ جس کی شکل و صورت ہی بتا رہی تھی کہ اگر یہ پھٹ گیا تو لان میں بیٹھے ہوئے ایک فرد کی جان بھی سلامت نہیں رہ سکتی۔

"تت ---- تت ---- تم ----" ---- سر سلطان نے اٹکتے ہوئے کہا۔ ان کی حالت یوں محسوس ہو رہی تھی جیسے وہ ابھی بیہوش ہو کر گر پڑیں گے۔ سر رحمان بت کی طرح گنگ کھڑے تھے۔ دولہا کے چہرے پر بھی اب خوف

کے آثار نمایاں ہو رہے تھے۔

اسی لمحے عمران نے بم والے ہاتھ کو حرکت دی اور ایک بار پھر چیخیں بلند ہوئیں۔ لیکن وہ سب اپنی کرسیوں پر بیٹھے رہے۔ یہ شاید خوف کی زیادتی تھی یا پھر انہیں خطرہ تھا کہ اگر وہ اٹھ کر بھاگے تو کہیں یہ خوفناک باڈی گارڈ انہیں گولیوں کا نشانہ نہ بنا دیں۔

عمران کے ہاتھ کی حرکت ایسی تھی کہ جیسے وہ یہ خوفناک بم پھینک رہا ہو لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں موجود بم درمیان میں کسی ڈبیا کی طرح کھل گیا اور اب اس میں رکھی ہوئی پلاٹینم کی ایک خوبصورت انگوٹھی صاف نظر آ رہی تھی جس میں ایک انتہائی قیمتی ہیرا جڑا ہوا تھا۔

"اس لئے کہ میں دولہا کو ایک تحفہ نکاح سے پہلے پیش کرنا چاہتا ہوں ـــــ نکاح کے بعد تو دو تحفے دینے پڑیں گے ـــ ایک دلہن کے لئے بھی۔ اور میں ایک تحفے پر ہی ٹرخانا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ڈبیا کی طرح کھلے ہوئے بم میں سے اس نے انگوٹھی نکالی اور دولہا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"انتہائی نیک خواہشات کے ساتھ کہ آپ کی آئندہ زندگی مسرتوں سے بھرپور رہے" ـــــ عمران نے آگے کی طرف جھک کر بت بنے بیٹھے دولہا کا ہاتھ پکڑ کر اس کی انگلی میں انگوٹھی پہنا دی۔

"اب پڑھائیے نکاح مولانا" ـــــ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور پورے لان میں موجود ہر شخص کا خوف سے پھولا ہوا سینہ یوں پچک گیا جیسے یکلخت غباروں سے ہوا نکل گئی ہو اور دوسرے لمحے زوردار قہقہوں سے پورا لان گونج اٹھا۔ خوف دور ہونے کے بعد اب لوگ عمران

کے دلچسپ اور منفرد مذاق سے پوری طرح محظوظ ہو رہے تھے۔

"اوہ ـ اوہ ـ تم نے تو مجھے پاگل کر دیا تھا" ـــــ سر سلطان کے چہرے پر رونق لوٹ آئی۔

"احمق ـــ الو" ـــ سر رحمان کی خاموشی بھی ٹوٹ گئی ان کے چہرے پر غصہ تو موجود تھا لیکن اب اس کے ساتھ ہلکی سی مسکراہٹ بھی ابھر آئی تھی۔

"اتنا قیمتی تحفہ دینے کے بعد میں واقعی اپنے آپ کو احمق اور الو محسوس کر رہا ہوں ـــــ لیکن ڈیڈی! ـــ آپ خود سوچئے کہ میں یہ تحفہ کب تک سنبھال رکھتا ـــــ آپ اور سر سلطان نے تو میری موجودگی میں شادی نہ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی ـــ ورنہ یقین کیجئے میں نے اسی لئے تحفہ سنبھال رکھا تھا کہ اگر آپ میں سے کوئی بھی شادی کرے تو میں تحفہ پیش کروں" ـــ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔

سر سلطان اور سر رحمان دونوں کے چہرے خفت سے سرخ ہو گئے۔ اور عمران کے الفاظ نے تو جیسے پورے لان میں قہقہوں کا طوفان پیدا کر دیا۔

"بڑے چھوٹے کی تمیز نہیں ہے ـــ الو" ـــ سر رحمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے جبکہ سر سلطان اب بے اختیار ہنس پڑے تھے۔

"نکاح پڑھواؤں" ـــــ مولانا نے ڈرتے ڈرتے سر سلطان سے پوچھا۔ جیسے انہیں خطرہ ہو کہ جیسے ہی وہ نکاح پڑھانا شروع کریں گے، عمران ایک بار پھر ریوالور نکالے ان پر چڑھ دوڑے گا۔

"ہاں ـ ہاں مولانا ـ پڑھائیے نکاح ـــ یہ شیطان ایسی ہی حرکتیں کرتا رہتا ہے" ـــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور مولانا نے نکاح

پڑھنا شروع کر دیا۔

عمران اب سیکرٹ سروس کے قریب بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے قریب آ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا جب کہ جوانا اور جوزف اس کے پیچھے بڑے مستعد انداز میں بیٹھ گئے۔

"یہ مذاق ہے ۔۔۔ جی چاہتا ہے کہ عمران کو بھری محفل میں جوتیاں لگائی جائیں" ۔۔۔ اچانک پاس بیٹھے ہوئے تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"بھائی صاحب! ۔۔۔ آپ ان لوگوں کو جانتے ہیں ۔۔۔ یہ جو صاحب بڑبڑا رہے ہیں ۔۔۔ شاید جوتیوں میں دال بانٹتے رہتے ہیں اور جب دال بٹ جاتی ہے تو پھر جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں پاس بیٹھے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔ ظاہر ہے سوائے ہنسنے کے وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

"عمران ۔۔۔ اِدھر ہمارے پاس آ بیٹھو" ۔۔۔ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"بھائی صاحب! ۔۔۔ دیکھئے انہیں شرم نہیں آتی ۔۔۔ ایک عورت اور آٹھ مرد ۔۔۔ اور پھر بھی مجھے بلا رہے ہیں ۔۔۔ آپ ہی انہیں سمجھائیے آخر شرم بھی دنیا میں کوئی چیز ہوتی ہے" ۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ خود ہی سمجھائیے ۔۔۔ میں تو ان صاحبان کو جانتا نہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے آپ ان کو نہیں جانتے ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ آئیے میں آپ کا تعارف کراؤں" ۔۔۔ عمران نے اچھل کر کہا اور پھر اس نے تیزی سے بلیک زیرو کا بازو پکڑ کر اسے سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرف کھینچا۔ بلیک زیرو بچے کی طرح کھنچا چلا آیا۔ البتہ اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ شاید اس خیال سے بوکھلا گیا تھا کہ عمران جوش میں آ کر ایکسٹو کا راز افشا کرنا چاہتا ہے۔ جب کہ سیکرٹ سروس کے ممبران بھی عمران کے اس انداز پر چونک پڑے تھے کیونکہ عمران کی کھوپڑی سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ کس وقت کیا گل کھلا دے۔

"گھبراتے کیوں ہیں ۔۔۔ یہ سب شریف لوگ ہیں ۔۔۔ سوائے ایک کے وہ ۔۔۔ وہ البتہ ذات شریف ہیں" ۔۔۔ عمران نے تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے برا سا منہ بنا لیا۔

"یہ صفدر سعید ہیں ۔۔۔ لیکن یہ ان کا قلمی بلکہ فیملی نام ہے۔ اصل نام شاید عید سعید ہے ۔۔۔ وہ کارڈوں پر لکھا ہوتا ہے ناں کہ اس عید سعید کے موقع پر ۔۔۔ بس یہ وہی عید سعید عرف صفدر سعید ہیں" ۔۔۔ عمران نے باقاعدہ تعارف شروع کرا دیا۔

"اور یہ کیپٹن شکیل ۔۔۔ بروزن ولیل ۔۔۔ ذلیل ۔۔۔ اوہ سوری! ۔۔۔ معافی چاہتا ہوں ۔۔۔ زبان لڑکھڑا گئی ۔۔۔ میرا مطلب تھا بروزن قلیل۔ جلیل۔ جبرائیل ۔۔۔ اوہ سوری! ۔۔۔ پھر زبان لڑکھڑا گئی ۔۔۔ میرا مطلب تھا عزرائیل اوہ ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ اچھا چھوڑیں ۔۔۔ یہ ہیں ہی ایسے آدمی کہ زبان بار بار لڑکھڑا جاتی ہے ۔۔۔ آخر فوجی آدمی ہیں ۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ فوج کے کیپٹن رہے ہیں۔ آپ کہیں کسی گلی ڈنڈا ٹیم کے کیپٹن نہ سمجھ لینا" ۔۔۔ عمران نے کیپٹن شکیل کا تعارف کرایا۔

"اور یہ جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنی آنکھوں کو بڑا ثابت کرنے کی کوشش

ہیں مصروف ہیں ــــ ان کی دُم والے چوہا ہیں ــ یعنی میرا مطلب ہے
چوہان ــــ میرا مطلب ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے" ــــ عمران نے کہا
اور چوہان اپنے نام کی اس کایا پلٹ پر بے بسی سے ہنس پڑا۔

"اور یہ محترمہ ــ جو ہیں تو بدیسی۔ لیکن اب اپنے آپ کو دیسی ثابت
کرنے کی مشکل سے دوچار نظر آتی ہیں ــ جیسے کوکا کولا کو ستو کولا بنا دیا
جائے ــ ویسے ان کا تعلق پانی سے ہے۔ جولیانا فٹنر واٹر ــ یعنی
جولیا نہیں بلکہ فٹنر واٹر ــ اور کوکا کولا اور ستو کولا، دونوں کا تعلق بنیادی
طور پر پانی سے ہی ہے ــ دوسرے لفظوں میں جل ککڑی ــ اور سوری۔
جل پری سمجھ لیجئے یعنی پانی کی پری" ــــ عمران نے جولیا کا تعارف
کراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ــ یو نان سنس" ــــ جولیا نے غصے سے جھڑکتے
ہوئے کہا۔

"دیکھا آپ نے ــ ابھی یہ پوری طرح دیسی نہیں بنیں ــ ابھی انگریزی
بول لیتی ہیں ــ بہرحال یہ صاحب جو غصے سے اپنے دبلے پتلے چہرے
کو چوڑا کرنے کے لئے منہ پھلائے بیٹھے ہیں ــ تنویر ان کا نام ہے اور
اتنا تو بہرحال آپ جانتے ہی ہوں گے کہ تن کے معنی جسم ــ اور ویر کے
معنی بھائی ہوتے ہیں یعنی جسم کے بھائی یا جسمانی بھائی ــ اور اگر ستو کولا
کو جسم فرض کر لیا جائے تو معنی بالکل سمجھ میں آجاتے ہیں یعنی جولیا ویر ــ جولیا
کے بھائی" ــــ عمران نے تنویر کے نام کو نئے معنی پہناتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو عمران! ــ نکاح کا خطبہ ہو رہا ہے" ــ اچانک
صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"خطبے کے لئے تو بولنا شرط ہے مسٹر عید سعید مبارک باد" ــــ عمران
نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اور یہ ہیں مسٹر صدیقی ــ یعنی ان کے آباؤاجداد میں سے کسی نے
صداقت سے سچ بول دیا ہوگا۔ اور ظاہر ہے یہ اتنا بڑا کارنامہ تھا کہ یہ اب
تک اس سچ کو اپنے نام کے ساتھ فخریہ طور پر لٹکائے پھر رہے ہیں۔ یعنی
صدیقی کہلاتے ہیں" ــــ عمران نے تعارف کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے
کہا۔

"اور یہ صاحب! ــ یہ صاحب تو نہ ماننے والوں میں سے ہیں۔ شاید
ان نعمانی نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ایک قوم ایسی بھی پیدا ہوگی جو کسی کو نہ مانے
گی ــ اور دیدہ دلیری دیکھئے کہ بڑے فخر سے اس کا اعلان بھی کرتے
ہیں ــ یعنی نعمانی" ــــ عمران نے نعمانی کے نام کی ریڑھ مارتے ہوئے کہا۔

"اور یہ خاور صاحب کہلاتے ہیں ــ اصل نام شاید خاکروب ہوگا لیکن
اب ماڈرن زمانہ آگیا ہے اس لئے خاکروب سے خاروب اور پھر خارو
اور کسی اچھے عہدے پر خارو سے خاور بن گئے ہوں گے" ــــ عمران نے
خاور کی دوستی کے ڈانڈے خاکروب سے ملاتے ہوئے کہا۔

"بات بنی نہیں عمران صاحب" ــ خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو تم نے الٹ لیا ہے نام کو ــ اچھا بھلا خارو نام تھا ــ
زمانے کے چکر میں خاور بن گئے ــ بہرحال یہ ان حضرات کا تعارف ہے
اور آپ ــ ارے آپ کو تو میں جانتا ہی نہیں ــ اوہ سوری! آپ اپنا
تعارف کرا دیجئے" ــــ عمران نے یوں چونک کر جناب زیرو کی طرف
دیکھا جیسے زندگی میں اسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔

"میرا نام طاہر ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ اتنا ہی کافی ہے۔ کیونکہ یہاں صرف ناموں کا ہی تعارف ہو رہا ہے۔ پیشے نہیں بتائے جا رہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پیشے ـــــ ارے ارے کہیں چور ہے پر بھانڈا پھوڑنا چاہتے ہیں۔ بس ناموں تک ہی محدود رہ جائیے ـــــ ان سب کا پیشہ بڑا خراب ہے ـــــ بس یوں سمجھ لیجئے کہ ایک چھپے ہوئے چوہے کے یہ سب ملا ہیں۔ اور اس کو بڑے فخر سے ایکس۔ وائی۔ زیڈ ٹو کہتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"شٹ اپ! ـــــ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے" ـــــ اچانک جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"دیکھا آپ نے ـــــ کتنا خراب پیشہ ہے کہ پیشے کے بارے میں ابھی میں نے اشارہ ہی کیا ہے کہ ان کو غصہ آنے لگ گیا ہے۔ ویسے عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے ـــــ آپ عقلمند ہیں ـــــ ہو لئے ہیں ناں" ـــــ عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"فی الحال میں نے اس بات پر کبھی غور نہیں کیا ـــــ لیکن یہ ایکس وائی۔ زیڈ ٹو کیا ہوتا ہے" ـــــ اب بلیک زیرو بھی لطف لینے لگا تھا۔ اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے چہرے بگڑنے لگے۔ حتیٰ کہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہروں پر بھی غصے کے آثار ابھرنے لگے تھے۔ انہیں سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر کیوں ایک غیر متعلق آدمی کے سامنے اتنی واضح باتیں کر رہا ہے۔ اب انہیں کیا معلوم کہ وہ ان کا تعارف کس سے کرا رہا ہے

"ارے آپ اس کا مطلب نہیں سمجھتے۔ یعنی ایکس کا ـــــ وائی کا ـــــ زیڈ کا۔

... کس کا مطلب بتاؤں ـــــ پھر بھی آپ نے غور نہیں فرمایا کہ آپ ... ہیں یا نہیں ـــــ ویسے غور کرنے کی زحمت نہ ہی فرمائیں تو بہتر ہے ـــــ عمران نے کہا۔

لیکن اسی لمحے لان میں بیٹھے ہوئے افراد اٹھنا شروع ہو گئے نکاح ... یا جا چکا تھا۔

"آؤ چلیں ـــــ اس کی بکواس تو ختم نہیں ہو گی" ـــــ جولیا نے لوگوں ... اٹھتے دیکھ کر غنیمت سمجھتے ہوئے کہا۔ اور شاید باقی ممبران بھی اسی انتظار ... میں تھے کہ جولیا کے اٹھتے ہی وہ سب ایک جھٹکے سے اٹھے اور پھر بغیر عمران سے کوئی بات کئے وہ سب تیزی سے اس طرف بڑھتے چلے گئے جدھر دولہا اور سر سلطان موجود تھے۔ اور عمران منہ کھولے بلیک زیرو کو ہی دیکھتا رہ گیا۔

چھوٹے سے کمرے کا دروازہ کھلا تو ایک اوسط قد کا آدمی ہاتھ میں بزنس بیگ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ یہ کمرہ خواب گاہ کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ اس نے اندر آکر دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کو بیڈ کے ساتھ رکھی ہوئی میز پر رکھا اور خود یوں بیڈ پر لیٹ گیا جیسے بے حد تھکا ہوا ہو۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنے سر کے پیچھے کی طرف اٹھائے ہوئے تھے اور بالکل سیدھا لیٹا ہوا تھا۔ اُسے اس طرح لیٹے ہوئے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ پلنگ کو حرکت ہوئی اور پھر پورے کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ کمرے کی دیواریں ختم ہو کر اب سادہ دیواریں نظر آرہی تھیں۔ وہ اسی طرح بیڈ پر سیدھا لیٹا رہا۔ اس نے ذرہ برابر بھی حرکت نہ کی۔ تھوڑی دیر بعد حرکت رُک گئی اور اب وہ ایک اور کمرے میں تھا جس کی دیواروں کو بڑے خوبصورت انداز میں پینٹ کیا گیا تھا۔ اور اس میں لگی ہوئی ایک وارڈ روب بھی نظر آرہی

تھی۔ اس کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔

بیڈ کی حرکت رُکتے ہی وہ آدمی تیزی سے بیڈ سے اٹھا۔ میز پر رکھا ہوا اپنا بیگ اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے کو اندر سے چٹخنی لگی ہوئی تھی اس نے چٹخنی کھولی اور پھر اُسے کھول کر جب وہ دوسری طرف گیا تو اب وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی بیضوی میز موجود تھی جس کے گرد چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہر کرسی پر پشت پر نمبر لکھے ہوئے تھے۔

وہ آدمی چار نمبر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بیگ اپنے سامنے میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہال کی ایک اور سمت میں موجود دروازہ کھلا۔ ایک بانس کی طرح دبلا پتلا اور لمبے قد کا آدمی جس کے سر پر خوبصورت سنہرے بال تھے۔ ہاتھ میں اسی طرح کا بزنس بیگ اٹھائے ہال میں داخل ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا تین نمبر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بیگ اپنے سامنے رکھ لیا۔

اسی طرح تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد مختلف سمتوں میں موجود دروازے کھلے اور دو مزید افراد ایک ہی انداز کے بیگ ہاتھوں میں سنبھالے اندر داخل ہوئے اور نمبر دو اور نمبر ایک کرسی پر آکر بیٹھ گئے۔ ان سب نے اپنے اپنے بیگ اپنے سامنے میز پر رکھ لئے۔ وہ سب بتوں کی طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک میز کے درمیان سے ایک خانہ کھلا اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نما آلہ باہر کو ابھر آیا۔ اس ٹرانسمیٹر کے باہر آتے ہی وہ سب چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"ہیلو ریڈ ممبرز۔ ریڈ چیف کالنگ یو ۔۔۔ باری باری اپنا اپنا کوڈ دھراؤ ۔۔۔" ٹرانسمیٹر میں سے آواز نکلی۔ لیکن عام ٹرانسمیٹر کی طرح بار بار

اوور کہہ کر کال بند نہ کرنی پڑتی تھی بلکہ ٹیلیفون کے سے انداز میں مسلسل کالنگ ہوتی رہتی تھی۔

"ریڈ واچ گرین سٹریٹ ریڈ ون" ——— ایک نمبر کی کرسی پر بیٹھے ہوئے قد اور بھاری جسم کے آدمی نے بڑی مستعدی سے جواب دیا۔

"اوکے" ——— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر میں سے ریڈ چیف کی بھاری آواز سنائی دی۔

"ریڈ کراؤن بلیو ٹیپ ریڈ ٹو" ——— دو نمبر کرسی پر بیٹھے ہوئے گنجے سر والے ادھیڑ عمر آدمی نے جواب دیا۔

"اوکے" ——— چند لمحوں بعد ریڈ چیف کی طرف سے جواب ملا۔

"ریڈ آرم بلیک ہینڈ ریڈ تھری" ——— تین نمبر کی کرسی پر بیٹھے ہوئے بانس کی طرح دبلے پتلے آدمی نے کہا۔

"اوکے" ——— ریڈ چیف کی طرف سے جواب ملا۔

"ریڈ روڈ ریڈ سٹریٹ ریڈ فور" ——— چار نمبر کی کرسی پر بیٹھے ہوئے اوسط قد کے آدمی نے فوراً ہی کہا۔

"اوکے ——— اب ریڈ ون اپنی رپورٹ پیش کرے" ——— ریڈ چیف نے کہا اور ریڈ ون نے جلدی سے اپنے سامنے رکھا ہوا بیگ کھولا اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اپنے سامنے رکھی اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔

"صرف مین پوائنٹس ——— تفصیل فائل میں پڑھ لوں گا" ——— ریڈ چیف نے اس کے فائل کھولتے ہی کہا۔ شاید اس کمرے میں ہونے والی تمام کارروائی کہیں ٹیلی کاسٹ ہو رہی تھی۔

"سر ——— میرے شعبے کی رپورٹ کے مطابق پاکیشیا کے صوبے بہادرستان

میں ایک اہم سیاسی آدمی سے بات چیت مکمل ہو چکی ہے ——— یہ اہم آدمی ہماری مکمل امداد کرنے پر آمادہ ہے" ——— ریڈ ون نے کہا۔

"اس کا حدود اربعہ کیا ہے ——— ؟ یہ آدمی اس صوبے پر کتنا اثر انداز ہو سکتا ہے" ——— ؟ ریڈ چیف نے پوچھا۔

"یہ اس صوبے کا اہم سیاسی آدمی ہے جس کی آواز قومی سطح پر بھی سنی جاتی ہے اور اس کے تعلقات صوبے کے تقریباً ہر طبقے کے افراد سے انتہائی گہرے ہیں ——— یہ آسانی سے اپنا کام سرانجام دے سکتا ہے"۔ ریڈ ون نے جواب دیا۔

"ہمیں وہاں کام کرنے کے لئے کتنے افراد بھیجنے ہوں گے ——— ؟" ریڈ چیف نے سوال کیا۔

"میری رپورٹ کے مطابق ہمارے شعبے کے دس افراد جو وہاں پہلے سے موجود ہیں اس کام کے لئے کافی ہوں گے" ——— ریڈ ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— فائل میرے پاس بھیج دو" ——— ریڈ چیف نے کہا اور پھر ریڈ ون نے تیزی سے فائل بند کی اور پھر اپنے سامنے میز کی دراز باہر نکال کر فائل اس میں رکھی اور دراز بند کر دی۔

"اب ریڈ ٹو اپنی رپورٹ پیش کرے" ——— ریڈ چیف نے کہا۔

"باس ! ——— میرے آدمی پاکیشیا کے صوبہ باری میں مسلسل کام کر رہے ہیں اور انہوں نے اس صوبے میں خاصا کام مکمل کر لیا ہے ——— ایک اہم سیاسی آدمی جو ایک چھوٹے سے سیاسی گروپ کا لیڈر ہے ، سے بات چیت مکمل ہو چکی ہے ——— ابھی اس آدمی کا اثر و رسوخ محدود ہے

لیکن مسلسل کام کی بنا پر یہ اثر رسوخ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ خاص طور پر صوبہ باری کے دیہاتوں میں کام کیا جا رہا ہے" ــــ ریڈ ٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب تک کام آخری سٹیج پر پہنچے گا" ــــ ریڈ چیف نے اس بار قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔

"جناب! ـ زیادہ سے زیادہ دو ماہ مزید لگ جائیں گے" ــ ریڈ ٹو نے جواب دیا۔

"نہیں ـ یہ بہت زیادہ وقت ہے اس سے جلد کام مکمل ہونا چاہئے" ــــ ریڈ چیف کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"یس باس! ــــ میں کوششیں اور تیز کر دونگا ــــ دراصل یہ صوبہ انتہائی حساس ہے ــ اس لئے یہاں کام خاصا مشکل ہے۔ بہرحال کام ہو جائے گا" ــــ ریڈ ٹو نے جواب دیا۔ پھر باس کے کہنے پر اس نے فائل دراز میں ڈال دی۔

"باس! ــ میرا شعبہ صوبہ نائیو داٹر میں کام کر رہا ہے۔ یہ پاکیشیا کا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور تقریباً مرکزی حیثیت رکھتا ہے ــــ اور مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ابھی ہم پوری طرح اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے ــ بہرحال کام جاری ہے" ــــ ریڈ تھری نے کہا۔

"ریڈ تھری! ــ تمہیں معلوم ہے کہ افسوس کے ساتھ بات کرنے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے" ــــ ریڈ چیف کی آواز کڑکدار ہو گئی۔

"یس باس! ــ لیکن صورت حال ہی اس قسم کی ہے ــ اس

صوبے کے لوگوں کے خیالات انتہائی پیچیدہ ہیں ــ ان کے دلوں میں ملک کی محبت کی جڑیں بھی انتہائی گہری ہیں۔ جہاں ملکی سلامتی کا مسئلہ آتا ہے یہ لوگ ہر چیز کو بھول کر ایک ملے میں ملکی سلامتی کے دفاع کے لئے ایک آواز ہو جاتے ہیں ــــ اس لئے یہاں کام انتہائی مشکل سے آگے بڑھ رہا ہے ــ بہرحال مجھے یقین ہے کہ آخر کار ہم کامیاب ہو جائیں گے" ــــ دبلے پتلے ریڈ تھری نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کب تک کام مکمل ہونے کی اُمید ہے" ــــ ریڈ چیف نے پوچھا

"باس! ــ جس قدر جلد ممکن ہو سکا ــ بہرحال کم از کم دو ماہ تو لگ ہی جائیں گے" ــــ ریڈ تھری نے جواب دیا۔

"فائل بھجوا دو" ــــ ریڈ چیف نے کہا اور ریڈ تھری نے اپنے بیگ سے نکالی ہوئی فائل اپنے سامنے دراز کھول کر اس میں ڈالی اور دراز بند کر دی۔

"اور کے ــ نمبر فور ــ تم رپورٹ دو" ــــ ریڈ چیف نے چار نمبر کی کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی سے پوچھا۔

"باس! ــ میرا شعبہ دارالحکومت میں ورک کر رہا ہے ــ ہم نے اپنا کام تقریباً مکمل کر لیا ہے ــ اہم سیاسی افراد کو سیٹ کر لیا گیا ہے بس اب فائنل آپریشن کی ضرورت ہے" ــــ ریڈ فور نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ــ فائل بھجوا دو" ــــ ریڈ چیف کی آواز سنائی دی اور ریڈ فور نے بھی اپنے بیگ سے نکالی ہوئی فائل اپنے سامنے کی دراز میں ڈالی اور پھر دراز بند کر دی۔

"او کے ۔۔۔ ریڈ ممبر زیرو ۔۔۔ کام کی رفتار بڑھا دی جائے ۔۔۔ ہم جلد از جلد اس مشن کو مکمل کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ کل اعلیٰ سطح کی ایک میٹنگ اس سلسلے میں ہوئی تھی جس میں آئندہ کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کی گئی تھی ۔۔۔ لیکن اس میٹنگ کے فوراً بعد اطلاع ملی کہ شعبہ ایموشن کا سربراہ کالاچ غداری کر رہا ہے۔ اس کا تعلق پاکیشیا کے ایک دوست ملک شوگران سے ہے اور وہ براڈوے روڈ کی ایک عمارت میں اطلاعات پہنچاتا ہے ۔۔۔ اس عمارت میں موجود فرد کو فوری طور پر اغوا کر لیا گیا۔ اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ۔۔۔ چنانچہ چیونگم کلب کے دو پیشہ ور قاتلوں کو بک کیا گیا تاکہ کالاچ کو ہلاک کیا جا سکے ۔۔۔ کالاچ وہاں کار میں پہنچا تو ان پیشہ ور قاتلوں نے غلطی سے ڈرائیور کو گولی مار دی جس پر کالاچ نے ان دونوں پر کار کے اندر سے فائر کھول دیا اور وہ دونوں ہلاک ہو گئے ۔۔۔ کالاچ کار میں فرار ہونے لگا۔ لیکن اس کی کار کو بم مار کر اڑا دیا گیا۔ اور اس طرح کالاچ کار سمیت ہلاک ہو گیا ۔۔۔ لیکن یہ علاقہ انسپکٹر جان کا تھا۔ اس نے فوری طور پر تفتیش شروع کر دی اور ایک اہم کلیو بھی حاصل کر لیا۔ اس کلیو کو ختم کرنے کے لئے انسپکٹر جان اور سارجنٹ راجر کو روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کر کے ختم کر دیا گیا اور پھر اعلیٰ سطح پر دباؤ ڈلوا کر اس کیس کی انکوائری دبا دی گئی ۔۔۔ اس اہم انکشاف کے بعد فوری طور پر ایک اور اعلیٰ سطح کی میٹنگ بلوائی گئی جس میں یہ طے کیا گیا کہ مشن کو اور زیادہ تیز کر کے جلد مکمل کیا جائے ۔۔۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ مشن لیک ہو جائے اور اس طرح اس میں رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو اس ہنگامی میٹنگ کے لئے کال کیا گیا تھا" ۔۔۔

چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سر ۔۔۔ ایک سوال ہے ۔ کالاچ کو اتنی چھوٹ کیوں دی گئی کہ اس نے پولیس کے لئے کوئی کلیو چھوڑ دیا" ۔۔۔ ؟ ریڈ تھرٹی نے کہا۔

"تمہارا سوال اہم ہے ۔۔۔ کالاچ انتہائی اہم سیٹ پر تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی چالاک اور ہوشیار آدمی تھا ۔۔۔ اسے شاید اس انکشاف کی اطلاع مل گئی تھی۔ کیونکہ وہ اچانک غائب ہو گیا تھا لیکن ہمیں چونکہ اس کے اس اڈے کا علم ہو چکا تھا جہاں اس نے لامحالہ پہنچنا تھا ۔۔۔ اس لئے اسے وہاں ٹریپ کیا گیا اور جہاں تک کلیو کا تعلق ہے وہ ایک اتفاق کے ساتھ ساتھ انسپکٹر جان کی ذہانت پر منحصر تھا ۔۔۔ کالاچ نے اپنے آپ کو بچانے کیلئے سر آرنلڈ کا سہارا لینے کی کوشش کی تھی ۔۔۔ اس نے سر آرنلڈ کے ایک ڈرائیور کی یونیفارم ڈرائی کلینر کی دکان سے اڑائی اور اپنے ساتھی کو پہنا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھا دیا۔ جب یہ ڈرائیور مارا گیا تو انسپکٹر جان نے سر آرنلڈ کا خاندانی نشان پہچان لیا اور وہ اسی وقت سر آرنلڈ کی حویلی جا پہنچا جہاں ان کے سیکرٹری کی حماقت کی وجہ سے اسے اس ڈرائی کلینر کا پتہ مل گیا اب اگر اسے ڈرائی کلینر کی دکان سے چوری ہونے والی یونیفارم کا علم ہو جاتا تو ظاہر ہے مزید تفتیش کرتا ۔۔۔ اور پھر اس جیسے ذہین آدمی کا کالاچ تک پہنچ جانا ناممکن نہ تھا۔ ایسی صورت میں یہ مشن بھی لیک آؤٹ ہو سکتا تھا ۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ فوری طور پر انسپکٹر جان اور سارجنٹ راجر کو روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کر کے ختم کر دیا ۔ ڈرائی کلینر کی دکان میں فوری طور پر اس جیسی دوسری یونیفارم پہنچا دی گئی اور اس کے ساتھ ہی سر آرنلڈ کے

سیکرٹری کو بھی غائب کر دیا گیا ہے۔ اس طرح سر آرنلڈ کی پوزیشن صاف کر دی گئی ہے" ——— ریڈ چیف نے کہا۔

"لیکن باس! ——— سر آرنلڈ کی ایسی کیا اہمیت ہے کہ اس کی پوزیشن صاف کرنا ضروری ہو گئی" ——— ریڈ فور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر آرنلڈ ریڈ آرمی کے اعلیٰ ترین حکام میں سے ہیں اور ان کا اس طرح کالاج سے ملوث ہو جانا ریڈ آرمی کے لئے نیک فال ثابت نہ ہوتا"۔ ریڈ چیف نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— اگر ایسی بات ہے تو باس! ——— کالاج نے سر آرنلڈ کا سہارا کیوں لیا ——— ؟ کیا وہ سر آرنلڈ کی پوزیشن جانتا تھا" ——— ریڈ ون نے کہا۔

"یقیناً اس نے ڈبل گیم کھیلی ——— اپنے ساتھی کو سر آرنلڈ کے ڈرائیور کی یونیفارم پہنا کر اس نے اپنے پر ممکنہ حملے کو بچانے کی کوشش ظاہر کی ہے۔ سر آرنلڈ کے ڈرائیور کو اس کے ساتھ دیکھ کر ریڈ آرمی بغیر تفتیش کے کوئی اقدام نہ کرتی ——— لیکن ریڈ آرمی نے چونکہ براہ راست سامنے آنے کی بجائے چینز کلب کی خدمات حاصل کر لی تھیں اس لئے وہ مارا گیا"۔ ریڈ چیف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس! ——— پولیس کو اعلیٰ سطح پر دباؤ ڈلوا کر اس کیس سے دستبردار کیا جا سکتا تھا۔ پھر انسپکٹر جان اور سارجنٹ کو کیوں ہلاک کیا گیا" ——— ریڈ تو نے کہا۔

"انسپکٹر جان انتہائی اصول پسند آدمی تھا ——— وہ کسی صورت باز نہ آ سکتا تھا۔ اس لئے اس کا خاتمہ ضروری تھا" ——— ریڈ چیف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس" ——— اس بار سب نے بیک آواز کہا۔

"یہ تمام تفصیلات میں نے تم لوگوں کو اس لئے بتائی ہیں، حالانکہ تمہارا ان سے کوئی تعلق نہ تھا کہ تمہیں احساس ہو سکے کہ مشن میں دیر ہوتے سے کیا پرابلم پیدا ہو سکتے ہیں ——— چنانچہ اب یہ تمہارا کام ہے کہ مشن کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے مکمل کیا جائے" ——— ریڈ چیف نے کہا۔

"ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں باس" ——— ان سب نے جواب دیا۔

"او کے! ——— میٹنگ برخاست" ——— ریڈ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی میز کے درمیان سے نکلنے والا ٹرانسمیٹر واپس میز کے اندر غائب ہو گیا۔

اسی لمحے ریڈ فور جو سب سے پہلے اندر آیا تھا اپنی کرسی سے اٹھا۔ اس نے بیگ اٹھایا اور اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جس سے وہ اندر داخل ہوا تھا۔ اس چھوٹے کمرے میں پہنچ کر اس نے بیگ کو پہلے کی طرح میز پر رکھا اور خود بیڈ پر سیدھا لیٹ گیا۔ چند لمحوں بعد کمرہ اوپر کو اٹھنے لگا۔ پھر جب وہ پہلے والے کمرے میں پہنچا تو بیڈ سے اٹھ کر اس نے بیگ سنبھالا اور دروازے کی چٹخنی کھول کر وہ باہر آ گیا۔

یہ ایک راہداری تھی جس کے اختتام پر سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹے سے دروازے سے نکل کر سڑک پر پہنچ گیا سڑک کراس کر کے وہ سامنے ایک سینما کی پارکنگ کی طرف بڑھا۔ وہاں کافی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔ وہ سرخ رنگ کی ایک کار کے قریب پہنچ کر رکا اس نے جیب سے چابی نکال کر کار کا دروازہ کھولا۔ بیگ کو پچھلی سیٹ پر

اچھال کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار پارکنگ سے نکل کر سڑک پر سے دائیں طرف مڑ کر تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

ریڈفورڈ بڑے مطمئن انداز میں ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں کہ اچانک ڈیش بورڈ پر بنے ہوئے ایک ڈائل میں سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ ریڈفورڈ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ڈائل کے نیچے ایک بٹن دبا دیا۔

"یس۔ ہیوگو اٹنڈنگ یو۔ اوور" ــــ ریڈفورڈ نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن کو پریس کرتے ہوئے کہا۔

"باس! ــ فیلڈ پوائنٹ سے آپ کے لئے ایک ایمرجنسی کال ہے ــ اٹنڈ کر لیں۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس ــ لنک کراؤ۔ اوور" ــــ ہیوگو نے کار کو ایک سائیڈ پہ کر کے روکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پہ گہری تشویش کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

چند لمحوں کے وقفے کے بعد ایک اور آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"ہیلو ــ ہیلو وکٹر فرام فیلڈ پوائنٹ کالنگ۔ اوور" ــ بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس ــ ہیوگو اٹنڈنگ۔ اوور" ــــ ہیوگو نے لہجے کو سپاٹ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"باس! ــ ایک اہم مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے ــــ نمبر تھرٹی تھری نے رپورٹ دی ہے کہ ہمارا مشن لیک آؤٹ ہو گیا ہے اور انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ہمارے پوائنٹ نمبر فور پر اچانک چھاپہ مارا۔ لیکن ہمیں اتفاق سے پہلے اطلاع مل گئی تھی ــــ ہم نے تھوڑی دیر پہلے وہ پوائنٹ

خالی کر دیا تھا۔ بہرحال معاملہ سیریس ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں۔ اوور" ــــ وکٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــ مشن کیسے لیک آؤٹ ہو گیا۔ اوور" ــــ ؟ ہیوگو نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"سر! ــ میں نے تحقیقات کی ہے ــ ایک کال انٹیلی جنس نے چیک کی ہے۔ فضل حسین بظاہر حکومت کا آدمی تھا ــ لیکن دراصل حکومت کو اس کی سرگرمیوں پر شبہ تھا اس لئے اس کی خفیہ نگرانی کی جا رہی تھی اس وجہ سے کال کیچ ہو گئی ــ یہ کال پوائنٹ نمبر فور سے کی گئی تھی۔ چنانچہ پوائنٹ نمبر فور پہ چھاپہ مارا گیا۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ! فضل حسین کا کیا ہوا۔ اوور" ــ ؟ ہیوگو نے چونک کر پوچھا۔

"اس سے رابطہ فوری طور پہ ختم کر دیا گیا ہے اور مزید رابطے بھی آپ کی ہدایات لینے سے قبل ختم کر دیئے گئے ہیں۔ اوور" ــــ وکٹر نے جواب دیا۔

"میں کل پہنچ جاؤں گا ــ فضل حسین کو کافی معلومات حاصل ہیں۔ اس لئے انٹیلی جنس یقیناً اب فضل حسین کو کور کرے گی ــ تم ایسا کرو کہ فوری طور پہ فضل حسین کا خاتمہ کر دو تاکہ اس کی طرف سے ہم محفوظ ہو جائیں ــ باقی ہدایات میں وہیں آ کر صورت حال دیکھنے کے بعد دوں گا۔ اوور اینڈ آل" ــ ہیوگو نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ کال ختم کر کے اس نے کار کو دوبارہ آگے بڑھایا اور خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگا۔

عمران جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا میز کے پیچھے بیٹھا ہوا بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے بلیک زیرو! ۔۔۔ کیا پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔؟" عمران اُسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

"پیٹ میں مروڑ ۔۔۔ نہیں تو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"پھر تم برے برے منہ کیوں بنا رہے ہو ۔۔۔ ؟ کہیں چہرہ خوبصورت بنانے کی ورزش تو نہیں کر رہے ۔۔۔ ویسے تم چاہو جتنی ورزش کر لو، رہو گے تو نقاب پوش ہی ۔۔۔ اور نقاب کا یہی فائدہ ہے کہ خوبصورتی کے ساتھ ساتھ بدصورتی بھی چھپ جاتی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ بات نہیں عمران صاحب! ۔۔۔ بلکہ ایک اہم اطلاع ابھی سر سلطان کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا تھا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ۔۔۔ کیا تانگہ کا جھگڑا ہو گیا ہے علی شیر سے ۔۔۔ لیکن تمہیں تو اس اطلاع سے خوش ہونا چاہیئے ۔۔۔ جولیا کے ساتھ ساتھ ایک اور سکوپ بھی بن سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ بھی بات کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے خفت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا جہاں کہو ۔۔۔ وہیں لے جاتا ہوں ۔۔۔ آجکل کیس تو ہے نہیں بھی رفتے کرنے والا دھندہ ہی خاصا منافع بخش رہے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیس والی بات تو آپ سنتے ہی نہیں ۔۔۔ اسی لئے تو آپ کو کال کیا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے کیا کرنا ہے سشن کر ۔۔۔ کسی لیڈی ڈاکٹر سے بات کرو ۔۔۔ وہی کیس کرتی ہے ۔۔۔ میرا مطلب ہے ڈلیوری کیس کی بات ہے ناں۔ ویسے پیشگی مبارک ہو" ۔۔۔ عمران کی زبان بھلا آسانی سے کہاں رکنے والی تھی۔

"میرے خیال میں آپ کا موڈ نہیں ہے ۔۔۔ چلو پھر کبھی سہی ۔۔۔ میں خود ہی ڈیل کر لیتا ہوں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے دوسرا حربہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی! ۔۔۔ اب تمہیں بھی کیس ڈیل کرنے آ گئے ہیں ۔۔۔ کب کورس

کیا ہے زچگی کا ـــــ مجھے بتایا ہی نہیں ـــــ میرے علاقے میں بھی بورڈ لگوا دو۔ لیکن کمیشن دینا پڑے گا" ـــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور بلیک زیرو سے پہلے عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں! ـــــ عمران سے بات ہوئی آیانا کیس کے متعلق ـــــ صدر مملکت بھی اس سلسلے میں خاصے پریشان ہیں" ـــــ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"آپ نام بھول رہے ہیں جناب! ـــــ آیانا نہیں ڈیانا ـــــ بلکہ لیڈی ڈیانا کیس ہوگا ـــــ لیکن آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ لیڈی ڈیانا کا دوسرا بچہ بھی پیدا ہو چکا ہے ـــــ سوری! اب کیس ڈیل کرنے کا کوئی سکوپ باقی نہیں رہا" ـــــ اس بار عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"یہ کیا مذاق ہے عمران! ـــــ اب تمہاری حرکتیں بچگانہ ہوتی جا رہی ہیں ـــــ شادی کے روز بھی تم نے انتہائی بچگانہ حرکت کی تھی" ـــــ سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بچگانہ ـــــ کیا کہہ رہے ہیں آپ! ـــــ ابھی سے بچہ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ ابھی کل پرسوں تو شادی ہو رہی ہے۔ کمال ہے، قیامت کی نشانیاں ہیں" ـــــ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ ـــــ نان سنس! ـــــ تمہیں اب بات کرنے کی بھی تمیز نہیں رہی ایڈیٹ" ـــــ سر سلطان نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جلدی کرو بلیک زیرو! ـــــ مجھے بریف کر دو ـــــ میں نے اسی لئے سر سلطان کو غصہ دلا کر بھگایا ہے ـــــ کیا کیس ہے" ـــــ عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو کافی دیر سے کوشش کر رہا تھا۔ آپ سنتے ہی نہیں تھے۔ بہرحال سر سلطان نے تھوڑی دیر پہلے شوگران سیکرٹ سروس کے چیف کی طرف سے ارسال کردہ ایک ٹیپ بھجوایا تھا" ـــــ بلیک زیرو نے میز کی دراز کھول کر ایک مائیکرو ٹیپ باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"شوگران! ـــــ لیکن سر سلطان تو آیانا کی بات کر رہے تھے" ـــــ؟ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ٹیپ میں ہونے والی گفتگو کا تعلق آیانا سے ہے ـــــ اسے شوگران سیکرٹ سروس نے حاصل کیا ہے ـــــ بھجوایا انہوں نے ہے" ـــــ بلیک زیرو نے دراز سے مائیکرو ٹیپ ریکارڈر نکال کر میز پر رکھتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ٹیپ اس میں فٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو ـــــ ہیلو ٹاپ رینک متھری فرام آیانا ـــــ اہم پیغام نوٹ کریں۔ کالاج نے رپورٹ دی ہے کہ کاسٹریا کی سپیشل سروس ریڈ آرمی پاکیشیا کے خلاف ایک خطرناک منصوبہ بنائے ہوئے ہے ـــــ اس سلسلے میں ریڈ آرمی کی ٹیمیں پاکیشیا کے مختلف صوبوں میں مسلسل کام کر رہی ہیں ـــــ آج ریڈ آرمی کے اعلیٰ حکام کی خفیہ میٹنگ ہے ـــــ اس منصوبے کے سلسلے میں ـــــ اس کی تفصیلات کالاج میٹنگ کے بعد دے گا۔ کالاج اس میٹنگ کو اٹینڈ کر رہا ہے ـــــ فی الحال اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ منصوبہ پاکیشیا

کے خلاف روسیاہ کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ وہاں شاید سیاسی طور پر کام ہو رہا ہے ــــ تفصیلات آج رات مل جائیں گی۔ کالاج آج پہلی بار میٹنگ اٹینڈ کر رہا ہے پھر مزید تفصیلات کا علم ہو گا۔ اوور"۔

"ٹاپ رینک تھرٹی تھری! ــــ کالاج کون ہے۔ تفصیل سے بتاؤ۔ اوور" ایک اور سخت سی آواز ابھری۔

"سر! ــــ کالاج ریڈ آرمی کے شعبہ ایمونیشن کا سربراہ ہے۔ ٹاپ رینک کافی عرصے سے مسلسل کالاج کو کور کرنے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ ریڈ آرمی کے خفیہ منصوبوں کا علم ہو سکے ــــ دو روز پہلے کالاج سے بات چیت مکمل ہوئی ہے اور وہ ہمارا ایجنٹ بن گیا ہے۔ اس نے ہی یہ اطلاع دی ہے ــــ اس کا تعلق چونکہ براہ راست منصوبہ سازی سے نہیں ہے اس لئے اسے صرف اتنی ہی اطلاعات حاصل ہیں ــــ مزید تفصیلات آج کی میٹنگ کے بعد مل جائیں گی۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ــــ پاکیشیا ہمارا دوست ملک ہے۔ منصوبے کی پوری تفصیل معلوم کر کے رپورٹ دو۔ اوور" ــــ سخت لہجے میں کہا گیا۔

"یس باس۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹیپ ختم ہو گئی۔

بلیک زیرو نے ٹیپ ریکارڈر کا بٹن آف کر کے ٹیپ باہر نکال لی اور پھر عمران سے مخاطب ہوا۔

"اس کے ساتھ ہی شوگران سیکرٹ سروس کے چیف کا خط بھی آیا ہے"۔ بلیک زیرو نے ایک طرف رکھا ہوا ایک لفافہ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے

ہوئے کہا۔

عمران نے لفافہ کھول کر اس میں موجود کاغذ نکالا۔ یہ شوگران اور پاکیشیا کے درمیان طے شدہ سپیشل کوڈ میں لکھا گیا تھا۔ اور یہ شوگران سیکرٹ سروس کے چیف کی طرف سے تھا۔ مخاطب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔ اس میں اس نے صرف یہ بتایا تھا کہ بعد میں آیا ہے اطلاعات ملی ہیں کہ کالاج ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کے آدمی تھرٹی تھری کو ریڈ آرمی نے گرفتار کر لیا جس نے خودکشی کر لی ہے۔ اس لئے فوری طور پر مزید معلومات مہیا نہیں کی جا سکیں۔

"ہونہہ! ــــ اس کا مطلب ہے کہ کوئی گہری سازش ہو رہی ہے ــــ کاسٹریا کی ریڈ آرمی خاصی طاقتور تنظیم ہے اور کاسٹریا کا تعلق چونکہ روسیاہ سے ہے اس لئے ایسا ہی ہو گا ــــ لیکن پیغام کے مطابق تو ریڈ آرمی کی ٹیمیں یہاں کام کر رہی ہیں۔ مگر ابھی تک تو اس سلسلے میں کوئی اطلاع نہیں ملی" ــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ــــ پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ" ــــ دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ــــ سر سلطان سے بات کراؤ" ــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ــــ ہولڈ آن سر!" ــــ دوسری طرف سے پی۔ اے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سلطان سپیکنگ!" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سر سلطان

کی آواز سنائی دی۔

"عمران سے بات کیجئے" ــــ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔ ایسا اس نے دراصل پی۔ اے کی وجہ سے کیا تھا۔ گو قانوناً پی۔ اے۔ ایکسٹو کی کال نہ سُن سکتا تھا لیکن عمران بہرحال محتاط رہتا تھا۔

"میں اس احمق سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا" ــــ سر سلطان نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔ شاید ابھی تک ان کا غصہ دُور نہ ہوا تھا۔

"ارے ارے جناب! ــــ سر سلطان ــــ عالی شان مع آن بان ــــ عمران وعمان پان کی بات کا بُرا نہ منایا کیجئے ــــ دراصل اس کی زبان کو خارش کی بیماری ہے ــــ اور غریب کے پاس اتنے پیسے نہیں کہ کسی سپیشلسٹ سے علاج کرا سکے ــــ بس اس طرح آپ سے بات کر کے زبان کھجلا لیتا ہے بے چارہ" ــــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور سر سلطان شاید نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑے۔

"اس کھجلی کو دُور کرنے کے لئے میں ہی رہ گیا ہوں" ــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اجی آپ کا دم ہی تو غنیمت رہ گیا ہے ــــ اب بھلا کہاں مل سکتے ہیں آپ جیسے سر ــــ اب تو بغیر سر کے لوگ پیدا ہو رہے ہیں ــــ اور آپ کو معلوم ہے کہ کھجلی دُور کرنے کے لئے زرف چیز چاہیئے۔ اور آپ کے سر سے زیادہ زرف چیز بھلا کہاں سے مل سکتی ہے" ــــ عمران نے دوبارہ شیر ہوتے ہوئے کہا۔

"تم باز نہیں آؤ گے ــــ بہرحال کہو کس لئے فون کیا تھا" ــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"زبان کی کھجلی مٹانے کے لئے ــــ ابھی میری آدھی کھجلی دُور ہوئی تھی کہ آپ نے فون بند کر دیا تھا" ــــ عمران دوبارہ پٹڑی سے اتر گیا۔

"میں پھر بند کر رہا ہوں ــــ تم بیٹھے مٹاتے رہو اپنی کھجلی" ــــ سر سلطان نے جھینپے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے آپ نے نائلہ کی شادی کر دی ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ آپ مجھ سے بات بات پر ناراض ہو جاتے ہیں ــــ چلو تمام نہ سہی، کم از کم کچھ ناراضگی کا رُخ علی شیر کی طرف کر دیا کریں۔ ویسے وہ آیا ما کا کیا سلسلہ ہے ــــ میں نے شوگران سیکرٹ سروس کا خط بھی پڑھ لیا ہے اور ان کا ارسال کردہ ٹیپ بھی سُن لیا ہے" ــــ عمران نے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ سر سلطان پھر نہ بدک جائیں۔

"یہ ٹیپ اور خط ایک سپیشل میسنجر لے آیا ہے ــــ میں نے صدر مملکت سے بات کی تھی، وہ بھی بے حد پریشان ہیں ــــ روسیاہ سے کچھ بھی بعید نہیں کہ اس نے کاسٹریا کی مدد سے ہمارے خلاف کوئی خوفناک سازش تیار کی ہو ــــ آجکل بین الاقوامی حالات انتہائی نازک ہیں اور کاسٹریا روسیاہ کا خاص حلیف ہے ــــ اس لئے معاملہ بے حد سیریس ہے ــــ تم فوری طور پر اس بارے میں کچھ سوچو۔ تاکہ میں صدر مملکت کو رپورٹ دے سکوں" ــــ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس ٹیپ میں تو بتایا گیا ہے کہ ریڈ آرمی کی ٹیمیں ہمارے ملک میں کام کر رہی ہیں ــــ کیا آپ نے سر رحمان سے بات کی ہے۔ شاید سنٹرل انٹیلی جنس کے پاس اس بارے میں کوئی اطلاع ہو" ــــ عمران نے کہا۔

"میں نے بات تو نہیں کی ــــ اب کر لیتا ہوں" ــــ سر سلطان نے

جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ آپ بات کر کے پھر مجھے بتائیں ۔۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے "اوکے" کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

"طاہر! ۔۔۔ لائبریری سے ریڈ آرمی کی فائل لے آؤ۔ شاید کچھ معلومات حاصل ہو جائیں" ۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہی بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور بغلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ وہ گہری سوچ میں تھا۔ اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ ریڈ آرمی والا کیس خاصا مشکل اور گہرا ثابت ہوگا۔

"یہ لیجئے" ۔۔۔ بلیک زیرو کی آواز سنائی دی اور عمران نے آنکھیں کھول کر فائل بلیک زیرو کے ہاتھ سے لے لی اور پھر اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ فائل خاصی ضخیم تھی۔ عمران مسلسل اس کے مطالعے میں مصروف رہا۔ ابھی اس نے آدھی ہی فائل پڑھی تھی کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب! ۔۔۔ میرے پاس ایک اہم اطلاع ہے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے آج میرے فلیٹ سے ملحقہ ایک عمارت پر چھاپہ مارا ہے لیکن وہ عمارت خالی تھی ۔۔۔ میں چونکہ فلیٹ میں جانے کے لئے

وہاں سے گذر رہا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو دیکھ کر رک گیا ۔۔۔ فیاض کو کسی غیر ملکی مجرموں کی تلاش تھی ۔۔۔ غیر ملکی مجرموں کی وجہ سے میں نے جان بوجھ کر دلچسپی لی اور فیاض کے ساتھ زبردستی اندر چلا گیا ۔۔۔ عمارت خالی پڑی ہوئی تھی ۔۔۔ فیاض ہاتھ ملتا رہ گیا ۔۔۔ گو فیاض نے مجھے باوجود کوشش کے کچھ نہیں بتایا لیکن وہاں سے مجھے ایک کاغذ ملا ہے جس پر کسی نامانوس زبان میں کچھ لکھا ہوا ہے ۔۔۔ البتہ کاغذ کے ایک کونے میں ایک ایسا نشان چھپا ہوا ہے جس نے مجھے چونکا دیا ہے ۔۔۔ یہ نشان کاسٹریا سیکرٹ سروس ریڈ آرمی کا مخصوص نشان ہے جس میں ایک آدمی سرخ لباس پہنے سرخ رنگ کا ریوالور لئے کھڑا ہوا ہے ۔۔۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں" ۔۔۔ صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم ریڈ آرمی کے نشان سے کیسے واقف ہوئے؟" ۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سر! ۔۔۔ دو سال قبل عالمی سیکرٹ سروسز کا اجلاس ہوا تھا جس میں ایشیا کی طرف سے مجھے بھیجا تھا ۔۔۔ وہاں ریڈ آرمی کا نمائندہ میرا دوست بن گیا تھا اور میں نے ان کا یہ سرکاری نشان ان کے سرکاری پیڈ پر دیکھا تھا" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے! ۔۔۔ تم وہ کاغذ دانش منزل بھجوا دو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم اب بادام کھانا شروع کر دو طاہر! ۔۔۔ تمہیں دو سال پہلے کی بات بھی یاد نہیں رہی" ۔۔۔ عمران نے فائل سے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر! وہ تو مجھے یاد تھی لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ صفدر کی دوستی وہاں ریڈ آرمی

سے ہو گئی ہو گی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"صفدر کی بات سے پتہ چلا ہے کہ انٹیلی جنس ریڈ آرمی کی تو سو... چکی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کو... جواب دیتا، ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ... رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی... سنائی دی۔

"یس سر"۔۔۔۔ اس بار بلیک زیرو نے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران موجود ہے"۔۔۔۔؟ سر سلطان نے پوچھا۔

"یس سر۔۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں۔۔۔۔ بات کیجئے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جناب فرمائیے۔۔۔۔ گھاس ملی"۔۔۔۔ عمران نے رسیور لیتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔ کیسی گھاس"۔۔۔۔؟ سر سلطان نے حیرت... لہجے میں پوچھا۔

"اوہ سوری!۔۔۔۔ محاورہ غلط بول گیا ہوں۔۔۔۔ گھاس ڈالی گئی"۔۔۔۔ عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آخر کیا مصیبت ہے۔۔۔۔ تم کسی وقت سنجیدہ بھی ہوتے ہو۔۔۔۔ یا نہیں"۔۔۔۔ سر سلطان نے بری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ معاف کیجئے۔۔۔۔ میں نے تو سوچا تھا کہ یا محاورہ لئے

...کر دوں۔۔۔۔ میرا مطلب تھا کہ ڈیڈی نے گھاس ڈالی یا نہیں۔۔۔۔ آسان زبان میں کیا رپورٹ ہے انٹیلی جنس کی"۔۔۔۔؟ عمران نے کہا۔

"سنو عمران!۔۔۔۔ موقعہ محل دیکھ کر بات کیا کرو۔۔۔۔ یہ میں آخری بار کہہ رہا ہوں، اس کے بعد میں کیا کر دوں گا۔۔۔۔ اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں استعفیٰ بھی دے سکتا ہوں۔۔۔۔ اور خودکشی بھی کر سکتا ہوں۔۔۔۔ سمجھے"۔۔۔۔ سر سلطان نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ وہ شائد پریشانی کی وجہ سے بری طرح جھلائے ہوئے تھے۔

"سمجھ گیا جناب!۔۔۔۔ لیکن آپ نے وضاحت نہیں فرمائی کہ بات کرنے کے لئے کونسا محل دیکھا کروں۔۔۔۔ رانا پیلس۔۔۔۔ یا پریذیڈنٹ پیلس۔۔۔۔ یہ بھی وضاحت فرما دیجئے۔۔۔۔ باقی رہا موقعہ۔۔۔۔ تو مواقع بھی کئی ہیں مثلاً موقعہ واردات بھی ہوتا ہے۔۔۔۔ موقعہ ہماری مقامی زبان میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کو بھی کہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"سر رحمان نے کہا ہے کہ ان کے پاس ریڈ آرمی کے سلسلے میں کوئی رپورٹ نہیں ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے کھٹک کی آواز کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا۔ سر سلطان نے شائد رسیور کریڈل پر پٹخ دیا تھا۔

"آپ آخر سر سلطان کو اس حد تک تنگ کیوں کرتے ہیں"۔۔۔۔؟ بلیک زیرو نے عمران کے رسیور رکھتے ہی پوچھا۔

"میں ذرا انہیں نارمل رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔ ہمارے سرکاری افسر ہر وقت خوشامدانہ باتیں سن سن کر ابنارمل سے ہو جاتے ہیں۔۔۔۔ تمہیں

معلوم تو ہے کہ بخار اتارنے کے لئے کڑوی دوا دی جاتی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن سر سلطان تو ایسے آفیسر نہیں ہیں جو ابنارمل ہو جاتے ہیں۔ تو انتہائی دیانت دار، فرض شناس اور خلیق افسر ہیں" ——— بلیک زیرو نے باقاعدہ سر سلطان کی حمایت میں بولنا شروع کر دیا۔

"ویسے اگر کہو تو ایک محاورہ تمہیں بھی سنا دوں ——— وہ کیا کہتے ہیں کہ پچھتائے کیا فائدہ جب چڑیاں کھیت چگ جائیں ——— یہ محاورہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ثقیل ہے ——— اس لئے میری زبان پر بھی نہیں چڑھتا۔ بہرحال چڑیاں تو نہیں کہنا چاہیئے بلکہ چڑا چگ گیا کھیت زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں" ——— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"بھئی اب نائلہ کی شادی ہو چکی ہے ——— اب سر سلطان کے قصیدے پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں" ——— عمران نے سیدھی بات کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"آخر آپ یہ بار بار اس شادی کا ذکر کیوں کر رہے ہیں ——— میرا خیال ہے کہ آپ نے خود ہی نائلہ سے شادی سے انکار کر دیا تھا ——— ورنہ سر سلطان کی تو خواہش یہی تھی" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ——— تو بھئی ابھی میرا دم نکلنے کا وقت نہیں آیا تھا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیئے۔

"یس۔ پی۔ اے ٹو سر رحمان ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ——— سر رحمان سے بات کراؤ" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور بلیک زیرو سر ہلانے لگا۔

"یس سر ——— یس سر" ——— دوسری طرف سے پی اے کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— رحمان سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد ہی سر رحمان کی آواز سنائی دی۔ ان کے لہجے میں مودبانہ پن تو نہ تھا البتہ کرختگی غائب تھی۔

"ایکسٹو سپیکنگ ——— سر رحمان! آپ نے سر سلطان کو یہ رپورٹ دی ہے کہ ریڈ آرمی کے سلسلے میں آپ کے پاس کوئی کیس نہیں ہے" ——— عمران نے کرخت اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس ——— یہی رپورٹ دی ہے میں نے" ——— سر رحمان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک ذمہ دار عہدے پر ہونے کے باوجود آپ نے غلط بیانی سے کام کیوں لیا ہے ——— آپ کے محکمے کا فیاض نامی سپرنٹنڈنٹ ریڈ آرمی کی عمارتوں پر چھاپے مارتا پھر رہا ہے ——— اور آپ فرما رہے ہیں کہ میرے پاس ایسا کوئی کیس نہیں ہے" ——— عمران کا لہجہ اور زیادہ کرخت ہو گیا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض ——— اور ریڈ آرمی کی عمارتوں پر چھاپے ——— جی نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ——— سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ایک عمارت پر آج ہی چھاپہ ضرور مارا ہے۔ لیکن اس کا ریڈ آرمی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اور

دوسری بات یہ کہ آپ مجھے ایک ذمہ دار عہدے پر فائز بھی کہہ رہے ہیں اور ساتھ ہی غلط بیانی کا الزام بھی لگا رہے ہیں ـــــ آپ اپنے الفاظ واپس لیں ـــــ میں ایسے الفاظ سننے کا عادی نہیں ہوں" ـــــ سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔ آخر وہ عمران کے باپ تھے۔ اصلی چنگیزی خون کے حامل۔ وہ بھلا ایکسٹو سے کہاں دبنے والے تھے۔

"آپ کو معلوم ہے کہ آپ کس سے بات کر رہے ہیں" ـــــ عمران کا لہجہ غراہٹ آمیز ہو گیا۔ ظاہر ہے اس وقت وہ بحیثیت ایکسٹو بات کر رہا تھا اور سر رحمان نے ایکسٹو کی عزت کو داؤ پر لگا دیا تھا۔

"جی ہاں بس ـــــ اچھی طرح معلوم ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو سے بات کر رہا ہوں" ـــــ سر رحمان نے بھی اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ایکسٹو کے اختیارات کا علم ہے ـــــ میں چاہوں تو ابھی نہ صرف آپ کو آپ کے عہدے سے برطرف کر سکتا ہوں ـــــ بلکہ آپ کے خلاف ریڈ آرمی کے ساتھ سازش اور ملک سے غداری کا مقدمہ بھی قائم کیا جا سکتا ہے ـــــ مجھے مسٹر ڈائریکٹر جنرل! ـــــ جس عمارت پر آپ کے سپرنٹنڈنٹ نے چھاپہ مارا ہے اس عمارت کا تعلق کاسٹریا سیکرٹ سروس ریڈ آرمی سے ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو آنکھیں پھاڑے باپ بیٹے کے درمیان یہ اعصابی جنگ ہوتی دیکھ رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر سر رحمان کو ابھی یہ معلوم ہو جائے کہ ایکسٹو دراصل کون ہے تو ان کا ردعمل کیا ہوگا۔

"مجھے آپ کے اختیارات کا اچھی طرح علم ہے ـــــ آپ جو چاہیں کریں ـــــ لیکن آپ بھی یہ بات نوٹ کر لیں کہ میرا نام رحمان ہے۔ میں اپنے وقار اور عزت کے مقابلے میں عہدوں پر لات مار دینے کا عادی ہوں ـــــ ویسے مجھے سرکاری طور پر اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس عمارت کا تعلق ریڈ آرمی سے ہے ـــــ اور نہ ہی اس عمارت سے ایسے کوئی شواہد ملے ہیں۔ اس لئے سر سلطان کے پوچھنے پر میں نے انہیں درست بتایا ہے کہ میرے پاس ریڈ آرمی کا کوئی کیس نہیں ہے" ـــــ سر رحمان نے دبے بغیر ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر آپ کا قصور نہیں ہے ـــــ لیکن آپ نے اپنے محکمے میں ایسے احمق کیوں پال رکھے ہیں جنہیں آخر تک اصل بات کا علم نہیں ہوتا ـــــ حالانکہ مجھے رپورٹ مل چکی ہے کہ اس عمارت کا تعلق ریڈ آرمی سے ہے اور وہاں سے ایسی دستاویز بھی ملی ہے جس سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے" ـــــ عمران نے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے سر رحمان کو اصل بات کا علم ہی نہ تھا یہ تو صفدر تھا جس کی وجہ سے اس بات کا علم عمران کو بھی ہو گیا تھا۔

"احمق کو لئے محکمے میں نہیں ہوتے ـــــ بہرحال میں معذرت خواہ ہوں کہ میرے محکمے کے سپرنٹنڈنٹ کی وجہ سے اس قدر اہم کلیو کا مجھے علم نہ ہو سکا" ـــــ سر رحمان نے عمران کا نرم لہجہ سنتے ہی باقاعدہ معذرت تو کر دی لیکن احمق کو لئے محکمے میں نہیں ہوتے کا فقرہ کہہ کر انہوں نے بہرحال بھرپور طنز بھی ساتھ ہی کر دی تھی۔

"او کے بس ـــــ آپ کی معذرت قبول کی جاتی ہے ـــــ آپ اس کیس

کی مکمل فائل سر سلطان کی معرفت مجھے بھجوا دیں —— میں خود دیکھ لوں گا" —— عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا کیونکہ اُسے سر رحمان کی طبیعت کا اچھی طرح اندازہ تھا کہ اگر وہ فوری طور پر رابطہ ختم نہ کرتا تو سر رحمان جو ایکسٹو کے آخری فقرے پر یقیناً غصے سے اکھڑ چکے ہوں نجانے کیا جواب دیتے۔ اب اُسے معلوم تھا کہ وہ سارا غصہ سر سلطان پر نکالیں گے۔ کیونکہ ایکسٹو کے مخصوص نمبر کا انہیں علم ہی نہ تھا۔

"آجکل آپ واقعی مرچیں چبا رہے ہیں —— سر رحمان کو بھی آپ نے سر سلطان کی طرح ناراض کر دیا ہے" —— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار کافی دنوں سے منہ کا ذائقہ کچھ پھیکا پھیکا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو تھوڑی سی مرچیں ہی چبائی جائیں —— لیکن یہ مرچیں تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تیز ثابت ہو رہی ہیں۔ ویسے اب مزہ آئے گا —— سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ڈیڈی نے یقیناً کان پکڑوا کر مرغا بنا دیا ہے اور اسی لئے میں نے ذرا ضرورت سے زیادہ تیز مرچیں استعمال کر ڈالی ہیں۔"

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا، کمرے میں ہلکی سی سیٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے چونک کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اور پھر میز کی سب سے نچلی دراز کھولی۔ دوسرے لمحے ایک مستطیل شکل کا کاغذ اس کے ہاتھ میں تھا۔ یہ یقیناً وہی کاغذ تھا جس کا ذکر صفدر نے کیا تھا کیونکہ اس کے کونے پر ریڈ آرمی کا مخصوص نشان واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ سسٹم کے مطابق صفدر نے دانش منزل کے گیٹ پر بنے ہوئے مخصوص باکس میں کاغذ ڈال دیا

کاغذ آٹومیٹک سسٹم کے تحت وہ میز کی نچلی دراز میں پہنچ گیا اور یہ سیٹی کی آواز اس کاغذ کے پہنچنے کی اطلاع تھی۔

عمران نے کاغذ بلیک زیرو کے ہاتھ سے لیا اور اُسے اپنے سامنے میز پر رکھ کر اس نے اُسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ کافی دیر تک اُسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طرف پڑا ہوا خالی پیڈ اٹھایا اور قلمدان سے قلم نکال کر اس نے خالی کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔

"حل ہو گیا ہے یہ کوڈ ——؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں ! —— یہ کاسٹریا کا سرکاری کوڈ ہے —— اس کا حوالہ اس فائل میں پہلے سے موجود ہے" —— عمران نے جواب دیا۔ اس کا ہاتھ اب کافی تیز رفتاری سے کاغذ پر چل رہا تھا۔

"ہونہہ —— تو یہ بات ہے" ...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے قلم کو واپس قلمدان میں رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ——؟" بلیک زیرو نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"خاصی اہم دریافت ہے —— یہ خط کسی ہیوگو کی طرف سے کسی وکٹر کے نام ہے —— اس میں بتایا گیا ہے کہ وہ ریڈ آرمی کی اہم میٹنگ کے لئے کاسٹریا جا رہا ہے —— اس کی عدم موجودگی میں کام کو تیز رفتاری سے جاری رکھا جائے تاکہ جلد از جلد فائنل آپریشن مکمل ہو سکے" —— عمران نے عبارت پڑھتے ہوئے اس کا مفہوم بتا دیا۔

"ہیوگو اور وکٹر" —— بلیک زیرو نے نام دوہراتے ہوئے کہا۔

"کیوں ! —— کیا تم ان دونوں کو جانتے ہو ——؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں — جانتا تو نہیں — لیکن مجھے ایک خیال آ رہا ہے۔ چند
روز قبل میں رات کا کھانا کھانے کے لئے ہوٹل پیلس میں گیا تھا تو میری
ٹیبل سے ملحقہ ایک ٹیبل پر دو غیر ملکی بیٹھے ہوئے تھے — ان میں
سے ایک دوسرے کو وکٹر کہہ کر مخاطب کر رہا تھا — بس یہ نام ہی میرے
ذہن میں رہ گیا ہے" — بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن وکٹر تو عام سا نام ہے — ضروری نہیں کہ وہ آدمی ریڈ آرمی
کا ہی وکٹر ہو" — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جی ہاں — ہے تو عام سا نام — اس وقت تو خیر میں نے
غور نہیں کیا تھا لیکن اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ انہوں نے دوران گفتگو
کاسٹریا کا نام بھی لیا تھا" — بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ — اگر یہ بات ہے تو پھر یقیناً یہ وہی آدمی ہو گا جس کے
نام خط لکھا گیا ہے" — عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ دونوں اسی ہوٹل کے رہائشی تھے۔ کیونکہ میرے سامنے وہ بل
دیئے بغیر اٹھ کر لفٹ کی طرف گئے تھے" — بلیک زیرو نے کہا۔

"گڈ شو — اب واقعی تم اس قابل ہوتے جا رہے ہو کہ تمہیں
پکا ایکسٹو بنا دیا جائے — میں ہوٹل پیلس جا رہا ہوں" — عمران
نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر سر سلطان کا فون آ جائے تو انہیں کیا جواب دوں —؟"
بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"سوال سمجھ میں آ جائے تو جواب بھی دے دینا — ورنہ معذرت
کر لینا — میں رعایتی نمبر دلوا کر پاس کرا دوں گا" — عمران نے کہا اور

تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر ہوٹل پیلس کی طرف
بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں بار بار ریڈ آرمی کا نام گونج رہا
تھا۔ دراصل وہ ایک اور آئیڈیئے پر سوچ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ریڈ
آرمی سرکاری تنظیم ہے اور ظاہر ہے کسی خوفناک منصوبے پر ہی عمل کر
رہی ہو گی۔ اس لئے اگر صرف یہاں موجود اس کی ٹیموں کا خاتمہ کر دیا گیا
تو اس سے ریڈ آرمی کے منصوبے پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ وہ اور لوگ بھیج
دیں گے اور یہ بھی ناممکن تھا کہ عمران کاسٹریا پہنچ کر ساری سیکرٹ سروس
کا ہی خاتمہ کر دے۔ اور اگر ایسا ہو بھی جائے تب بھی افراد کے ختم ہونے
سے سرکاری تنظیمیں تو ختم نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے وہ کوئی ایسا حل سوچ
رہا تھا جس سے ریڈ آرمی پاکیشیا کے خلاف اپنے منصوبے سے خود ہی باز
آ جائے لیکن ایسا کوئی حل اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ بہرحال پہلی بات
تو اس منصوبے کا انکشاف تھا۔ اگر منصوبہ سامنے آ جائے تب اس کی
گہرائی اور اہمیت کو سامنے رکھ کر کوئی مزید اقدام کیا جا سکتا تھا۔

اسی ذہنی ادھیڑبن میں کار چلاتا ہوا ہوٹل پیلس پہنچ گیا۔ اس نے
کار ہوٹل کے وسیع پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس کے مین گیٹ
کی طرف بڑھنے لگا اور پھر جیسے ہی وہ مین گیٹ کراس کر کے ہوٹل کے
ہال میں داخل ہوا۔ ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ
پھیرنے لگا۔ اس سے واقعی حماقت ہوئی تھی۔ یہ ضروری تو نہ تھا کہ وکٹر
اپنے اصل نام کے ساتھ یہاں رہائش پذیر ہو یا رہا ہو۔ اور وکٹر کا حلیہ
بلیک زیرو سے پوچھنا تو بھول ہی گیا تھا۔

"میرے خیال میں اب بلیک زیرو کو پکا ایکسٹو بنا کر میں ریٹائر ہو جاؤں۔ اب کھوپڑی کی بیٹری جواب دیتی جا رہی ہے" ——— عمران نے اپنے دل میں خود ہی سوچا۔ لیکن اس کے قدم کاؤنٹر کی طرف ہی بڑھ رہے تھے۔

"یس فرمائیے" ——— کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے عمران کے قریب آتے ہی انتہائی مودبانہ انداز میں کہا۔ ظاہر ہے یہ ادب کاروبار کا ہی ایک حصہ تھا۔

"میں نے کافرستان سے آتے ہوئے اپنے ایک دوست مسٹر وکٹر سے ملنا ہے ——— مجھے ان کے کمرہ نمبر کا علم نہ ہے ——— صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ آپ کے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں" ——— عمران نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کافرستان کے مسٹر وکٹر ——— اوہ! ——— وہ تو ابھی تھوڑی دیر پہلے کمرہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں ——— اگر آپ ایک گھنٹہ قبل آ جاتے تو آپ کی ملاقات ضرور ان سے ہو جاتی" ——— کاؤنٹر مین نے قدرے تاسف بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا وہ واپس چلے گئے ہیں ——— یا کہیں اور شفٹ ہو گئے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"واپس جاتے تو یقیناً ہوٹل کی گاڑی انہیں ایئرپورٹ چھوڑ آتی۔ بس وہ کمرہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں ——— میں نے اچانک کمرہ چھوڑنے پر قدرے حیرت کا اظہار کیا تھا تو انہوں نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا کہ انہیں ایک ایمرجنسی فون ملا ہے جس کی وجہ سے ان کا اچانک جانے کا پروگرام بن گیا ہے" ——— کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

ان کا لگیج کون باہر تک لے گیا تھا شاید آپ سے معلوم ہو ——— دراصل میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے ——— اگر ان سے میری ملاقات نہ ہوئی تو انہیں لاکھوں ڈالر کا نقصان پہنچ سکتا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"میں بلاتا ہوں لگیج بوائے کو" ——— کاؤنٹر مین نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس سر" ——— اچانک سائیڈ کی راہداری سے ایک نوجوان نکل کر کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"اسلم! ——— ساتویں منزل پر بطور لگیج بوائے کون ڈیوٹی پر ہے" ——— ؟ کاؤنٹر مین نے آنے والے سے پوچھا۔

"ساتویں منزل پر رشید ہے جناب" ——— آنے والے نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ——— کاؤنٹر مین نے کہا اور اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر دبا دیا۔

"رشید لگیج بوائے کو کاؤنٹر پر بھیجو" ——— کاؤنٹر مین نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ابھی آ رہا ہے جناب! ——— شاید آپ کا پرابلم حل ہو جائے" ——— کاؤنٹر مین نے کہا۔

"تھینک یو" ——— عمران نے مختصر سا جواب دیا۔ اس وقت چونکہ وہ ذہنی طور پر خاصا الجھا ہوا تھا اس لئے وہ انتہائی سنجیدگی سے بات کر رہا تھا۔

چند لمحوں بعد لفٹ سے نکل کر ایک لمبا تڑنگا اور خاصے طاقتور جسم کا مالک نوجوان کاؤنٹر کی طرف آیا۔

"رشید! — ابھی تھوڑی دیر پہلے تم ساتویں منزل کے کمرہ نمبر آٹھ کے مسافر کو باہر چھوڑ آئے ہو — یہ صاحب ان کے دوست ہیں اور ان سے ملنا چاہتے ہیں"۔ — کاؤنٹر مین نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسٹر وکٹر! — مگر وہ تو چلے گئے ہیں"۔ — رشید نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے انہیں ٹیکسی پر بٹھایا تھا — یا وہ اپنی کار میں گئے ہیں" —؟ عمران نے اس سے براہ راست سوال کرتے ہوئے کہا۔

"اپنی کار میں — نہیں جناب! — ان کے پاس تو کار نہ تھی — وہ ٹیکسی پر گئے ہیں — ارے ہاں! ٹیکسی ڈرائیور احسان تھا۔ میں اسے جانتا ہوں۔ وہ پہلے میرے ساتھ ہوٹل کنگ میں ویٹر تھا۔ بعد میں اس نے ٹیکسی چلانی شروع کر دی ہے"۔ — رشید نے کہا۔

"تمہیں شاید یاد ہو کہ ٹیکسی میں بیٹھ کر انہوں نے ڈرائیور کو کہیں جانے کا کہا ہو" —؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب! — مجھے انہوں نے ٹیکسی میں بیٹھنے سے قبل ہی ٹپ دے کر فارغ کر دیا تھا اور میں واپس چلا آیا تھا"۔ — رشید نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اتنے لمبے قد کے ساتھ تو وہ ٹیکسی میں بیٹھنے سے ہمیشہ کتراتے ہیں — بھلا سات فٹ کا آدمی ٹیکسی میں کیسے بیٹھ سکتا ہے"۔ — عمران

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سات فٹ! — کیا کہہ رہے ہیں جناب! — مسٹر وکٹر تو اوسط قد کے ہیں"۔ — اس بار کاؤنٹر مین اور رشید دونوں نے بیک آواز ہو کر جواب دیا۔

"کیا مطلب — ؟ یعنی وہ چوڑے چہرے اور بھاری جبڑوں والے سات فٹ قد کے مالک مسٹر وکٹر — بھلا اوسط قد کے کیسے ہو سکتے ہیں"۔ — عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — پھر یہ صاحب وہ نہیں، جن سے آپ ملنے آئے ہیں۔ ان کا چہرہ تو پتلا ہے — لیکن چہرے پر سختی کے آثار نمایاں ہیں۔ سر سے گنجے ہیں"۔ — کاؤنٹر مین نے عمران کی توقع کے عین مطابق وکٹر کا حلیہ بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری سوری! — میں نے آپ کا خواہ مخواہ وقت ضائع کیا۔ کیا یہی مسٹر وکٹر ٹھہرے ہوتے تھے آپ کے ہوٹل میں — شاید دوسرے بھی کوئی ہوں میرے دوست"۔ — عمران نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب! — گذشتہ دو ماہ سے یہی مسٹر وکٹر یہاں ٹھہرے ہوئے تھے — اور کوئی مسٹر وکٹر یہاں نہیں ٹھہرے"۔ — کاؤنٹر مین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دو ماہ سے — کمال ہے اتنی مدت بھی کوئی ہوٹل میں ٹھہرتا ہے اور پھر آپ کے اس مہنگے ہوٹل میں — اتنا تو آپ نے کرایہ وصول کر لیا ہوگا جس سے وہ یہاں ایک ذاتی کوٹھی خرید سکتے تھے"۔ — عمران

نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر مین اور رشید دونوں ہنس پڑے۔

"اب اتنا مہنگا ہوٹل بھی نہیں ہے ہمارا ۔۔۔ ویسے میرے خیال میں مسٹر وکٹر کوئی سفارت کار تھے۔ کیونکہ یہاں کی اہم سیاسی شخصیتیں اکثر ان سے آتی رہتی تھیں ۔۔۔ فون تو بے شمار آتے تھے" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے مسٹر وکٹر کی اہمیت بتاتے ہوئے تھے۔

"اچھا مثلاً" ۔۔۔ عمران نے یوں پوچھا جیسے اسے کاؤنٹر مین کی بات سن کر انتہائی حیرت ہو رہی ہو۔

"کسان پارٹی کے لیڈر ایم۔ ایچ۔ ثنائی تو اکثر آتے رہتے تھے ۔۔۔ اور بھی کئی لوگ تھے" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ بہت بہت شکریہ" ۔۔۔ عمران نے اچانک کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس نے اچھی خاصی معلومات حاصل کر لی تھیں۔ وکٹر کا حلیہ ۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور کا نام۔ اور ایم۔ ایچ۔ ثنائی کا نام۔

ہوٹل کے برآمدے میں آ کر وہ وہاں لگے ہوئے پبلک بوتھ میں داخل ہوا اور اس نے سکے ڈال کر بلیک زیرو کا نمبر ڈائل کیا۔ وہ اب حلیے کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"اے۔ بی۔ سی بھی آتی ہے ۔۔۔ یا سیدھے ایکس پر پہنچ گئے ہو۔ ویسے ایکس سابقہ کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے ایکس پرائم منسٹر ۔۔۔ ایکس شوہر۔ ایکس بیوی وغیرہ وغیرہ ۔۔۔ تم کب سے سابقہ ہو گئے ہو ۔۔۔ اور

ابا... تو کچھ اچھا نہیں لگتا ۔۔۔ ایکس ٹیکٹو کیسا رہے گا" ۔۔۔ عمران نے بولنا شروع کیا تو پھر رکنے کا نام ہی نہ لیا۔ ظاہر ہے اتنی دیر تک سنجیدہ رہنے کے بعد اس کی زبان اسی طرح چلنا چاہیئے تھی۔

"آپ شاید کافی دیر تک سنجیدہ رہے ہیں ۔۔۔ اس لئے آپ کی زبان رک ہی نہیں رہی" ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ عمران کے ساتھ رہتے رہتے اب وہ اس کی نفسیات کو اچھی طرح سمجھنے لگ گیا تھا۔

"ارے ارے ۔۔۔ اب تو تم واقعی پروفیسر ٹیکٹو بنتے جا رہے ہو ۔۔۔ بہرحال اس وکٹر کا حلیہ بتاؤ جس سے جناب کی ملاقات ہوئی تھی" ۔۔۔؟ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر جواب میں بلیک زیرو نے وہی حلیہ دوہرا دیا جو کہ کاؤنٹر مین اور بیگج بوائے رشید نے بتایا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے ۔۔۔ سر سلطان سے کوئی بات ہوئی" ۔۔۔؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ ان کا فون آیا تھا ۔۔۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ آپ نے کیس پر کام شروع کر دیا ہے ۔۔۔ انہوں نے سر رحمان کے ساتھ جھڑپ پر بھی خاصا برا منایا تھا ۔۔۔ کہہ رہے تھے کہ عمران کو باپ سے جھگڑتے ہوئے شرم نہیں آتی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا آئی تھی ۔۔۔ کب آئی تھی ۔۔۔ مجھے کیوں نہیں بتایا" ۔۔۔؟ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کون آئی تھی ۔۔۔ کس کی بات کر رہے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو کو

شاندروانی میں بولتے ہوئے اپنے الفاظ کا احساس نہ ہوا تھا اس لیے وہ عمران کی بات پر چونک پڑا تھا۔

"ارے مس شرم ——— اور کون ——— کیسی تھی ——— اور یہ کیا حرکت ہے تم نے دانش منزل کو کب سے فیملی ہاؤس بنالیا ہے" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"صفدر نے ایک اور اطلاع دی ہے ——— اس نے اسی عمارت میں رہنے والوں میں سے ایک کا سراغ لگا لیا ہے" ——— بلیک زیرو نے بات کا رُخ بدل کر کہا۔

"مگر اُسے کس نے کہا تھا سراغ لگانے کو" ——— عمران نے کہا۔

"آپ اسکی عادت کو جانتے ہیں ——— وہ فارغ نہیں رہ سکتا۔ اس نے اس عمارت میں صفائی کرنے والی عورت کو ڈھونڈ نکالا اور اس نے بتایا کہ ان میں سے ایک ہسٹری اس کی بیٹی کے پاس اکثر آتا رہتا ہے اور بڑے قیمتی تحفے دیتا ہے ——— اس کے پاس سرخ رنگ کی کار ہے مزید پوچھ گچھ پر اس نے کار پر بنا ہوا جو نشان بتایا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ کار مرسڈیز ہے ——— چنانچہ صفدر نے شہر میں موجود سرخ رنگ کی نئے ماڈل کی مرسڈیز کا کھوج لگانا شروع کر دیا اور پھر یہ مسئلہ ایک کار ڈیلر کی مدد سے فوراً ہی حل ہو گیا۔ کیونکہ وہ کار اسی نے فروخت کی تھی۔ اس نے چرچ روڈ کی ایک عمارت جس کا نمبر ایک سو بارہ ہے کا پتہ دیا کہ اس نے کار وہاں پہنچائی تھی ——— صفدر نے اس عمارت کو چیک کیا تو نہ صرف وہ کار وہاں موجود تھی بلکہ اس عورت کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق [illegible] چیک کر لیا۔ وہاں تمام غیر ملکی رہتے

ہیں ——— صفدر کے خیال کے مطابق چھ افراد ہیں" ——— بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ——— صفدر خاصا تیز جا رہا ہے ——— اور ہو سکتا ہے کبھی وہ میرا اسسٹنٹ ہی بن جائے ——— بہرحال میں چیک کر لونگا۔ گڈ بائی" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور رسیور رکھ کر وہ فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد وہ کار لے کر ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکلا اور سیدھا ٹیکسی اسٹینڈ پر پہنچ گیا۔ اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد احسان نامی ٹیکسی ڈرائیور جو کہ پہلے کنگ ہوٹل میں ویٹر تھا کا پتہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا ——— احسان عوامی کالونی کے کوارٹر نمبر نو سو بارہ میں رہتا تھا۔ عمران نے کار عوامی کالونی کی طرف بڑھا دی۔

پوری کالونی چھوٹے چھوٹے سینکڑوں کوارٹروں پر مشتمل تھی۔ عمران نے کار ایک جگہ روکی اور پھر پوچھتے پوچھتے وہ کوارٹر نمبر نو سو بارہ پر پہنچ ہی گیا۔ لمبے قد اور چھریرے جسم کا احسان گھر پر ہی مل گیا۔ وہ شاید اپنی شفٹ ختم کر کے ابھی آیا تھا۔

"جی فرمائیے" ——— احسان نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی گھبراہٹ کے آثار نمایاں تھے کیونکہ میوگو نے خط و کر

"یار بڑی مشکل سے تمہارا گھر ملا ہے ——— تم تو ڈرائیور ہو، سڑک سے اپنے گھر تک ٹریفک کے نشانات ہی لگوا لیتے" ——— عمران نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور احسان بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو تکلیف ہوئی ——— آئیے ——— میں بیٹھک کا دروازہ کھولتا ہوں"

احسان کا خوف دور ہو گیا تھا اس لئے اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک چھوٹی سی بچی نے باہر جھانکا اور احسان نے اُسے بیٹھک کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔

"ارے نہیں — مجھے جلدی ہے — میں دراصل اپنے ایک دوست کا پتہ ڈھونڈ رہا ہوں — انہوں نے مجھے ہوٹل پلیس کا پتہ بتایا تھا۔ مگر جب میں وہاں پہنچا تو وہ وہاں سے جا چکے تھے — میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے ورنہ خاصا نقصان ہو جائے گا۔ اور پھر ٹیکسی بولتے رشید نے تمہارا نام بتایا کہ میرے دوست کو اس نے تمہاری ٹیکسی میں بٹھایا ہے — رشید تمہیں اچھی طرح جانتا تھا — چنانچہ میں ٹیکسی سٹینڈ پر گیا تو انہوں نے یہاں کا پتہ بتایا" — عمران نے جیب سے سو کا ایک نوٹ نکالتے ہوئے کہا اور نوٹ دیکھتے ہی احسان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"ہوٹل پلیس — لیکن —" احسان نے سوچنے جیسی اداکاری کی اور عمران زیر لب مسکرا دیا۔ وہ احسان کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔

"سوچ لو — کوئی بات نہیں — اب یہاں آ گیا ہوں تو کچھ دیر کھڑا بھی ہو سکتا ہوں — تمہاری بچی بہت پیاری ہے ماشاء اللہ — سے ماڈل کی مرسڈیز کا کھوتا — یہ کوئی کھلونا لے لے گی" — عمران نے کی مدد سے فوراً ... کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — یہ کیوں تکلیف کر رہے ہیں" — احسان نے جلدی سے نوٹ لیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس کے لئے لاٹری کے انعام جیسا درجہ رکھتا تھا

"ہاں! — مجھے یاد آ گیا — میں نے ابھی ایک گھنٹہ قبل ہوٹل پلیس سے ایک غیر ملکی مسافر کو اٹھایا تھا۔ وہ چرچ روڈ کی ایک عمارت پر اترے تھے پیلے رنگ کی عمارت تھی — خاصی بڑی عمارت تھی" — احسان نے نوٹ وصول کرتے ہی فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے — میں انہیں مل لوں گا — اچھا شکریہ" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے بیٹھئے! — میں دروازہ کھولتا ہوں" — احسان نے تکلف کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی جب تک دروازہ کھلے — تمہارا مطلب ہے کہ دروازے کے باہر ہی بیٹھ جاؤں — لیکن یہ بہتر نہیں کہ تم دروازہ کھولو۔ میں بیٹھنے کے لئے دو چار روز بعد آ جاؤں گا — اتنی دیر میں تو کھل جائے گا ناں بیٹھک کا دروازہ" — عمران نے مڑتے ہوئے کہا اور احسان خفت بھرے انداز میں ہنس پڑا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گلیوں سے گذر کر واپس اپنی کار تک پہنچ گیا۔ اب مسئلہ حل ہو چکا تھا۔ صفدر نے جس عمارت کا سراغ لگایا تھا، وکٹر بھی وہیں پہنچا تھا اور ظاہر ہے کہ وکٹر کا تعلق بھی یقیناً ریڈ آرمی سے تھا اور یہ وکٹر یہاں کا انچارج یا کم از کم نمبر ٹو ضرور تھا کیونکہ جیوگو نے خط وکٹر کے نام ہی لکھا تھا۔

عمران کی کار کا رخ اب دانش منزل کی طرف تھا۔ کیونکہ اب باقی کام سیکرٹ سروس کے ممبران بھی کر سکتے تھے۔ کیونکہ مین کلیو بہرحال مل ہی گیا تھا۔

خاکی رنگ کی سادہ سی عمارت کے باہر مشین گنوں سے مسلح دس افراد باقاعدہ فوجی وردی پہنے پہرہ دے رہے تھے۔ عمارت گھپ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔

یہ عمارت شہر سے کافی دور ایک پرانے قلعے کے قریب بنی ہوئی تھی اس کے اوپر ایک بہت بڑا بورڈ کسی کمرشل کمپنی کا لگا ہوا تھا جو قالینوں کی درآمد برآمد کا کام کرتی تھی اور اس عمارت کو گودام ظاہر کیا گیا تھا اور عمارت کے اوپر بنے ہوئے بڑے بڑے ہال نما کمروں میں واقعی قالینوں کا خام مال بھرا ہوا تھا۔ لیکن دراصل یہ عمارت کاسٹریا سپیشل ایجنسی ریڈ آرمی کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس عمارت کے نیچے تہہ خانوں کا ایک وسیع جال پھیلا ہوا تھا۔ گودام کے انچارج اور عملے کا تعلق بھی ریڈ آرمی سے ہی تھا۔ ریڈ آرمی باقاعدہ طور پر اس عمارت اور تہہ خانوں کو رات ہی کو استعمال کرتے تھے۔ ورنہ دن کے وقت یہاں واقعی گودام بنا ہوا تھا۔ دن کے

وقت تہہ خانوں میں آنے جانے کے لئے ایک اور خفیہ راستہ استعمال کیا جاتا تھا جو ایک فارم میں نکلتا تھا۔

اس وقت اس عمارت میں باوردی فوجیوں کی موجودگی کا مطلب یہی تھا کہ اس وقت کوئی اہم شخصیت عمارت میں آنے والی تھی اور یہ بات درست بھی تھی کہ کاسٹریا کے صدر بذات خود ریڈ آرمی کی ایک اہم ترین میٹنگ اٹنڈ کرنے آ رہے تھے۔ یہ ہنگامی میٹنگ ریڈ آرمی کے سربراہ ریڈ چیف نے طلب کی تھی۔

ریڈ چیف کاسٹریا کی انتہائی اہم ترین شخصیت تھی اس کا اثر و رسوخ اتنا تھا کہ اعلیٰ ترین سرکاری حکام بھی اس سے خوفزدہ رہتے تھے۔ صدر بھی باوجود انتہائی بااختیار ہونے کے اندر سے ہمیشہ ریڈ چیف سے خوفزدہ رہتا تھا۔

ریڈ چیف کبھی کسی کے سامنے نہ آیا تھا۔ وہ ہر وقت سرخ رنگ کا نقاب پہنے رہتا تھا۔ لیکن عام طور پر یہی افواہ تھی کہ دراصل سر آرنلڈ ہی ریڈ چیف ہے۔ کیونکہ ریڈ چیف کی آواز، قد و قامت اور چال ڈھال سر آرنلڈ کے ساتھ ملتی جلتی تھی۔ لیکن کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ اصل حقیقت دریافت کر سکتا۔

ریڈ چیف خاص خاص موقعوں پر ہی سامنے آتا تھا ورنہ عام طور پر اس کی آواز ہی پوری ریڈ آرمی کو کنٹرول کرتی رہتی تھی۔ آج جب صدر مملکت سے انتہائی اہم میٹنگ کے سلسلے میں ریڈ چیف کی بات ہوئی تو صدر مملکت نے بغیر کچھ پوچھے میٹنگ میں شامل ہونے کی حامی بھر لی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ کوئی واقعی انتہائی اہم ترین میٹنگ ہو گی۔ ورنہ

ریڈ چیف انہیں مدعو نہ کرتا۔ یہ بھی ریڈ آرمی کی روایت تھی کہ اسکی میٹنگ ہمیشہ اس کے ھیڈ کوارٹر میں ہوتی تھی۔ اور اس میں شامل ہر فرد کو چاہے وہ ملک کا صدر ہی کیوں نہ ہو، وہیں جانا پڑتا تھا۔

عمارت کے تاریک برآمدے میں موجود مسلح فوجی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے ان میں سے ایک کے پاس سپیشل وائرلیس سیٹ موجود تھا۔ چند لمحوں بعد اس سیٹ پر ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں اور اس فوجی نے پھرتی سے بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ۔ ہیلو سپیشل سکیورٹی اوور" ــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

" یس سپیشل سکیورٹی آفیسر اٹنڈنگ ۔ اوور" ــــ فوجی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

" سکیورٹی رپورٹ فار پریذیڈنٹ ۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" لائن کلیئر ــ گرین سگنل ۔ اوور" ــــ فوجی نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

" او۔ کے ۔ ــ پریذیڈنٹ کا خصوصی ہیلی کاپٹر پہنچ جائے گا ۔ سگنل دینا ۔ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" ہوشیار ۔ ــ پریذیڈنٹ آ رہے ہیں" ــــ اس فوجی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب تیزی سے اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ جب کہ وائرلیس والا فوجی تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدہ کراس کر کے باہر کھلی جگہ میں آ گیا۔ اس کی

نظریں آسمان پر جمی ہوئی تھیں۔ ہاتھ میں وائرلیس سیٹ تھا۔

اوپر آسمان پر تارے پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے تقریباً پانچ منٹ بعد آسمان پر ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری اور پھر ایک ہیلی کاپٹر کا سایہ نظر آیا۔ ہیلی کاپٹر کی لائٹیں بند تھیں۔ وہ بس ایک سایہ نظر آ رہا تھا۔

اسی لمحے وائرلیس پر ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی اور فوجی نے فوراً بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ سپیشل سکیورٹی ۔ اوور" ــــ بٹن دبتے ہی وہی بھاری آواز سنائی دی۔

" یس ــ سپیشل سکیورٹی آفیسر اٹنڈنگ ۔ اوور" ــــ اس فوجی نے کہا۔

" سکیورٹی رپورٹ فائنل ۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے دوبارہ پوچھا گیا۔

" لائن کلیئر ــ گرین سگنل ۔ اوور" ــــ سکیورٹی آفیسر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک لمبی سی پنسل نما ٹارچ نکالی اور اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے اس کے بٹن کو بار بار دبانے اور بند کرنے لگا۔ اس ٹارچ سے روشنی کی کوئی لکیر باہر نہ آ رہی تھی۔ صرف سبز رنگ کا نقطہ سا تھا۔ جسے اوپر سے چیک کیا جا سکتا تھا۔ مخصوص انداز میں سگنل دینے کے بعد اس نے ٹارچ کا بٹن آف کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

" یس ــ سگنل او۔ کے ۔ ــ ہیلی کاپٹر لینڈ کر رہا ہے ۔ اوور اینڈ آل"۔

دوسری طرف سے کہا گیا اور آفیسر نے وائرلیس کا بٹن آف کر کے اُسے بیلٹ کے ساتھ بندھے ہوئے چمڑے کے کیس میں ڈال لیا۔

اب ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے اتر رہا تھا۔ سیکیورٹی آفیسر نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور اُسے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بڑے مستعد انداز میں کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ایک ٹو سیٹر ہیلی کاپٹر اس کے سامنے عمارت کے صحن میں اتر گیا۔ اس کا دروازہ کھلا اور چھوٹے قد لیکن مضبوط جسم کا ایک اُدھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا۔ سر کلین شیوڈ تھا۔ یہ کارسٹراپا کے صدر تھے۔

صدر کے باہر آتے ہی سیکیورٹی آفیسر نے انہیں ایڑیاں بجا کر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ اور پھر تیزی سے فوجی انداز میں قدم بڑھاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا گیا۔ صدر اس کے پیچھے چل رہے تھے برآمدے میں پہنچ کر سیکیورٹی آفیسر نے سپاٹ دیوار پر ایک مخصوص جگہ پر ہاتھ رکھا تو دیوار درمیان سے ہٹ گئی۔ اب وہاں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا اور سامنے ایک تنگ سی راہداری جاتی نظر آ رہی تھی۔ جس کی چھت پر مختلف رنگوں کے بلب جل رہے تھے۔ راہداری کے فرش پر سُرخ رنگ کا قالین بچھا ہوا تھا۔

دروازہ نمودار ہوتے ہی سیکیورٹی آفیسر تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور اس نے ایک بار پھر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ صدر مملکت ہلاتے ہوئے آگے بڑھے اور پھر جیسے ہی انہوں نے راہداری میں قدم رکھا، چھت پر لگے ہوئے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور پیچھے

اور وہ خلا تیزی سے بند ہو گیا۔

صدر مملکت تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہیں اچھی طرح علم تھا کہ اس راہداری کے فرش پر بچھے ہوئے قالین کے نیچے جدید ترین چیکنگ کمپیوٹروں کی تاروں کا ایک جال موجود ہے جو قالین پر قدم رکھنے والوں کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیتے تھے کہ ان کے سر کے بالوں سے پیروں میں پہنے ہوئے بوٹ کے تلے تک ہر چیز چیک ہوتی تھی۔ اور اگر کوئی غلط آدمی اس راہداری میں داخل ہوتا تھا تو ایک لمحے بعد راہداری میں پھیل جانے والی گیس سے بے ہوش ہو کر گر جاتا تھا۔

راہداری کے اختتام پر ایک بار پھر سپاٹ دیوار تھی۔ لیکن صدر مملکت جیسے ہی اس دیوار کے قریب پہنچے، دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہٹ گئی۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ نظر آ رہا تھا۔ صدر مملکت ایک طویل سانس لے کر راہداری عبور کر کے اس کمرے میں آ گئے۔ ان کے اندر آتے ہی خلا ختم ہوا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ کسی لفٹ کی طرح خود بخود نیچے اترتا چلا گیا۔

صدر مملکت چونکہ بے شمار بار یہاں آتے تھے اس لئے انہیں ہر چیز کا اچھی طرح علم تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اطمینان سے کھڑے تھے۔ کمرے کی حرکت جب رُکی تو ایک سائیڈ میں دروازہ کھل گیا۔ اب سامنے ایک اور چھوٹی سی راہداری تھی جس میں لمبے تڑنگے اور مضبوط جسموں والے چار افراد سُرخ رنگ کی وردیوں میں ملبوس ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے یہ ریڈ آرمی

کے نوجوان تھے۔

صدر مملکت کے اس راھداری میں داخل ہوتے ہی ان چاروں نے فوجی انداز میں انہیں سیلوٹ کیا۔ صدر مملکت سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

راھداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ جیسے ہی صدر مملکت قریب پہنچے، بلب کا رنگ سبز ہوگیا اور ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔ صدر مملکت دروازہ پار کر گئے۔ اب وہ ایک خاصے وسیع ہال میں پہنچ گئے جس کے درمیان میں بیضوی طرز کی ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد صرف چار کرسیاں ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر موجود تھیں جن میں سے تین پر افراد موجود تھے۔ چوتھی کرسی خالی تھی۔ ان میں سے ایک کرسی پر ریڈ چیف بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب چڑھا ہوا تھا جب کہ باقی دو افراد بغیر نقاب کے تھے۔ ان میں سے ایک چوڑے چہرے اور بھاری جسم کا مالک تھا جب کہ دوسرا سخت گیر چہرے کا مالک قدرے ڈھیلے جسم کا تھا۔ ریڈ چیف کا جسم خاصہ پھیلا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ محنت مشقت کی بجائے آرام دہ زندگی گذارنے کا عادی ہو۔ لیکن بھاری اور پھیلے ہوئے جسم کا مالک ہونے کے باوجود اس کی حرکات میں خاصی مستعدی تھی۔

صدر مملکت کے اندر داخل ہوتے ہی وہ تینوں ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ صدر مملکت نے سر ہلاتے ہوئے خالی کرسی کی طرف قدم بڑھائے اور پھر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ کرسی پر

بیٹھ گئے۔ جس دروازے سے وہ اندر داخل ہوئے تھے وہ خود بخود بند ہو چکا تھا۔ اور اب اس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

صدر مملکت کے کرسی پر بیٹھتے ہی ریڈ چیف سمیت باقی دو افراد بھی بیٹھ گئے۔

" میں آپ کی یہاں آمد پر شکریہ ادا کرتا ہوں ـــــ اور آپکی تکلیف کے لئے معذرت خواہ ہوں " ـــــ ریڈ چیف نے بھاری لیکن مودبانہ لہجے میں کہا۔ باوجود اس بات کے وہ بے پناہ اثر ورسوخ کا مالک تھا لیکن بہرحال پروٹوکول کے مطابق اس کا درجہ صدر مملکت سے بہت نیچے تھا۔

" تھینک یو " ـــــ صدر مملکت نے مختصر الفاظ میں جواب دیا۔

" جناب صدر ! ـــــ یہ میٹنگ ایک اہم ترین مسئلے کے لئے طلب کی گئی ہے۔ اس میں سیکرٹری خارجہ مسٹر راگوم اور سیکرٹری فارن سروسز مسٹر ریڈیم خصوصی دعوت پر شریک ہیں " ـــــ ریڈ چیف نے باقی دو افراد کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور صدر مملکت نے سر ہلا دیا۔

" میٹنگ کی تفصیل بتائی جائے " ـــــ صدر مملکت نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" جناب صدر ! ـــــ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مملکت روسیاہ کی ھدایات پر ریڈ آرمی نے ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا کے خلاف ایک اہم ترین مشن کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے ـــــ آپ اس مشن کی تفصیلات سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لئے اُسے دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ ریڈ آرمی گذشتہ دو ماہ سے اس مشن پہ کام کر رہی

ہے اور اس کی خصوصی ٹیمیں جو پاکیشیا میں فیلڈ ورک میں مصروف ہیں
ان کی رپورٹیں کافی حوصلہ افزا ہیں ــــــ لیکن گذشتہ دنوں دو اہم ترین
اور خلاف توقع معاملات پیش آئے۔ ان میں سے ایک یہ کہ ریڈ آرمی
کے شعبہ ایموشن کے سربراہ کالاج سے متعلق ریڈ آرمی کو معلوم ہوا کہ
وہ ڈبل ایجنٹ بن گیا ہے اور اس نے شوگران کے خفیہ ایجنٹوں سے
گٹھ جوڑ کر لیا ہے ــــــ چنانچہ فوری طور پر اُسے کور کیا گیا اسی کورنگ کے
درمیان وہ مارا گیا ہے ــــــ شوگران کا ایجنٹ پکڑا گیا۔ لیکن ہیڈ کوارٹر
پہنچتے ہی اس نے خفیہ طور پر دانتوں میں موجود کیپسول چبا کر خودکشی کر لی۔
اس سلسلے میں پولیس کے انسپکٹر جان نے تفتیش شروع کر دی اور وہ سر آرنلڈ
کے پاس پہنچ گیا۔ کیونکہ کالاج کو شاید شبہ ہو گیا تھا اس لیے اس نے
سر آرنلڈ کے ڈرائیور کی یونیفارم اپنے ڈرائیور کو پہنا کر ریڈ آرمی سے بچنے
کی کوشش کی کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ سر آرنلڈ ریڈ آرمی میں ایک خصوصی
حیثیت کے حامل ہیں ــــــ لیکن ریڈ آرمی نے خود سامنے آنے کی بجائے
چیونگم کلب کے پیشہ ور قاتلوں کو اس مشن پر تعینات کیا تھا اس لیے
وہ بچ نہ سکا۔ اور مارا گیا ــــــ لیکن پولیس چیف انسپکٹر جان کو سر آرنلڈ
کو تنگ کرنے کا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ وہ اپنے سارجنٹ سمیت انکی رہائش گاہ
پر پہنچ گیا ــــــ انسپکٹر جان کے متعلق سب جانتے ہیں کہ وہ کیسا اصول
پسند آدمی ہے۔ وہ یقیناً کالاج اور سر آرنلڈ کا ریڈ آرمی سے تعلق تلاش
کر لیتا ــــــ اس لیے ایک ایکسیڈنٹ کی صورت میں انسپکٹر جان اور
سارجنٹ راجر کو ختم کرنا پڑا۔ اور یہ کیس ختم کرانا پڑا۔ اس کی فائل آپ کے
پاس پہنچ چکی ہے اس لیے آپ کو ریڈ آرمی کی طرف سے یہ وضاحت پیش

گئی ہے" ــــــ ریڈ چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں صورت حال سمجھ گیا ہوں ــــــ میں فائل پر
دستخط کر دوں گا" ــــــ صدر مملکت نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب آئیے دوسری طرف ــــــ کالاج اور شوگران کا وہ ایجنٹ جو مارا
گیا ہے ــــ لیکن شاید وہ اس مشن کی خبر شوگران کی معرفت پاکیشیا پہنچانے
میں کامیاب ہو گیا ــــــ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کام انتہائی خفیہ طور پر ہو رہا تھا
وہ لیک آؤٹ ہو گیا اور وہاں کی انٹیلی جنس حرکت میں آ گئی ــــــ اور پھر
وہاں ہماری ایک خفیہ عمارت پر چھاپہ مارا گیا جو کہ بروقت اطلاع کی وجہ
سے ناکام ہو گیا ــــ لیکن ایک اور تشویشناک صورت حال سامنے آ گئی۔
پاکیشیا کے صدر کے ذاتی عملے کا ایک خاص آدمی ہم نے خرید لیا تھا۔ تاکہ
نازک مشن کے وقت ہمارے کام آ سکتا ــــــ اسی آدمی نے ایک انتہائی
اہم اطلاع دی ہے کہ جس کی وجہ سے یہ میٹنگ کال کی گئی ہے ــــــ وہ
اطلاع یہ ہے کہ شوگران کے سیکرٹ سروس کے چیف نے ایک ٹیپ اور
ایک خط پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو ارسال کیا ہے جس میں یہ بات
واضح کر دی گئی ہے کہ حکومت روسیاہ کی مدد سے حکومت کاسٹریا کی سیکرٹ
سروس ریڈ آرمی پاکیشیا کے خلاف کوئی اہم منصوبہ روبہ عمل لا رہی ہے اور
ریڈ آرمی کی ٹیمیں پاکیشیا میں کام کر رہی ہیں ــــــ یہ بھی اطلاعات ملی
ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف، صدر مملکت سے ایک اہم ترین منصوبے
کی منظوری حاصل کرنا چاہتا ہے ــــــ یہ منصوبہ کاسٹریا اور ریڈ آرمی کے
خلاف تیار کیا گیا ہے ــــــ ابھی اس منصوبے کی تفصیلات تو سامنے نہیں
آئیں۔ لیکن ہمارے آدمی کا اندازہ ہے کہ پاکیشیا میں ریڈ آرمی کی ٹیموں کا

خاتمہ کرنے کے بعد سیکرٹ سروس شاید کاسٹریا کا رُخ کرے گی" ریڈ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مختصر یہ کہ ریڈ آرمی کا منصوبہ لیک آؤٹ ہو چکا ہے" ——— صدر نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— مختصر طور پر یہی سمجھ لیں ——— میں نے اس سلسلے میں سیکرٹری خارجہ اور سیکرٹری فارن سروسز سے تفصیلی بات چیت کی ہے اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یا تو ریڈ آرمی کو پاکیشیا میں فوری طور پر فائنل آپریشن کر دینا چاہیے ——— یا اسے اس وقت تک خاموش ہو جانا چاہیے جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جاتی ——— اس کے بعد پھر خفیہ سرگرمیاں شروع کی جا سکتی ہیں" ——— ریڈ چیف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا خطرہ ہے ——— ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس آخر کیا کر سکتی ہے ———؟ جہاں تک فائنل آپریشن کا مسئلہ ہے۔ تو تم جانتے ہو کہ وہ فوری طور پر نہیں ہو سکتا ——— اس کے لئے مخصوص سیاسی حالات پیدا ہونے ضروری ہیں اور سیاسی رپورٹ کے مطابق ابھی تک ایسے سیاسی حالات پیدا نہیں ہوتے" ——— صدر مملکت نے کہا۔

"سر ——— ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی خطرہ نہیں ——— وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ——— ہمارے لئے مسئلہ صرف اتنا ہے کہ ہمارے مشن کا تمام تر انحصار پاکیشیا کے سیاسی افراد پر ہے ——— اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے حرکت میں آنے کے بعد ان لوگوں کو کور کر لیا ——— یا وہ خوف زدہ

ہو کر دبک گئے تو ہمارے تمام کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا" ——— ریڈ چیف نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ کیا چاہتے ہیں ——— کھل کر بات کریں" ——— صدر مملکت نے قدرے ترش لہجے میں کہا۔

"میرے ذہن میں ایک پلان ہے ——— ہم پاکیشیا فیلڈ میں کام کرنے والی ٹیموں کو وقتی طور پر کام کرنے سے روک دیں اور ایک سپیشل ٹیم یہاں سے بھیجیں ——— جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف تیزی سے کام کرے اور اس کا خاتمہ کر دے ——— اس کے بعد ہماری فیلڈ ٹیمیں بلا خوف و خطر کام کریں گی ——— انٹیلی جنس کو ہم سنبھال لیں گے کیونکہ ہمیں رپورٹ مل چکی ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس کے کرتا دھرتا سپرنٹنڈنٹ فیاض کو آسانی سے خریدا جا سکتا ہے ——— پھر ہمارا کام انتہائی تیزی سے آگے بڑھے گا اور ہم جلد اور آسانی سے مطلوبہ نتائج حاصل کر لیں گے" ——— ریڈ چیف نے اپنا منصوبہ واضح کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ ابھی بتا رہے تھے کہ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ آرمی کے خاتمے کے لئے کاسٹریا کا رُخ کرے" ——— صدر مملکت نے کہا۔

"یہ بات ابھی واضح نہیں ہے ——— صرف اندازہ ہی ہے ——— اور اگر ایسا ہوا تو پھر ہمارا کام اور بھی آسان ہو جائے گا" ——— ریڈ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو مطلب یہ ہوا کہ آپ اصل مشن کو معطل کر کے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانا چاہتے ہیں ——— اس کے بعد اصل مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں" ——— صدر مملکت نے انگلی سے میز کی سطح کو بجاتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ـــــ یہ بات ہمارے فائدے میں ہے ـــــ ورنہ ہم دونوں اطراف سے پھنس جائیں گے اور اصل مشن میں ناکام ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا" ـــــ ریڈ چیف نے جواب دیا۔

"لیکن روسیاہی حکومت کا انتہائی سخت دباؤ ہے کہ ہم جلد از جلد یہ مشن مکمل کریں ـــــ اب اگر ان سے کہا جائے کہ ہم اصل مشن کو معطل کر کے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانا چاہتے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ نتیجہ کیا ہو گا" ـــــ صدر مملکت نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"جناب! ـــــ سیکرٹری فارن سروسز اور سیکرٹری خارجہ کی مدد سے روسیاہی حکومت سے پہلے ہی اس مسئلے پر بات چیت ہو چکی ہے اور آپ کو یہ سن کر یقیناً حیرت ہو گی کہ روسیاہی حکومت کو جیسے ہی یہ علم ہوا کہ شوگران کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو منصوبے کی ہوا لگ گئی ہے تو انہوں نے فوری طور پر مشن کو معطل کرنے کے لئے کہا ہے ـــــ روسیاہی حکومت پاکیشیا سیکرٹ سروس سے انتہائی خوفزدہ ہے" ـــــ ریڈ چیف نے جواب دیا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ! ـــــ روسیاہی حکومت ـــــ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوف زدہ ہو ـــــ کیا آپ کے یہ الفاظ عظیم روسیاہی حکومت کی توہین کے مترادف نہیں ہے ـــــ میں اس بات کو انتہائی سنجیدگی سے لے رہا ہوں ـــــ آپ کو اپنے الفاظ کا خمیازہ بھگتنا ہو گا" ـــــ صدر مملکت نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ شاید انہیں پہلی بار یہ موقع مل گیا تھا کہ وہ روسیاہی حکومت کی مدد سے کاسٹریا کے بااثر ترین آدمی ریڈ چیف سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔

"مجھے معلوم ہے سر! ـــــ لیکن میں نے یہ الفاظ پوری طرح سوچ سمجھ کر کہے ہیں ـــــ آپ روسیاہی پارٹی جنرل سے فون پر بات کر لیں۔ میری بات واضح ہو جائے گی" ـــــ ریڈ چیف نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ رنگ کا ایک وائرلیس فون سیٹ نکالا اور اسے بڑے مودبانہ انداز میں صدر مملکت کے سامنے کھسکا دیا۔

یہ ایک خصوصی فون سیٹ تھا جس کی مدد سے روسیاہی حکومت کے اعلیٰ ترین عہدہ دار پارٹی جنرل سے براہ راست بات چیت کی جا سکتی تھی۔

صدر مملکت حیرت سے ریڈ چیف کے چہرے کو دیکھنے لگے۔ ریڈ چیف نے جس اعتماد سے یہ بات کہی تھی اس سے وہ چونک پڑے تھے۔ ان کے چہرے پر تذبذب کے آثار ابھر آئے۔ لیکن وہ ابھی تک یہ بات ہضم نہ کر پا رہے تھے کہ روسیاہ جیسی سپر پاور ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو گی۔ وہ ریڈ چیف کو نیچا دکھانے کا یہ موقع ضائع نہ کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے چند لمحوں کے تذبذب کے بعد انہوں نے فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا سفید رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

بٹن پریس ہوتے ہی فون سیٹ سے ہلکی سی موسیقی سنائی دینے لگی اور پھر فون سیٹ کے درمیان لگا ہوا ایک بلب جلنے بجھنے لگا۔ چند لمحوں بعد یہ بلب مسلسل جلنے لگا اور اس کے ساتھ ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس ـــ سپیشل لائن اٹنڈنگ یو" ـــــ بھاری آواز میں کہا گیا۔

"فرام کاسٹریا ـــــ پریذیڈنٹ کالنگ پارٹی جنرل روسیاہ" ـــــ صدر مملکت

نے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس — پارٹی جنرل از آن دی لائن — فرمایئے" — دوسری طرف سے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"مسٹر پارٹی جنرل! — میں اس وقت ریڈ آرمی کے ہیڈکوارٹر میں ریڈ چیف سے ایک ہنگامی میٹنگ کر رہا ہوں — ریڈ چیف نے ایک عجیب بات کی ہے کہ روسیاہی حکومت پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہے میں نے جب یہ بات سنی تو میں نے ریڈ چیف کو ڈانٹ دیا — لیکن انہوں نے کہا ہے کہ پارٹی جنرل سے خود بات کر لیں۔ وہ میری بات کی تائید کریں گے — کیا آپ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہیں" — صدر مملکت نے جان بوجھ کر ایسے الفاظ میں بات کی کہ پارٹی جنرل کو غصہ آجائے۔

"مسٹر پریذیڈنٹ! — یہ بات کس سیاق و سباق میں کی گئی ہے۔ تفصیل بتایئے" — پارٹی جنرل کا لہجہ سخت ہو گیا اور صدر مملکت نے اب تک ہونے والی تمام گفتگو کا مفہوم بتا دیا۔

"مسٹر پریذیڈنٹ! — ریڈ چیف کی بات درست ہے — ہم نے ایک اعلیٰ ترین میٹنگ میں اس بات پر بڑی تفصیل سے غور کیا ہے۔ جس میں کے۔ جی۔ بی کے سربراہ اور دیگر فارن اور سپیشل سروسز کے سربراہ بھی شامل تھے اور ہمارا یہی فیصلہ ہے کہ جب منصوبہ لیک آؤٹ ہو گیا ہے تو اب اس کی کامیابی مشکوک ہو چکی ہے اس لئے اس منصوبے کو معطل کر دینا ہی زیادہ بہتر ہے" — پارٹی جنرل نے جواب دیا اور کاسٹریا کے صدر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ پارٹی جنرل نے بلاواسطہ

طور پر اپنے خوفزدہ ہونے کا اقرار کر لیا تھا۔

"اوہ! — تو کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس اس قدر خوفناک ہے کہ روسیاہ جیسی سپر پاور بھی اس سے خوفزدہ رہتی ہے" — صدر کاسٹریا سے رہا نہ گیا تو انہوں نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے الفاظ سے طنز کی بو آ رہی ہے مسٹر پریذیڈنٹ! — آپ کو جاننا چاہئے کہ آپ کس سے بات کر رہے ہیں — اور آپ کی صدارت میرے ایک اشارہ پر منحصر رہتی ہے" — دوسری طرف سے پارٹی جنرل کا لہجہ یکلخت انتہائی تلخ ہو گیا۔

"ویری سوری! — میرا مطلب یہ نہ تھا — میں تو صرف حیرت کا اظہار کر رہا تھا" — صدر نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ اسے بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ روسیاہ کے پارٹی جنرل دراصل روسیاہ کے کرتا دھرتا ہیں۔ وہ اس پارٹی کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ جس کی اس نظام کے تحت ملک پر حکومت تھی۔ اس لئے نام تو روسیاہ کے صدر وغیرہ کا استعمال ہوتا تھا لیکن دراصل سیاہ و سفید کے مالک سیکرٹری جنرل تھے جنہیں عرف عام میں پارٹی جنرل کہتے تھے اور کاسٹریا چونکہ روسیاہ کا ایک طفیلی ملک تھا اور یہاں کی حکومتی پارٹی بھی مکمل طور پر روسیاہی پارٹی کے زیر اثر تھی اس لئے واقعی پارٹی جنرل کا ایک اشارہ صدر مملکت کو نہ صرف صدارت سے ہٹانے — بلکہ ٹھنڈی اور تاریک قید میں پہنچانے کے لئے کافی تھا۔ روسیاہی مخصوص نظام کا یہی خاصہ تھا کہ اس کے طفیلی ممالک میں اصل عہدیداروں کی بجائے سپیشل سروسز، سیکرٹ سروسز کے سربراہوں کو زیادہ اختیارات حاصل تھے۔

"آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے آپ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے —— البتہ آپ کا ریڈ چیف کچھ جانتا ہے۔ لیکن پوری تفصیل کا اسے بھی علم نہیں ہے —— بہرحال آپ نے اب خود بات کر لی ہے تو آپ فوری طور پر موجودہ مشن معطل کر دیں اس کے بعد جب حالات معمول پر آ جائیں گے تو پھر دیکھا جائے گا" —— پارٹی جنرل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

صدر مملکت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹیلی فون کا بٹن آف کر دیا۔

"ٹھیک ہے مسٹر ریڈ چیف! —— مجھے منصوبہ معطل کر دینے پر کوئی اعتراض نہیں ہے —— اور ویسے بھی یہ ہمارا براہ راست مسئلہ نہیں ہے —— ہم تو صرف روسیاہی حکومت کے لئے اس کو بروئے عمل لائے تھے۔ اب اگر وہ خود اسے معطل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے" —— صدر نے کہا۔

"یس سر! —— لیکن سر! —— اب میں اپنے طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانا چاہتا ہوں تاکہ اس کا خاتمہ کرنے کے بعد میں کاسٹریا سیکرٹ سروس کی اہمیت روسیاہی حکومت پر ثابت کر سکوں" —— ریڈ چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— مجھے کوئی اعتراض نہیں" —— صدر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔ اسے ریڈ چیف کی بات کی تہہ تک پہنچنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی تھی۔ ریڈ چیف اس طرح روسیاہ اور کاسٹریا

صدر پر اپنی طاقت کا اثر ڈالنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی صدر کو یہ بھی خیال آیا تھا کہ اگر واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس اتنی ہی خوفناک ہے جیسا کہ اس کے متعلق بتایا جا رہا ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ ریڈ چیف اس کا خاتمہ کرنے کی بجائے وہ ریڈ چیف کا ہی خاتمہ کر دے۔ اور یہ پہلو صدر مملکت کے لئے زیادہ اطمینان بخش تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس نے ہاں بھرنے میں زیادہ دیر نہ لگائی تھی۔

"لیکن سر! —— آپ کے ذہن میں کیا پروگرام ہے —— اور جیسا کہ آپ بتا رہے ہیں کہ ایسی اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کاسٹریا آ رہی ہے تو یہاں اس کا مشن کیا ہو سکتا ہے" —— اب تک خاموش بیٹھے ہوئے سیکرٹری فارن سروسز نے اس بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں بظاہر تو ان کا کوئی ٹارگٹ نظر نہیں آتا —— ہو سکتا ہے وہ [illegible] کا خاتمہ کرنے آ رہے ہوں" —— ریڈ چیف نے کہا۔

"لیکن یہ تو حماقت ہے —— ملکی ادارے تو ختم نہیں کئے جا سکتے۔ زیادہ سے زیادہ افراد ختم ہو سکتے ہیں" —— سیکرٹری خارجہ بول پڑے۔

"افراد کی بنیاد پر ہی اداروں کی اہمیت ہوتی ہے مسٹر راگوم" —— ریڈ چیف نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ اس نے شائد راگوم کے اس فقرے کا بُرا منایا تھا۔

"بہرحال ریڈ چیف کے متعلق میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ ہر قسم کے حالات سے نمٹنا جانتے ہیں —— اس لئے مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس چاہے اپنے ملک میں رہے —— یا کوئی بھی مقصد لے کر یہاں آئے، ریڈ چیف کی گرفت سے نہیں بچ سکتی" —— صدر

مملکت نے کہا۔

"تھینک یو مسٹر پریذیڈنٹ! ــــ میں یقیناً آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گا۔ میں دراصل روسیاہی حکومت اور پارٹی جنرل کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کاسٹریا سیکرٹ سروس احمقوں کا ٹولہ نہیں ہے" ــــ ریڈ چیف نے کہا۔

"اوکے! ــــ اب میرے خیال میں میٹنگ میں مزید کوئی امر قابل بحث نہیں رہا ــــ اس لئے میٹنگ برخاست کی جاتی ہے" ــــ صدر مملکت نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی ریڈ چیف سمیت باقی افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں آج کی میٹنگ کے کاغذات بھجوا دوں گا سر" ــــ ریڈ چیف نے کہا۔

"ہاں! ــــ بھجوا دینا ــ میں آج کے فیصلوں پر دستخط کر دوں گا" ــــ صدر مملکت نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اسی دروازے کی طرف بڑھے جدھر سے وہ اندر داخل ہوئے تھے اور ان کے باہر جاتے ہی دروازہ ان کی پشت پر بند ہو گیا۔

وائی کنگ طیارہ خاصی تیز رفتاری سے فضا کی بلندیوں میں تیرتا ہوا کاسٹریا کے دارالحکومت ایانا کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ یہ چارٹرڈ طیارہ تھا اور نارک سے خصوصی طور پر ایانا کے لئے چارٹرڈ کیا گیا تھا۔ طیارے کے اندر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ارکان معہ عمران، جوزف اور جوانا کے موجود تھے۔ یہ لوگ سیاحوں کے ایک گروپ کی صورت میں سفر کر رہے تھے۔ نارک تک تو وہ عام مسافر طیارے میں آئے تھے لیکن اس کے بعد عام مسافر طیارے میں سفر کرنے کی بجائے عمران نے یہ خصوصی طیارہ چارٹرڈ کر لیا تھا۔

"یہ آخر طیارہ چارٹرڈ کرنے کی کیا ضرورت تھی ــــ؟ عام مسافر طیارے سے بھی جایا جا سکتا تھا" ــــ جولیا نے جو عمران کے قریب بیٹھی ہوئی تھی شاید چوتھی بار یہ سوال پوچھا تھا۔ کیونکہ ہر بار عمران آئیں بائیں شائیں کر کے ٹال دیتا تھا۔

"مس جولیا نافٹزواٹر! ـــ ہم کسی جمہوری ملک میں نہیں جا رہے ـــ ہم
جس ملک میں جا رہے ہیں وہاں کا ایک مخصوص نظام ہے۔ روسیاہ جیـ
وہاں ہر شخص کو مشکوک نظروں سے دیکھا جاتا ہے ـــ اور ہر لمحے چیک
کیا جاتا ہے ـــ اور پھر وہ ملک سیر و تفریح کے لئے ویزے جاری نہیں
کرتا۔ اس لئے عام مسافروں کی طرح ہم وہاں اوّل تو جا ہی نہیں سکتے تھے
اور اگر جاتے بھی تو پھر ایئرپورٹ سے ہی ہمیں شاید پولیس ہیڈ کوارٹر لے
جایا جاتا ـــ تفصیلی پوچھ گچھ کے لئے ـــ اور اس کے بعد بے شمـ
تربیت یافتہ ایجنٹ ہر لمحے ہمارے گرد منڈلاتے رہتے ـــ اور ایسی
صورت میں تم جانتی ہو کہ ہم دونوں کو خلوت میسر ہی نہ آسکتی تھی ـــ اور
ہنی مون کا سارا مزہ کرکرا ہو کر رہ جاتا" ـــ عمران کی زبان سنجیدگی سے
چلتے چلتے آخر میں پھر پٹڑی سے اتر گئی۔

"تم یوں باز نہیں آؤ گے" ـــ جولیا نے پیر میں پہنے ہوئے سینڈل
کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ابھی سے ـــ کم از کم ہنی مون تو اچھی طرح منا لینے دو
بعد میں ہوتا تو یہی ہے بہرحال" ـــ عمران نے گھگھیاتے ہوئے لہجے
میں جواب دیا۔

اور جولیا نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ عمران جیسے
ڈھیٹ آدمی سے الجھنا کم از کم اس کے بس کا روگ نہ تھا۔

"عمران صاحب! ـــ کم از کم دوسروں کے جذبات کا تو خیال رکھ لیا
کریں ـــ بے چارہ تنویر بیٹھا مرچیں چبا رہا ہے" ـــ پچھلی سیٹ پر
بیٹھے ہوئے صفدر نے باآواز بلند کہا۔ اور سائیڈ پر بیٹھے ہوئے تنویر

کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ کیونکہ وہ اشارہ سمجھ گیا تھا۔

"اسی لئے تو بزرگ کہتے ہیں کہ اس لڑکی سے شادی کرو ـ جس
کے بھائی نہ ہوں ـــ بیچارے خوامخواہ سالے بننے پر مجبور ہو جاتے ہیں"۔
عمران نے جواب دیا اور تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گا ـــ تم حد سے بڑھ رہے ہو" ـــ تنویر
نے غصے کی شدت سے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں شعلے
اگل رہی تھیں۔

"یار تنویر! ـــ مذاق کا برا نہیں مناتے ـــ بیٹھو ـــ بیٹھ جاؤ"
اس کے پاس بیٹھے ہوئے چوہان نے اسے زبردستی سیٹ پر بٹھاتے
ہوئے کہا۔

"مذاق ـــ اس نے تو جان عذاب میں ڈال رکھی ہے ـــ جب
دیکھو یہی مذاق ـــ مجھے اس کا خاتمہ کرنا ہی ہو گا" ـــ تنویر نے
بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاتمہ بالخیر کہو تنویر ـــ نیک لوگوں کا خاتمہ بالخیر ہی ہوتا ہے"۔
کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار! ـــ میں نے خاتمے ہی کا تو بندوبست کیا ہے ـــ تم خوامخواہ
ناراض ہو رہے ہو ـــ ہنی مون کے بعد خاتمہ بالخیر ہی ہوتا ہے۔ پھر
اس کے بعد چراغوں میں روشنی کہاں ہوتی ہے" ـــ عمران نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چوہان! ـــ تم ادھر آؤ" ـــ اچانک جولیا نے اپنی سیٹ سے
اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر چوہان کے اٹھتے ہی وہ تنویر کے پاس جا بیٹھی جبکہ

چوہان اس کی جگہ عمران کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے چہروں پر معنی خیز مسکراہٹ رینگ گئی۔ البتہ تنویر کا چہرہ اندرونی مسرت سے جگمگا اٹھا۔ جولیا اس کے ساتھ آ بیٹھی تھی بس اس کے لئے یہی بہت تھا۔

"ہاں تہذیب کا بھی یہی تقاضا ہے ۔۔۔ بھائی بہن کو اکٹھے ہی بیٹھنا چاہیئے ۔۔۔ نامحرموں کے ساتھ بیٹھنا اخلاقی طور پر اچھی نہیں لگتا" عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے تمام ممبران ہنس پڑے۔

"تم اس کی باتوں کا برا نہ منایا کرو ۔۔۔ یہ جان بوجھ کر تمہیں چڑانے کے لئے ایسی باتیں کرتا ہے ۔۔۔ عادت سے مجبور ہے" ۔۔۔ جولیا نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا اور تنویر مسکرا دیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ آیانا پہنچنے کے بعد آخر آپ کا کیا پروگرام ہے" صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میں بات کروں گا تو تنویر پھر ناراض ہو جائے گا ۔۔۔ اور اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ اس بار تمہیں اس کے ساتھ جا کر بیٹھنا پڑے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آپ بات بدلیں نہیں ۔۔۔ اور یہ بھی آپ کو بتا دیں کہ اس بار ہم نے ایک خصوصی میٹنگ میں فیصلہ کیا ہے کہ ہم آپ کے طفیلی بن کر کام نہیں کریں گے ۔۔۔ بلکہ باقاعدہ سیکرٹ سروس کے ممبروں کی طرح کام ہوگا" ۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"طفیلی ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔؟ عمران نے حیرت بھرے لہجے

میں پوچھا۔

"اچھا! ۔۔۔ اب اس کا مطلب بھی بتانا ہوگا ۔۔۔ چلو بتا دیتا ہوں۔ ہم سب نے محسوس کیا ہے کہ کسی بھی مشن پر مشن کا سارا بوجھ آپ خود اٹھا لیتے ہیں ۔۔۔ اور ہم سب سوائے اِدھر اُدھر بھاگنے کے اور کچھ بھی نہیں کرتے۔ اس لئے اس بار جیسے ہی باس نے اس مشن کے لئے کہا ۔۔۔ ہم نے دانش منزل کے میٹنگ روم میں ہی ایک خصوصی اجلاس شروع کر دیا ۔۔۔ جس میں یہ طے پایا کہ کام سب کریں گے اور پوری طرح اٹنڈ کریں گے ۔۔۔ وہاں تو باس کی وجہ سے ہم خاموش رہے۔ لیکن اب جب کہ ایک گھنٹے بعد ہم آیانا پہنچ جائیں گے ۔۔۔ آپ ہمیں اس مشن کی پوری تفصیل بتائیں ۔۔۔ اس کے بعد ہم اپنے طور پر یہ فیصلہ کریں گے کہ ہم نے کیا کرنا ہے" ۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے دیکھا کہ صفدر کے ساتھ ساتھ ٹیم کے تمام ممبران کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ صفدر جو کچھ کہہ رہا ہے وہ نہ صرف درست ہے بلکہ یہ لوگ سنجیدہ بھی ہیں۔

"شکر ہے خدایا! ۔۔۔ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے ۔۔۔ تو مسبب الاسباب ہے ۔۔۔ بڑا غفور ہے ۔۔۔ انتہائی رحیم ہے ۔۔۔ تیرا کرم ہر وقت اپنے بندوں پر رہتا ہے" ۔۔۔ عمران نے دونوں ہاتھ دعا کی طرح اٹھا کر اور آنکھیں بند کر کے کہنا شروع کر دیا اور سب حیرت سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ عمران کا یہ انداز ان کے لئے واقعی نیا تھا۔

"کس بات کا شکر ادا ہو رہا ہے" ۔۔۔؟ کیپٹن شکیل نے ہنستے

ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی غلط بات کی ہے" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔

"غلط بات ہا۔۔۔ ان باتوں کو غلط کون کہہ سکتا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تنویر سے کہو ۔۔۔ کہہ کر دیکھے" ۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور تنویر مسکرا کر چپ ہو گیا۔ وہ اب جولیا کے ساتھ میں مگن تھا۔ اسے اب کوئی پرواہ نہ تھی کہ عمران کیا کہتا ہے۔

"آپ نے پروگرام نہیں بتایا" ۔۔۔ صفدر نے دوبارہ موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"دیکھو یہ جہاز ہمیں ایک پرائیویٹ ائیرپورٹ پر اتار دیگا ۔۔۔ میں نے نارک میں چند دوستوں کی مدد سے ایسا انتظام کر لیا تھا کہ اس جہاز کو چیک کئے بغیر پرائیویٹ ائیرپورٹ تک پہنچنے دیا جائے گا ۔۔۔ لیکن اس ائیرپورٹ سے باہر کیا ہوگا۔ مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ اور جہاں تک کیس کا تعلق ہے یہ تم جانو اور تمہارا باس ۔۔۔ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو ۔۔۔؟ میں تو کب سے دعائیں مانگ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ سیکرٹ سروس کے ممبران کو غیرت کے جوہر سے مالا مال کر دے ۔۔۔ ہماری بھاری تنخواہیں تو خود لیتے ہیں اور کام کا سارا بوجھ مجھ غریب پر ڈال دیتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دانش منزل میں ہونے والی میٹنگ میں تو باس نے ہمیں صرف اتنا بتایا تھا کہ ہمیں کاسٹریا کی سرکاری ایجنسی ریڈ آرمی کے خلاف کام کرنا

ہوگا ۔۔۔ لیکن کیا کرنا ہوگا ۔۔۔ مقصد اور ٹارگٹ کیا ہوگا ۔۔۔؟ اس کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی ۔۔۔ تمہیں بہرحال ہمارا لیڈر بنا کر بھیجا گیا ہے ۔۔۔ اس لئے تمہیں سب کچھ معلوم ہوگا۔ تم ہمیں تفصیل سے بتاؤ" ۔۔۔ صفدر نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ میں سیکرٹ سروس کا ممبر ہوں" ۔۔۔؟ عمران نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"تو پھر ایک غیر متعلق آدمی سے یہ سب کچھ کیوں پوچھتے ہو ۔۔۔؟ اس سے پوچھو جو تمہارا باس ہے ۔۔۔ ایک تو میرے خلاف میٹنگیں کرتے ہو ۔۔۔ پھر پوچھتے بھی مجھ سے ہو ۔۔۔ یعنی جوتا بھی میرا۔ اور سر بھی میرا ۔۔۔ میرے سر کی تو چلو کوئی بات نہیں ۔۔۔ جوتا تو کسی اور کا ٹوٹنا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"دیکھیے عمران صاحب ہا ۔۔۔ ہمارا مقصد آپ سے اختلاف نہیں آپ اب بھی ہمارے لیڈر ہیں ۔۔۔ لیکن ہم اب کٹھ پتلیوں کی طرح کام نہیں کرنا چاہتے" ۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کٹھ پتلیوں کی طرح نہیں ۔۔۔ پلاسٹک پتلیوں کی طرح سہی ۔۔۔ ویسے بھی لکڑی کی بجائے پلاسٹک کا دور ہے ۔۔۔ خوبصورت رنگ برنگا پلاسٹک ۔۔۔ کتنی خوبصورت پتلیاں ہوں گی۔ خود اندازہ کر لو تنویر کا رنگ سیاہ ہوگا ۔۔۔ رقیب روسیاہ کی طرح ۔۔۔ جولیا کا رنگ سرخ ہوگا دلہن کی طرح ۔۔۔ صفدر کا رنگ زرد ہوگا، کسی بوڑھے

سنجیدہ آدمی کی طرح ـــــ اور باقی رنگ اب مجھے یاد نہیں آرہے ـــــ خود ہی ڈھونڈ لینا" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کچھ بتانا نہیں چاہتے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اپنی جنت آپ پیدا کر، اگر زندوں میں ہے ـــــ یہ مصرعہ مجھے بہت پسند ہے ـــــ ویسے میری طرف سے کھلی چھٹی ہے کہ اگر جنت کی بجائے تم لوگ دوزخ پیدا کرنا چاہو ـــــ میری بات سن لو۔ ایئرپورٹ پہنچنے کے بعد میرا تم سے راستہ الگ ہوگا ـــــ میں جوزف اور جوانا کے ساتھ ایانا کی سیر کروں گا ـــــ ہوٹلوں کے شو دیکھوں گا ـــــ جوئے خانوں میں جاکر بڑے بڑے داؤ لگاؤں گا ـــــ جھیلوں۔ پارکوں میں تفریح کروں گا ـــــ اور جب رقم ختم ہو جائے گی تو ٹھنڈے ٹھنڈے واپس سدھاروں گا ـــــ بس میرا پروگرام یہی ہے ـــــ باقی تم جانو اور تمہارا باس" ـــــ عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یوں آنکھیں بند کر لیں جیسے اب وہ کسی بات کا جواب دینے پر تیار نہ ہو۔

صفدر نے اب اپنے باقی ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ ان سب کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ کیپٹن شکیل نے اسے آنکھ دبا کر مخصوص اشارہ کیا اور پھر وہ صفدر سے مخاطب ہو کر بولا۔

"صفدر! ـــــ عمران ہمارا لیڈر ہے ـــــ اس لئے میں تو عمران کے ساتھ رہوں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے جان بوجھ کر اونچے لہجے میں کہا۔

"میں بھی عمران کے ساتھ رہوں گا" ـــــ دوسری آواز چوہان کی ابھری جو عمران کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔

اور پھر باری باری صدیقی۔ خاور بھی بول پڑے۔ اب باقی جولیا تنویر اور صفدر رہ گئے تھے۔ صفدر جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو بھئی! ـــــ باس نے چونکہ عمران کو لیڈر بنا کر بھیجا ہے اس لئے عمران سے علیحدہ ہونا باس کے حکم کی خلاف ورزی ہے اس لئے میں عمران کی ساتھی ہوں گی ـــــ کیوں تنویر" ـــــ جولیا نے جان بوجھ کر تنویر کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا اور تنویر کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ہاں ہاں بالکل! ـــــ میں جولیا کے ساتھ ہوں" ـــــ تنویر نے بھی چہک کر کہا۔ لیکن اس نے عمران کی بجائے نام جولیا کا ہی لیا اور اس کا فقرہ سنتے ہی عمران کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"واہ! ـــــ اسے کہتے ہیں عشق صادق ـــــ کہ تائید بھی کر دی اور ساتھ بھی نہ گنوایا" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب مجھے جہاز سے کود جانا چاہیئے" ـــــ صفدر نے جان بوجھ کر بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو پھر پانی میں ڈوب مرنا تو سنا تھا ـــــ چلو پھر ہوا میں تیر کر مرنا تمہارا ہی کام ہے ـــــ بہرحال میں تم لوگوں کی ذہانت کی داد دیتا ہوں۔ اچھا سنو! ـــــ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں ـــــ کاسٹریا کی ریڈ آرمی نے روسیاہ کی مدد سے ہمارے ملک میں حکومت کا تختہ الٹنے اور اپنی مرضی کی حکومت اور نظام لانے کا ایک خفیہ منصوبہ تیار کیا ـــــ اس کا مقصد یہی تھا کہ جس طرح پاکیشیا کے ہمسایہ ملک مجاہدستان کی حکومت پر اس

نے قبضہ کیا ہے۔ اسی طرح پاکیشیا پر بھی قبضہ کرکے اس کا منصوبہ لیک آؤٹ ہوگیا ـــــ اور پھر باس کے حرکت میں آجانے کی وجہ سے تم لوگوں نے خود ہی کارروائی کی اور ریڈ آرمی کی پاکیشیا کے مختلف صوبوں میں کام کرنے والی ٹیمیں ہمارے ہتھے چڑھ گئیں ـــــ اس طرح ریڈ آرمی کا یہ منصوبہ تو ناکام ہوگیا ـــــ لیکن تمہارا باس آنکھوں میں نقاب لگائے رکھنے کی وجہ سے اندھیرے میں سوچتا ہے۔ کیونکہ گہرائی میں اندھیرا ہوتا ہے اس لئے سمجھ لو کہ وہ گہرائی میں سوچتا ہے ـــــ اس نے سوچا کہ ریڈ آرمی ایک سرکاری تنظیم ہے اس کے چند کارندے پکڑے جانے کے بعد معاملہ ختم نہیں ہوتا ـــــ کچھ عرصہ بعد نئے کارندے آجائیں گے اور اسی طرح اس وقت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا جب تک وہ اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہوجاتے ـــــ اس قسم کے منصوبوں میں وقت کی کوئی قید نہیں ہوتی ـــــ اور ضروری نہیں کہ ہر بار اس منصوبے کا سیکرٹ سروس کو علم ہوجائے۔ چنانچہ اس نے ایک منصوبہ بنایا کہ کاسٹریا میں کوئی ایسی کارروائی کی جائے کہ جس سے یہ منصوبہ ہمیشہ کے لئے دفن ہوجائے ـــــ چنانچہ ہم کٹھ پتلیاں نہیں۔ بلکہ گورکن ہیں جو منصوبہ دفن کرنے جارہے ہیں" ـــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے

"لیکن روسیاہ براہ راست بھی ایسے منصوبے پر عمل کرسکتا تھا۔ اس کی ایجنسیاں زیادہ طاقت ور اور وسیع ذرائع کی حامل ہیں پھر انہیں کاسٹریا کی مدد حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی" ـــــ جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"روسیاہ کی ایجنٹ براہ راست کام اس لئے نہیں کرسکتے تھے کہ ان

کے مقابلے میں ایکریمین ایجنٹ بھی کام کرتے رہتے ہیں ـــــ روسیاہی ایجنٹوں کے حرکت میں آتے ہی معاملہ سامنے آجاتا۔ اس لئے انہوں نے ایک غیر اہم ملک کی سیکرٹ سروس کو استعمال کرنا زیادہ مناسب سمجھا" عمران نے جواب دیا۔ اس کی بات میں چونکہ وزن تھا اس لئے جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن وہ منصوبہ تو تم نے اب نہیں بتایا کہ جس کے روبہ عمل آنے سے کاسٹریا کا منصوبہ ہمیشہ کے لئے دفن ہوجائے گا" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم لوگ مجھ سے زیادہ ذہین ہو ـــــ تمہارے پاس سیکرٹ سروس کی ممبرشپ یعنی ذہانت کا سرٹیفکیٹ بھی ہے ـــــ تم خود اندازہ لگاؤ" ـــــ عمران نے کہا۔

"وہاں جاکر ہمیں ریڈ آرمی کا خاتمہ کرنا ہوگا" ـــــ جولیا بول پڑی۔

"ریڈ آرمی سرکاری تنظیم ہے ـــــ افراد کے ختم ہوجانے سے سرکاری ادارے ختم نہیں ہوتے ـــــ تم یوں سوچو کہ اگر یہ جہاز کرش ہوجائے اور ہم سب عالم بالا کو سدھار جائیں تو کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس ختم ہو جائے گی" ـــــ عمران نے مثال دیتے ہوئے کہا۔ عمران نے مثال ایسی دی تھی کہ ممبرز بے اختیار جھرجھری لے کر رہ گئے۔

"وہاں تباہی مچانی ہوگی ـــــ فیکٹریاں ـــــ پل ـــــ ڈیم ـــــ اور اس قسم کی اہمیت والی چیزیں تباہ کرنی ہوں گی" ـــــ اس بار تنویر نے کہا۔

"وہ پھر بن سکتی ہیں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ریڈ آرمی کے سربراہ ـــــ یا ملک کے صدر کو قتل کرنا ہوگا" ـــــ عمران

کے ساتھ بیٹھے ہوئے چوہان نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ان کی جگہ کوئی دوسرا لے لیگا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

اب سب خاموش ہو گئے۔ وہ سب گہری سوچوں میں مبتلا تھے ان کی سمجھ میں ایسا کوئی منصوبہ نہ آرہا تھا جس کے بروئے کار لے آنے کے بعد کاسٹریا کی حکومت ہمیشہ کے لئے پاکیشیا کے خلاف منصوبہ بروئے کار لے آنے سے رک جائے۔ اور ایسا کوئی منصوبہ ان کے ذہنوں میں نہ آرہا تھا۔ بات واقعی سوچنے کی تھی اور وہ سب مسلسل سوچ رہے تھے۔

عمران نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ طیارے میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔ بس طیارے کی ہلکی سی گونج کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"ہماری سمجھ میں تو ایسا کوئی منصوبہ نہیں آرہا ـــ تم بتاؤ" ـــ آخر صفدر نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"پھر میٹنگ کیوں کی تھی کہ اس بار ہم خود کام کریں گے ـــ عمران اکیلا ہی میدان مار لیتا ہے اور ہم خرگوش بھی نہیں مار سکتے" ـــ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم خود کو سمجھتے کیا ہو ـــ یہ منصوبہ تم نے تو نہیں بنایا ہوگا ـــ تمہیں بھی تو باس نے ہی بتایا ہوگا" ـــ جولیا نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اس سے پوچھ لو ـــ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو۔ وہ تو بس میرے ساتھ لیڈری کی دم لگا دیتا ہے اور پھر میری ریڈی میڈ کھوپڑی اس دم کی عزت رکھنے کے لئے گل کھلاتی رہتی ہے" ـــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ اس کا مطلب ہے کہ ایسا منصوبہ بھی تم نے خود سوچا ہے" ـ صفدر نے کہا۔

"ابھی سوچا کہاں ہے ـــ اب اتنا بھی عقلمند نہ سمجھو مجھے کہیں تمہارا ہاتھی بننے کی بجائے کسی یونیورسٹی میں لیکچر دینا شروع کر دوں ـــ اور اخبارات میں تعریفی مضامین چھپوا کر خود رات کو بھوکا سو جاؤں" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل ہنس پڑے۔

"تو مطلب یہ ہے کہ ابھی تم نے کوئی منصوبہ نہیں سوچا ـــ بس چل پڑے ہیں" ـــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار صفدر! ـــ ایک وقت میں ایک ہی کام ہو سکتا ہے ـــ یا چل پڑوں ـــ یا سوچتا رہوں ـــ اور میری عادت تم جانتے ہو کہ میں بس چل پڑتا ہوں ـــ سوچنے والا دھندہ میں نے اپنے باورچی آغا سلیمان پاشا کے ذمے ڈال رکھا ہے۔ وہ خود ہی سوچتا رہتا ہے کہ آج کیا پکے گا" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"دیکھو عمران! ـــ اگر تم بتانا نہیں چاہتے تو کھل کر کہو ـــ میں نہیں مان سکتا کہ تم کچھ سوچے بغیر وہاں سے چل پڑے ہو" ـــ جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تھوڑا سا سوچا تھا ـــ بس اتنا سمجھ میں آیا تھا کہ وہاں جا کر مکھیاں اور مچھروں کے فارم قائم کروں گا ـــ تاکہ سارا کاسٹریا بیماری اور ملیریا میں مبتلا ہو جائے ـــ تم جانتے ہو کہ بیمار آدمی کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے نہ وہ صحت یاب ہوں گے ـــ نہ پاکیشیا کا رخ کریں گے ـــ کیوں ـــ کیسا منصوبہ ہے" ـــ عمران نے داد طلب لہجے میں کہا اور جولیا سمیت سب

کا منہ بن گیا۔ ظاہر ہے عمران اصل بات گول کر رہا تھا اور یہ بات وہ جانتے
تھے کہ عمران جو بات نہ بتانا چاہے وہ اس سے معلوم کر لینا تقریباً ناممکن
ہوتا ہے۔

"اوہ! ۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔ تم وہاں جا کر وہی کام کرو گے جو کاسٹریا، پاکیشیا
میں کرنا چاہتا تھا ۔۔ یعنی حکومت کا تختہ الٹ دو ۔۔ اور ایسے لوگوں
کو حکومت پر لے آؤ جو پاکیشیا کے دوست ہوں۔ اس طرح معاملہ ختم
ہو جائے گا" ۔۔ اچانک خاور نے چہکتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہارے باس کو پہلے تعلیم بالغاں کا سنٹر کھولنا
چاہیے تاکہ اس کے ممبران کو کم از کم اتنا تو معلوم ہو کہ کاسٹریا میں ایک مخصوص
نظام حکومت ہے ۔۔ وہ نظام حکومت بدلا نہیں جا سکتا۔ مخصوص نظریاتی
نظام میں افراد بدلنے سے کچھ نہیں ہوتا ۔۔ نظام تو وہی رہے گا وہی
والا" ۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور خاور کھسیانی سی ہنسی ہنس
کر رہ گیا۔

عمران نے اچھا خاصا سسپنس پیدا کر دیا تھا۔ سب لوگ اپنے اپنے
دماغ پر زور ڈال رہے تھے۔ لیکن کوئی ایسا منصوبہ واقعی ان کی سمجھ
میں نہ آ رہا تھا۔ جو واقعی ایسے حالات میں فٹ بیٹھتا ہو۔

"اچھا ہم شکست تسلیم کرتے ہیں ۔۔ اب تم وہ منصوبہ بتا دو" ۔۔ صفدر
نے پہل کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات تنویر کہے تو میں منصوبہ بتانے کو تیار ہوں ۔۔ ورنہ نہیں" ۔۔
عمران نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے کہا۔

"میں اور شکست تسلیم کروں ۔۔ ناممکن ۔۔ بھاڑ میں جائے تمہارا منصوبہ

مجھے تمہارے کسی منصوبے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے" ۔۔ تنویر نے
ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو صرف ایک ہی منصوبے سے دلچسپی ہے۔ اور وہ منصوبہ
تمہارے پاس بیٹھا ہوا ہے ۔۔ اس کے بعد تمہیں کیا ۔۔ کچھ بھی ہوتا
رہے" ۔۔ عمران نے معنی خیز انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! ۔۔ اب زبان سنبھال کر بات کرنا ورنہ ۔۔" تنویر
نے غصے سے بھڑک کر سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تنویر خاموش بیٹھو" ۔۔ جولیا نے اس کا بازو پکڑ کر قدرے
غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر اس طرح ٹھنڈا ہو کر بیٹھ گیا جیسے سوڈے کی بوتل
کا ابال ختم ہو جاتا ہے۔

"مس جولیا ۔۔ پلیز" ۔۔ صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور
ساتھ ہی تنویر کی طرف اشارہ کر دیا۔

"تنویر! ۔۔ تم میری خاطر کیا کر سکتے ہو" ۔۔ ؟ جولیا نے تنویر کی
مڑتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"تمہاری خاطر ۔۔ کیا مطلب ۔۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔ تنویر، جولیا
کی اس انہونی بات پر بوکھلا گیا۔

"کیا تم اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ جھوٹ موٹ ہی ۔۔ میری خاطر عمران
کے سامنے شکست تسلیم کر لو" ۔۔ جولیا نے تنویر کا ہاتھ دباتے ہوئے
بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ مس جولیا! ۔۔ میرے دل میں تمہاری بڑی قدر ہے ۔۔ تم کہو
تو میں جہاز سے چھلانگ لگا دوں ۔۔ لیکن عمران کے سامنے شکست تسلیم

کرنا ــــ یہ میرے بس کی بات نہیں" ــــ تنویر نے جولیا کو سمجھانے
کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم میری اتنی سی بات بھی نہیں مان سکتے ــــ تو ٹھیک ہے تمہاری
مرضی" ــــ جولیا نے اب عورتوں کا مخصوص ہتھیار، روٹھنے کی اداکاری
کرتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ــــ تم تو ناراض ہو گئی ہو ــــ اچھا ٹھیک ہے" ــــ
تنویر فوراً ہی داؤ میں آ گیا۔

"عمران! ــــ میں شکست تسلیم کرتا ہوں ــــ تم وہ منصوبہ بتاؤ" ــــ تنویر
نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دل پر کڑا جبر کر کے
یہ سب کہہ رہا ہو۔

"واہ! ــــ کیا بات ہے ــــ واقعی بڑے بڑے بہادر ــــ بڑے
بڑے سورما ــــ بڑے بڑے باغیرت ــــ عورت کے سامنے بھیگی
بلی بن جاتے ہیں" ــــ عمران نے اونچی آواز سے کہا اور تنویر کا
چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا۔

"اب تمہیں بتانا ہوگا عمران ــــ اب تمہاری شرط پوری ہو گئی ہے" ــــ
صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"اچھا ــــ واقعی اب تو بتانا ہوگا ــــ ورنہ میں نے تو بڑی سوچ سمجھ
کر شرط لگائی تھی کہ اس کا پورا ہونا ناممکن ہے ــــ مگر افسوس! اب
غیرت ہی لوگوں کے دلوں سے اٹھ گئی ہے۔ تو میں کیا کر سکتا ہوں"
عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ــــ میں تمہاری گردن توڑ دوں گا" ــــ تنویر سے

برداشت نہ ہو سکا تو وہ چیخ پڑا۔

"باغیرت گردن واقعی ٹوٹ سکتی ہے ــــ جھک نہیں سکتی ــــ جان
تو دی جا سکتی ہے لیکن شکست تسلیم کرنا ــــ" عمران نے
بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور تنویر اچھل کر عمران کی طرف لپکا لیکن جولیا
نے اسے سنبھال لیا۔

"آرام سے بیٹھو تنویر! ــــ یہ جان بوجھ کر تمہیں غصہ دلا رہا ہے
تاکہ منصوبہ نہ بتانا پڑے ــــ لیکن اب اسے منصوبہ بتانا ہی ہوگا" ــــ
جولیا نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا اور تنویر ایک بار پھر بیٹھ گیا۔

"لیکن یہ عمرو عیار سے بھی زیادہ بڑا مکار ہے ــــ کیا ضروری
ہے کہ یہ اصل منصوبہ ہی بتائے گا ــــ ہو سکتا ہے کہ کوئی الٹی باتیں
بنا کر منصوبہ بتا کر ہمیں ٹال دے" ــــ تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے
جواب دیا۔

"نہیں! ــــ عمران بددیانت نہیں ہے ــــ تم فکر نہ کرو۔ جب
اس نے کہہ دیا ہے تو اصل منصوبہ ہی بتائے گا" ــــ جولیا نے
جان بوجھ کر کہا۔

"واہ! ــــ یہ اچھا طریقہ ہے اصل بات اگلوانے کا ــــ بہرحال سنو!
اور کان کھول کر سنو! ــــ آنکھیں بے شک بند کر لو۔ مجھے کوئی اعتراض
نہیں ہے ــــ منصوبہ یہ ہے کہ کاسٹریا میں ایک پارٹی ایسی ہے جو
وہاں موجودہ مخصوص نظام کے سخت خلاف ہے۔ لیکن یہ پارٹی انڈر گراؤنڈ
کام کرتی ہے۔ کیونکہ حکومت نے اسے کالعدم قرار دے رکھا ہے۔ تمہارے
باس کی اس پارٹی کے سرکردہ لیڈر اینجلو سے بات ہو چکی ہے۔ وہ تجارتی

ہر قسم کی مدد کے لئے تیار ہے ــــ ہم وہاں جاکر اس پارٹی کے نام پر ایسی کارروائیاں کریں گے جس سے اس پارٹی کی طاقت کھل کر سامنے آجائے گی ــــ اور ایسے لوگ جو اس نظام کے خلاف ہیں مگر حکومت کے خوف کی وجہ سے آواز نہیں بلند کر سکتے ــــ وہ بالآخر اٹھ کھڑے ہوں گے اور حکومت کے لئے ایک ایسا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا جس سے نمٹنا آسان نہ ہو گا ــــ اور یہ جنگ چونکہ جلد ختم نہیں ہو سکتی اس لئے یہ طویل ہوتی جائے گی اور نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کا سٹریا تو ایک طرف ــــ روسیا ہی حکومت بھی اس مسئلے میں اس طرح الجھ کر رہ جائے گی کہ اس کے بعد کسی اور طرف دیکھنے کا بھی اُسے ہوش نہ رہے گا ــــ اور جب تک یہ مسئلہ حل ہو گا۔ یعنی دو چار سال بعد تو اتنی دیر میں بین الاقوامی حالات بدل چکے ہوں گے اور پھر پاکیشیا کے خلاف منصوبے کا جواز ہی ختم ہو جائے گا" ــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ آئیڈیا! ــــ انتہائی خوبصورت منصوبہ ہے۔ لیکن وہ کارروائیاں کیا ہوں گی اس کی تفصیل تو بتاؤ" ــــ کیپٹن شکیل نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ایک پارٹی کی طاقت عوام میں ظاہر کرنے کے لئے جو کارروائیاں ہو سکتی ہیں ــــ کسی اہم شخصیت کا قتل ــــ خفیہ ریڈیو کی نشریات ــــ پوسٹر بازی ــــ جلسے جلوس ــــ دہشت گردی وغیرہ وغیرہ ــــ لیکن یہ سب کچھ اس پارٹی کے نام سے ہی ہو گا" ــــ عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس پارٹی کا نام کیا ہے ــــ؟" صفدر نے پوچھا۔

"ڈیموکریٹک پارٹی ــــ جسے عرفِ عام میں ڈی۔ پی کہتے ہیں" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"اب ٹھیک ہے ــــ اب ہم کوشش کریں گے کہ خود بھی اس منصوبے کے لئے کام کریں" ــــ صفدر نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں" ــــ؟ عمران نے اُسے اٹھتے دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں ذرا باتھ روم تک جا رہا ہوں" ــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے ابھی تو میں نے صرف منصوبہ بتایا ہے ــــ اور ابھی سے یہ حال ہے کہ باتھ روم کی ضرورت پڑ گئی ــــ بعد میں کیا ہو گا" ــــ؟ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

صفدر تیزی سے جہاز کی دُم میں بنے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد کاک پٹ کا دروازہ کھلا اور سیکنڈ پائلٹ باہر آگیا۔ جہاز چونکہ خصوصی طور پر چارٹرڈ کیا گیا تھا اس لئے اس میں سوائے پائلٹ اور سیکنڈ پائلٹ کے اور کوئی عملہ نہ تھا اور وہ دونوں بھی مستقل کاک پٹ میں ہی رہتے تھے۔ اب سیکنڈ پائلٹ پہلی بار کاک پٹ سے باہر آیا تھا۔

"آپ میں سے کسی نے ٹرانسمیٹر پر بات کی ہے" ۔۔۔؟ سیکنڈ پائلٹ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹرانسمیٹر پر بات! ۔۔۔ ارے ہم نے کبھی مقرر ٹامیٹر پر بات نہیں کی تم ٹرانسمیٹر کی بات کر رہے ہو" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ میں سے ایک آدمی کم ہے ۔۔۔ وہ کہاں ہے ۔۔۔؟" سیکنڈ پائلٹ نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"وہ باتھ روم میں ہے ۔۔۔ لیکن یہ ٹرانسمیٹر کا کیا چکر ہے" ۔۔۔؟ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے آلات نے بتایا ہے کہ جہاز سے ٹرانسمیٹر کے ذریعے کہیں رابطہ قائم کیا گیا ہے ۔۔۔ جب کہ ایسا کرنا فضائی قوانین کی خلاف ورزی ہے ۔۔۔ اگر یہ کال کسی ایئرپورٹ پر چیک کر لی گئی تو ہمارے خلاف انکوائری بھی ہو سکتی ہے" ۔۔۔ سیکنڈ پائلٹ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس تو ٹرانسمیٹر ہے ہی نہیں ۔۔۔ بات ہم نے کیا کرنی ہے کون سے آلات نے بتایا ہے ۔۔۔ میرے ساتھ چلو ۔۔۔ مجھے دکھاؤ" عمران نے سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیا معلوم ہوگا ۔۔۔ ہمارے ٹرانسمیٹر نے وائبریشن ظاہر کی ہے ۔۔۔ ایسی وائبریشن جس سے یہ شک ہو سکتا ہے" ۔۔۔ سیکنڈ پائلٹ نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم وائبریشن سے گھبرا کر اتنا بڑا اندازہ لگا بیٹھے ۔۔۔ مجھے

معلوم ہے ۔۔۔ وائی کنگ جہاز میں ایٹی ٹائن ٹائپ ٹرانسمیٹر نصب ہوتے ہیں ۔۔۔ اور اس ٹائپ کے ٹرانسمیٹر میں یہ خامی بہرحال موجود ہے کہ جب بھی جہاز ایئر ہاف لاک سے گذرتا ہے تو ٹرانسمیٹر پر ایسی وائبریشن ظاہر ہو جاتی ہے جیسے کسی سے ٹرانسمیٹر پر بات ہو رہی ہو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور سیکنڈ پائلٹ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران جیسا بظاہر احمق نظر آنے والا شخص اس قدر ٹیکنیکل بات کر سکتا ہے۔

"کیا آپ جہازوں کے انجینئر ہیں" ۔۔۔؟ سیکنڈ پائلٹ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"میں عقل کا مستری ہوں ۔۔۔ بگڑی ہوئی عقلیں ٹھیک کرتا ہوں" عمران نے جواب دیا۔

اسی لمحے صفدر باتھ روم سے باہر آ گیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آ رہا تھا۔

"صفدر! ۔۔۔ یہ صاحب فرما رہے ہیں کہ تم باتھ روم سے ٹرانسمیٹر پر گفتگو کر رہے تھے" ۔۔۔ عمران نے صفدر کو دیکھتے ہی بلند آواز سے کہا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ ٹرانسمیٹر ۔۔۔ کیسا ٹرانسمیٹر" ۔۔۔؟ صفدر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ یہ بات سن کر بری طرح بوکھلا گیا ہو۔

اور عمران حیرت سے صفدر کو دیکھنے لگا۔ اسے صفدر جیسے آدمی کا اس طرح بوکھلا جانا کچھ سمجھ نہ آیا تھا۔

"او کے سر! ___ آپ کی وضاحت واقعی قابل قبول ہے ___ میں ڈسٹرب کرنے کی معافی چاہتا ہوں ___ بہرحال تھوڑی دیر بعد ہم لینڈ کر جائیں گے" ___ سیکنڈ پائلٹ نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس کاک پٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"آخر اسے کیسے شک ہوا کہ میں ٹرانسمیٹر پہ بات کر رہا تھا" ___ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔ اس گفتگو کی تفصیل جو چند لمحے پہلے عمران اور سیکنڈ پائلٹ کے درمیان ہوئی تھی اور صفدر کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات چھا گئے۔

عمران خاموش بیٹھا صفدر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کندھے اچکاتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن اس کی فراخ پیشانی پر پڑی ہوئی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی بات پر بڑی گہرائی میں غور کر رہا ہے۔

مسلح افراد سے بھری ہوئی چار جیپیں بڑی تیز رفتاری سے ایک اعلیٰ سڑک پر دوڑ رہی تھیں۔ ان کا رخ آپانا کے مضافاتی شہر کانسٹانٹن کی طرف تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا جو آپانا سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ چونکہ اس شہر میں رہنے والوں کا زیادہ تر تعلق دارالحکومت سے رہتا تھا اس لئے اس سڑک پر ہر وقت ٹریفک کا خاصا رش رہتا تھا سب سے آگے جانے والی جیپ میں ڈرائیور کے علاوہ چار افراد سوار تھے۔ جن میں سے ایک فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ تین افراد پچھلی سیٹ پر براجمان تھے۔

"باس! ___ آخر اس بات کا کیسے پتہ چلا کہ ایجنٹ ڈی۔ پی کا سربراہ ہے ___ جبکہ اب تک اس سلسلے میں باوجود کوشش کے پتہ نہ چل سکا"۔ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے بھاری جبڑوں والے شخص سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں ـــ بس اچانک ریڈ چیف نے آرڈر دیئے ہیں ـــ شاید اسے کہیں سے مخبری ہوئی ہوگی ـــ ورنہ آج تک تو ریڈ آرمی میں پہنچتی رہ گئی لیکن ڈی۔ پی کے کسی سربراہ کا پتہ نہ چل سکا تھا" ـــ سامنے بیٹھے ہوئے نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن جب اینجلو کے متعلق پتہ چل گیا ہے ـــ تو پھر ہمیں صرف اس کی رہائش گاہ کی نگرانی کا حکم کیوں دیا گیا ہے ـــ؟ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہم اسے پکڑ کر ہیڈ کوارٹر لے جاتے اور پھر اس سے سارا کچا چٹھہ معلوم ہو جاتا ـــ اور باقی ممبرز بھی پکڑے جاتے" ـــ پیچھے بیٹھے ہوئے ایک ملبوترے سے چہرے والے نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں ـــ ہمیں تو بس اتنا حکم ملا ہے کہ ہم فوری طور پر جا کر اینجلو کی رہائش گاہ کا خفیہ محاصرہ کر لیں ـــ باقی ہدایات بعد میں ملیں گی ـــ البتہ میرا ذاتی خیال ہے کہ ریڈ چیف کو وہاں کسی کی آمد کا انتظار ہے۔ اس لئے اس نے صرف نگرانی کا حکم دیا ہے" باس نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"یقیناً یہی بات ہوگی ـــ ہو سکتا ہے کہ ریڈ چیف کو یہ مخبری ہوئی ہو کہ اینجلو کی رہائش گاہ پر اس پارٹی کی خفیہ میٹنگ ہونے والی ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اس وقت چھاپہ مارا جائے جب سب لوگ وہاں آ جائیں" ـــ ڈرائیور نے کہا اور باس نے سر ہلا دیا۔

"بہرحال جو ہماری ڈیوٹی ہے وہ ہم نے پوری کرنی ہے ـــ اس کے بعد کیا ہوگا ـــ یہ چیف باس جانے" ـــ باس نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی، اچانک جیب میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ ہلکی سی سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ باس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ـ ہیلو آر۔ سی کالنگ ہملٹن۔ اوور" ـــ ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس باس! ـــ ہملٹن اٹنڈنگ یو۔ اوور" ـــ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے بھاری جبڑوں والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا پوزیشن ہے۔ اوور" ـــ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہم کانسٹائن کے قریب پہنچ چکے ہیں سر ـــ چار جیپیں اور سولہ افراد ہیں۔ اوور" ـــ ہملٹن نے جواب دیا۔

"سنو! ـــ نگرانی انتہائی احتیاط سے کی جائے ـــ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ کچھ غیر ملکی جاسوس ایک پرائیویٹ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کسی پرائیویٹ ائیرپورٹ پر اتر کر یہاں پہنچیں گے ـــ ہو سکتا ہے اینجلو خود یا اس کا کوئی آدمی انہیں یہاں لے کر آئے۔ یہ غیر ملکی جاسوس انتہائی ہوشیار اور چالاک ہیں ـــ اس لئے انہیں کسی لحاظ سے بھی نگرانی کا شبہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اوور" ـــ آر۔ سی یعنی ریڈ چیف نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ـــ ایسا ہی ہوگا ـــ لیکن کیا ہم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ اوور" ـــ ہملٹن نے کہا۔

"ہاں! ـــ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے ـــ جیسے ہی یہ لوگ پہنچیں، تم نے مجھے اطلاع دینی ہے ـــ اس کے بعد میں ایکشن

شعبے کے افراد کو بھیجوں گا ۔۔۔ وہ ان سے خود ہی نپٹ لیں گے"۔ ا
ریڈ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔ ویسے اگر آپ حکم دیں تو ہم خود بھی یہ
کام کر سکتے ہیں ۔۔۔ ہمیں ملک دشمن افراد کو قتل کرتے ہوئے مسرت
ہوتی ہے" ۔۔۔ بلیٹن نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہارے احساسات کا علم ہے ۔۔۔ لیکن ان میں سے
ایک آدمی کو ہم نے چیک کرنا ہے ۔۔۔ اس لئے میں ایکشن شعبے کو
خصوصی ھدایات دوں گا ۔۔۔ تم صرف نگرانی کرو۔ اوور" ۔۔۔ ریڈ باس
نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس! اوور" ۔۔۔ بلیٹن نے فوراً ہی کہا اور دوسری طرف سے
ریڈ باس نے "اوور اینڈ آل" کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے باس! کہ انہی غیر ملکی جاسوسوں میں کوئی ریڈ ماسٹر
کا مخبر بھی موجود ہے ۔۔۔ اس لئے ریڈ باس اندھا دھند اقدام نہیں کرنا
چاہتا" ۔۔۔ ڈرائیور نے جیپ کو چوک پر دائیں طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ۔۔۔ اسی لئے تو کسی کو چیک کرنے کی بات ہو رہی ہے
ورنہ کسی غیر ملکی جاسوس کو چیک کرنے یعنی بچانے کا کوئی مقصد تو نہیں
ہے" ۔۔۔ بلیٹن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی باس! ۔۔۔ کہ جب ریڈ باس کو
اتنی حتمی اطلاعات مل چکی ہیں ۔۔۔ تو پھر اسے یہ کیوں نہیں معلوم ہو
کہ یہ چارٹرڈ طیارہ کون سے ائیر پورٹ پر اتر رہا ہے" ۔۔۔ پچھلی نشست
پر بیٹھے ہوئے ایک لمبی مونچھوں والے نے کہا۔

"ہو گا کوئی چیک ۔۔۔ بہرحال ہم نے تو وہ کام کرنا ہے جو ہمیں سونپا
گیا ہے" ۔۔۔ بلیٹن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور اس کے بعد
جیپ میں سکوت طاری ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد کانسٹائن کی حدود میں وہ داخل ہو گئے۔ انجلد
کا جو پتہ بتایا گیا تھا وہ شہر کا مشرقی مضافاتی علاقہ تھا۔ اسے گرین پارک
کہا جاتا تھا اور یہاں زیادہ تر سرکاری فیلڈرز کی رہائش گاہیں تھیں۔ جس
رہائش گاہ کا نمبر بتایا گیا تھا وہ کالونی کے مغربی کونے میں تھا چنانچہ
جیپیں گرین پارک کی طرف بڑھتی گئیں۔

"جیپوں کو کسی محفوظ جگہ پر روک دو" ۔۔۔ بلیٹن نے ڈرائیور سے
مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

کالونی کی مین روڈ سے گذر کر جب وہ مغربی کونے کے نزدیک
پہنچے تو ڈرائیور نے جیپ کا رخ ایک زیر تعمیر کمرشل سنٹر کی طرف
موڑ دیا اور پھر اس نے ایک اونچی دیوار کی آڑ میں جیپ روک دی اور
پیچھے آنے والی تینوں جیپیں بھی اس کے پیچھے ہی رک گئیں اور ان
میں سوار افراد تیزی سے نیچے اتر آئے۔ ان سب نے بڑے بڑے
اوور کوٹ پہن رکھے تھے۔ ویسے بھی سردی خاصی تھی اس لئے اوور کوٹ
تقریباً سب افراد پہنتے تھے۔ ان اوور کوٹوں کے اندر جدید ترین مشین گنیں
چھپی ہوئی تھیں ان کے سروں پر موجود فلیٹ ہیٹ کے آگے معمولی
سی چونچ نکلی ہوئی تھی اور یہ ریڈ آرمی کا مخصوص نشان تھا ایسے فلیٹ
صرف ریڈ آرمی کا آدمی ہی پہن سکتا تھا۔

"رہائش گاہ نمبر بارہ، بلاک ڈی کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے

لیکن انتہائی احتیاط سے" ـــــ ہلٹن نے ان سب کو ہدایات دیں اور وہ سب ایک ایک کر کے وہاں سے چل دیئے۔ صرف ہلٹن اور وہ مونچھوں والا وہیں رہ گئے۔

"آؤ مائیکل! ـــ تم میرے ساتھ آؤ" ـــــ ہلٹن نے مونچھوں والے سے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے کمرشل سنٹر کی آڑ سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔

سڑک پر خاصے افراد آجا رہے تھے۔ وہ دونوں بھی تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر وہ اس مخصوص رہائش گاہ کے سامنے پہنچ گئے۔ جس کی نگرانی انہوں نے کرنی تھی۔ دوسرے لمحے ہلٹن چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے والی رہائش گاہ کے سائیڈ ڈور پر لمبا تالا لٹکا ہوا نظر آ گیا۔ یہ رہائش گاہ، ایجلو کی رہائش گاہ کے بالکل سامنے سڑک کے پار تھی اور یہ دو منزلہ عمارت تھی۔ اس سے بڑی آسانی اور سہولت سے ایجلو کی رہائش گاہ کی نگرانی کی جا سکتی تھی

"یہ بہت اچھی جگہ مل گئی ہے ـــ یہ تالا توڑ دو" ـــــ ہلٹن نے کہا اور مائیکل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکال کر تالے پر اس کی نال رکھ کر فائر کر دیا۔ ٹھک کی آواز سنائی دی اور تالے کے پرزے بکھر گئے۔ چونکہ ان کا تعلق ریڈ آرمی سے تھا اس لئے ہر قسم کا اقدام وہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے تالا توڑ کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ دروازے کو اندر سے بند کر کے وہ سائیڈ کی سیڑھیوں سے اوپر چڑھتے ہوئے دوسری منزل پر پہنچ گئے اور پھر سڑک کے رخ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں صرف

...ن نے کی میز اور کرسیاں پڑی ہوئی تھیں اس کی کھڑکیاں باہر کی طرف کھلتی تھیں۔

ہلٹن نے ایک کھڑکی کھولی تو ایجلو کی رہائش گاہ بالکل سامنے تھی اس کا صحن، برآمدہ اور اندرونی راہداری صاف نظر آ رہی تھی۔ ہلٹن ایک کرسی گھسیٹ کر کھڑکی کے سامنے بیٹھ گیا۔ فلیٹ ہیٹ اتار کر اس نے ایک طرف رکھ دی اور پھر اوور کوٹ کی جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اور اس کا بٹن دبا کر اس نے اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا۔ وہ ان کی پوزیشنیں چیک کرنا چاہتا تھا تاکہ کسی کوتاہی کا شبہ باقی نہ رہے۔ کیونکہ وہ ریڈ باس کی عادت اچھی طرح جانتا تھا۔ معمولی سی کوتاہی کی سزا اس کے پاس موت سے کم نہ تھی۔ اپنے تمام ساتھیوں سے رابطہ قائم کرنے اور انہیں مزید ہدایات دینے کے بعد ہلٹن نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

سائیڈ والی کھڑکی کے سامنے مائیکل کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنی مشین گن بھی ہاتھ میں لے رکھی تھی۔ لیکن اس کی نال اس نے کھڑکی کی چوکھٹ سے اونچی نہ رکھی تھی تاکہ اسے باہر سے چیک نہ کیا جا سکے۔

ایجلو کی رہائش گاہ پر خاموشی طاری تھی۔ وہاں نہ ہی کوئی آدمی نظر آ رہا تھا اور نہ ہی زندگی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ البتہ اندرونی کمروں کی لائٹیں جل رہی تھیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اندر کوئی موجود ضرور ہے۔

چند لمحوں بعد ریڈ باس کی کال دوبارہ آ گئی اور ہلٹن نے اسے تازہ

ترین پوزیشن بتا دی اور اینجلو کی رہائش گاہ کے متعلق بھی تفصیل بتا دی۔ ریڈ باس نے اُسے ہوشیار رہنے کے لئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

انہیں وہاں بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ گذرا تھا کہ رہائش گاہ کے سامنے ایک بڑی سی ویگن آکر رکی۔ اس ویگن پر کسی تجارتی کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ ویگن سے ایک آدمی اترا۔ یہ کاسٹریا کی قومیت کا حامل تھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کی طرف بڑھا اور اس نے کال بیل کو دبا دیا چند لمحوں بعد ہلٹن کو اندرونی کمرے سے ایک نوجوان نکلتا ہوا نظر آیا۔ اس نے چست لباس پہن رکھا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک پر پہنچا اور پھر شاید اس نے اندر سے کچھ پوچھا اور پھر چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور ویگن اندر داخل ہو گئی۔

برآمدے کے سامنے ویگن کے رکتے ہی اس کا پچھلا دروازہ کھلا اور اس میں سے سب سے پہلے ایک لمبا تڑنگا اور دیوؤں جیسے جسم والا ایک حبشی باہر آ گیا۔ اس کے بعد اس سے قدرے دبتے ہوئے جسم کا مالک ایک اور حبشی اترا، اس کے بعد باری باری چھ ایشیائی نوجوان باہر آئے۔ اس کے بعد ایک یورپین عورت اور آخر میں ایک درمیانے قد کا لیکن انتہائی سمارٹ سا نوجوان باہر آیا۔ اس نوجوان کے چہرے پر معصومیت صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ یوں گھبرا گھبرا کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے کوئی نیا نیا پنچھی پنجرے میں قید ہوا ہو۔

ویگن سے اتر کر وہ سب برآمدے سے ہو کر راہداری میں گئے اور وہاں سے ایک کمرے میں غائب ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ویگن واپس

ہو گئی۔

ہلٹن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر پر ریڈ باس کی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو — ہیلو — ہلٹن کالنگ آر سی۔ اوور" — ہلٹن نے تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس — آر سی اٹنڈنگ — رپورٹ دو۔ اوور" — چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ریڈ باس کی آواز سنائی دی۔

"باس! — غیر ملکی جاسوس رہائش گاہ میں پہنچ گئے ہیں — وہ ایک ویگن نمبر آر سی۔ ڈی الیون زیرو الیون پر آئے ہیں جس پر ٹکٹان کمپنی کا نام لکھا ہوا ہے۔ اوور" — ہلٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

"کتنے افراد ہیں — تفصیل بتاؤ۔ اوور" — دوسری طرف سے پُرجوش لہجے میں پوچھا گیا۔

"باس! — دو لمبے تڑنگے حبشی، چھ ایشیائی نوجوان اور ایک یورپین قومیت کی عورت اس ویگن میں سے اتری ہے۔ اوور" — ہلٹن نے جواب دیا۔

"ان میں سے کوئی چہرے سے احمق نظر آنے والا نوجوان بھی شامل ہے۔ اوور ......؟" ریڈ باس نے پوچھا۔

"یس باس! — موجود ہے — وہ سب سے آخر میں اترا تھا۔ اوور" — ہلٹن نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"اوکے! — اب ان میں سے کسی کو بچ کر نہیں جانا چاہئے — میں ایکشن شعبے کے افراد کو بھیج رہا ہوں۔ باقی کام وہ خود سنبھال لیں گے۔

"اوور" ـــــ ریڈ باس نے جواب دیا۔

"یس باس۔ اوور" ـــــ ہلٹن نے جواب دیا اور دوسری طرف سے "اوور اینڈ آل" کے الفاظ کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہی احمق سا نوجوان ہی ہمارا مخبر معلوم ہوتا ہے" ـــــ ہلٹن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہوئے مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن باس! ـــ اب تو ریڈ باس نے کسی کے بچ کر نکلنے کا کہا ہے ـــ جب کہ اس سے پہلے اس نے ایک آدمی کو چیک کرنے کی بات کی تھی" ـــ ـــ مائیکل نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ریڈ باس کا مطلب یہ تھا کہ ایکشن شعبے کے آنے تک کسی کو بچ کر نہ جانے دیا جائے" ـــــ ہلٹن نے جواب دیا اور مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد سرخ رنگ کی تین جیپیں رہائش گاہ سے سو گز کے فاصلے پر رکیں اور ان میں سے بارہ افراد اتر کر تیزی سے رہائش گاہ کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ ان سب نے سرخ رنگ کے اوور کوٹ پہن رکھے تھے۔ یہ ریڈ آرمی کے ایکشن شعبے کے مخصوص تربیت یافتہ افراد تھے۔ ان کا کام ہی تباہی اور قتل و غارت تھا۔ یہ ایسا شعبہ تھا جس کی دہشت پورے کاسٹریا کے اعصاب پر بھوت کی طرح سوار تھی۔ کیونکہ اس شعبے سے تعلق رکھنے والا ہر فرد انتہائی سفاک اور بے رحم قسم کا قاتل تھا۔ ان کی نظروں میں انسانی جان کی اہمیت حقیر سے کیڑے سے بھی کم تھی۔

ان بارہ افراد میں سے چار افراد رہائش گاہ کی پچھلی طرف جبکہ تین ا

ایک سائیڈ پر اور تین افراد دوسری سائیڈ پر چلے گئے جب کہ دو افراد پھاٹک کی طرف بڑھے۔ ان سب کے ہاتھ اوور کوٹوں کی جیبوں میں تھے ان میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کو دبایا۔ ہلٹن اور مائیکل دونوں خاموش بیٹھے ان کی کارروائی دیکھ رہے تھے۔

کال بیل کی آواز سنتے ہی کمرے سے وہی نوجوان جس نے پہلے پھاٹک کھولا تھا برآمد ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پھاٹک کے پاس پہنچ اس نے اندر رک کر کچھ پوچھا۔ باہر کھڑے ہوئے دو افراد میں سے ایک نے کوئی جواب دیا اور پھاٹک کھلتا چلا گیا۔

پھاٹک کھلتے ہی وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے کسی عقاب کی طرح اس نوجوان کو دبوچ کر اٹھا کر زمین پر پٹخا۔ نوجوان زمین پر گرتے ہی بری طرح پھڑکنے لگا اور چند لمحوں بعد ہی اس کے ہاتھ پیر ساکت ہو گئے۔ ہلٹن سمجھ گیا کہ اس نوجوان کو اٹھا کر پٹخنے کے دوران ہی مخصوص داؤ سے اس کی گردن توڑ دی گئی تھی۔ اس کے بعد ان دونوں افراد نے ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالیں اور تیزی سے برآمدے کی طرف بھاگے۔

اسی لمحے سائیڈوں میں موجود چھ افراد بھی کھلے ہوئے پھاٹک سے اندر داخل ہوئے اور ان دونوں کے پیچھے لپکے۔ اور پھر برآمدے کے قریب پہنچتے ہی ان کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے ان کے ہاتھوں میں موجود بم ہوا میں اڑتے ہوئے برآمدے اور راہداری کے اندر گرے۔ اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکوں سے ارد گرد کا علاقہ گونج اٹھا۔ بموں سے برآمدے اور راہداری کے

پرخچے اڑا دیئے تھے۔ ہر طرف سیمنٹ کا سرمئی سا غبار چھا گیا۔

ایکشن شعبے کے افراد بم پھینکتے ہی تیزی سے زمین پر لیٹ گئے اور انہوں نے باقاعدہ فوجی انداز میں مورچہ بندی کر لی۔

"فائر"..... اچانک ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے کو ٹھی مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ آٹھ مشین گنوں سے نکلی ہوئی گولیاں بارش کی طرح اس سرمئی غبار میں گر رہی تھیں۔ اسی لمحے رہائش گاہ کے عقب سے بھی گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی۔

چند لمحوں تک اندھا دھند فائرنگ کے بعد زمین پر لیٹے ہوئے ایک آدمی کے ہاتھ اونچا کرتے ہی فائرنگ رک گئی۔ سرمئی غبار اب چھٹتا جا رہا تھا اور ٹوٹی پھوٹی دیواریں اور برآمدے کی ادھڑی ہوئی چھت نمایاں ہونے لگی تھی۔ وہ سب زمین پر لیٹے ہوئے بڑے چوکنے انداز میں اندرونی سمت دیکھ رہے تھے۔ انہیں فائرنگ بند کئے چند لمحے ہی گذرے تھے کہ اچانک اوپر چھت سے تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی صحن میں سے چیخوں کی آوازیں ابھریں اور تین افراد تیزی سے اٹھ کر اندر برآمدے کی طرف بھاگے جب کہ چار افراد تو موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ اور ایک شخص وہیں فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا برآمدے میں پہنچتے ہی ان تینوں نے مشین گنوں سے فائرنگ شروع کر دی۔ لیکن دوسرے لمحے برآمدے کی اندرونی کھڑکیوں سے ان پر بے تحاشا فائرنگ شروع ہو گئی اور وہ تینوں ہی برآمدے میں لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے ڈھیر ہو گئے۔

ہلٹن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

"ہیلو ہیلو ہلٹن کالنگ! سب لوگ رہائش گاہ پر ٹوٹ پڑو... مکمل طور پر تباہ کر دو ... کوئی بچ کر نہ جائے۔ اوور اینڈ آل"۔ ہلٹن نے جنرل فریکوئنسی پر رہائش گاہ کے گرد بکھرے ہوئے اپنے ساتھیوں کو چیختے ہوئے ہدایت کی۔

"آؤ مائیکل" ..... ہلٹن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اسے واپس جیب میں منتقل کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھاگتا ہوا بڑے ستونوں کی طرف بڑھا۔ مائیکل اس کی پیروی کر رہا تھا اور ماحول خوفناک دھماکوں اور مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دو بڑی فوجیں آپس میں ٹکرا گئی ہوں

جہاز کے کاک پٹ ڈور پر سرخ رنگ کا بلب جلتے ہی جہاز میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبران اور عمران سب ___ چونک کر سیدھے ہو گئے کیونکہ اس بلب کے جلنے کا مطلب یہ تھا کہ جہاز اب لینڈ کرنے والا ہے۔ جہاز کی رفتار میں خاصی کمی آگئی تھی۔ اور اس کے انجنوں میں پیدا ہونے والی گونج اب بڑھ گئی تھی۔ سب نے بڑی پھرتی سے بیلٹیں باندھ لیں اور مستعد ہو کر بیٹھ گئے۔

چند لمحوں بعد جہاز کی رفتار آہستہ ہوتے ہوتے ختم ہو گئی اور اسی لمحے کاک پٹ کا دروازہ کھول کر وہی سیکنڈ پائلٹ باہر آگیا۔

"ہم خصوصی ایئرپورٹ پر لینڈ کر چکے ہیں جناب ___ آئیے" ___ سیکنڈ پائلٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر جہاز کا دروازہ کھول دیا۔ دروازے کے ساتھ چمٹی ہوئی فولڈنگ سیڑھی کھولی اور پھر وہ خود سیڑھی کے ذریعے نیچے اتر گیا۔ اس کے بعد سیکرٹ سروس کے

سب نیچے اترنے لگے۔

باہر چمکیلی دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا ایئرپورٹ تھا لیکن اس کا رن وے خاصا بڑا تھا۔ دراصل کاسٹریا میں پرائیویٹ ہوابازی کا شعبہ بہت پھیلا ہوا تھا۔ یہاں بڑی بڑی فضائی کمپنیوں کے اپنے ایئرپورٹ تھے۔ جہاں حکومت کا کوئی عمل دخل نہ تھا۔ یہ بھی ایک ایسا ہی ایئرپورٹ تھا۔

نیچے اترتے ہی وہ ایئرپورٹ کی عمارت کی طرف بڑھے۔ اسی لمحے ایئرپورٹ کی عمارت سے نکل کر چست لباس میں ملبوس ایک نوجوان تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"مجھے الشلم کہتے ہیں ___ آپ میں سے عمران صاحب کون ہیں ___؟" نوجوان نے قریب آکر کہا۔

"عمران صاحب تو شاید آپ کو دنیا میں کہیں نہیں ملیں گے۔ البتہ عمران حاضر ہے" ___ عمران نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو آپ کو عمران صاحب ہی کہوں گا ___ آئیے میرے ساتھ۔ مجھے انچارج صاحب نے بھیجا ہے" ___ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے کہ آپ صاحب ہی کہنے پر مصر ہیں ___ اگر آپ کہنے پر اصرار کرتے تو میں آپ کا کیا بگاڑ سکتا تھا" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور الشلم کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ بے حد دلچسپ آدمی ہیں" ___ الشلم نے کہا۔ اسی دوران وہ ایئرپورٹ کی چھوٹی سی عمارت میں پہنچ گئے تھے۔

"آئیے ___ باہر ویگن موجود ہے ___ ہم نے ایک طویل سفر

کرتا ہے" ـــــ الشم نے کہا۔

"ہمارا سامان" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ! ـــ سامان کی آپ فکر نہ کریں ـــــ وہ پہنچ جائے گا راستے میں یہاں اکثر ہنگامی چیکنگ ہوتی رہتی ہے ـــــ اگر کوئی غلط چیز پکڑی گئی تو عذاب بن جائے گا" ـــــ الشم نے کہا۔

"لیکن اگر ہمیں ہی چیک کر لیا گیا تو" ـــــ عمران نے باہر کی طرف قدم اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے تمام کاغذات ویگن میں موجود ہیں ـــ آپ بین الاقوامی وفد کے ارکان ہیں جو کاسٹریا کے مطالعاتی دورے پر آیا ہوا ہے" ـــ الشم نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ الشم خاصا ہوشیار اور باوسائل آدمی ثابت ہو رہا تھا۔

ایئرپورٹ کی عمارت کے باہر ایک بڑی سی ویگن موجود تھی جس پر ٹکٹان کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ فرم امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتی تھی

"آپ سب پیچھے بیٹھیں گے ـــ کیونکہ میرے ساتھ کسی بھی اجنبی کو دیکھ کر پولیس خواہ مخواہ گاڑی روک لے گی" ـــــ الشم نے ویگن کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے باقی ساتھی بھی ویگن میں سوار ہو گئے۔ اور چند لمحوں بعد ویگن حرکت میں آ گئی۔

ڈرائیور کی پشت پر ایک اندھا شیشہ لگا ہوا تھا جس سے ویگن کا پچھلا حصہ ڈرائیونگ سیٹ سے بالکل علیحدہ ہو گیا تھا۔ لیکن ویگن کے چلتے ہی الشم نے کوئی بٹن دبا کر یہ شیشہ غائب کر دیا اور اب وہ سب

ایک ہی ویگن کا حصہ بن گئے۔ صرف فرق یہ تھا کہ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ خالی تھی۔

"ہمیں کتنی دور جانا ہو گا" ـــــ عمران نے الشم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہم نے کانسٹائن شہر جانا ہے جو کاسٹریا کے دارالحکومت آپانا سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے ـــــ اور یہاں سے چار سو کلو میٹر دور ہے" ـــــ الشم نے گردن موڑے بغیر اوپر لگے ہوئے بیک مرر میں عمران کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ ویگن خاصی تیز رفتاری سے ایک فراخ سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

"یہاں ریڈ آرمی کی کیا پوزیشن ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"ریڈ آرمی کاسٹریا میں دہشت کا دوسرا نام ہے عمران صاحب! ـــ پورا ملک اس کی ریاست ہے اور ہر آدمی اس کا غلام ـــــ ریڈ آرمی کا سربراہ ریڈ چیف ہی دراصل اس ملک کا اصلی سربراہ ہے ـــ باقی عہدے تو لیبل نام کے ہیں" ـــــ الشم نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی پارٹی ڈی۔ پی کی یہاں کیا پوزیشن ہے" ـــــ عمران شاید جلد از جلد ساری معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا۔

"ڈی۔ پی حکومت کی نظروں میں دشمن اول ہے ـــ اس کے کسی کارکن کو بغیر مقدمہ چلائے گولی مار دینا حکومت کا نصب العین ہے۔ اور دیکھو ڈی۔ پی براہ راست اس نظام سے ٹکرانا چاہتی ہے جس کی نمائندگی یہاں کی حکومت کر رہی ہے" ـــــ الشم نے جواب دیا۔

"عام پبلک کی کیا پوزیشن ہے ——— ؟ وہ کس حد تک ڈی۔ پی کے ساتھ ہمدردی رکھتی ہے" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"عوام کی اکثریت موجودہ نظام سے چھٹکارا چاہتی ہے ——— کیونکہ یہ جبر اور غلامی کا نظام ہے ——— لیکن وہ اس وقت تک کھل کر سامنے نہیں آسکتے جب تک ڈی۔ پی طاقت نہ پکڑے" ——— الشیلم نے جواب دیا۔

الشیلم کا جواب سنتے ہی عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہوگئے۔ عمران کے باقی ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"آپ نے کافی سوال پوچھ لئے ہیں ——— اگر آپ محسوس نہ کریں تو میں بھی دو تین سوالات پوچھ لوں" ——— ؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد الشیلم نے پوچھا۔

"کیا آپ کے سوالات نوکیلے ہیں" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"نوکیلے ——— کیا مطلب" ——— ؟ الشیلم نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب ہے کہ اگر یہ میرے جسم کو چبھیں گے تو ظاہر ہے کہ میں محسوس کرونگا ——— اب اتنا بھی بے حس نہیں ہوں میں" ——— عمران نے الفاظ "محسوس نہ کریں" پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— میرا مطلب یہ نہ تھا ——— بہرحال کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کا ڈی۔ پی سے کیسے رابطہ ہوا۔ جب کہ ڈی۔ پی انتہائی خفیہ تنظیم ہے" ——— الشیلم نے کہا۔

"مسٹر اینجلو میرے کلاس فیلو ——— بلکہ سیٹ فیلو رہے ہیں ——— ہم آکسفورڈ یونیورسٹی کے سب سے "نالائق" طالب علم تھے ——— اور آپ کو

نہ معلوم ہوگا کہ نالائقوں کے درمیان رابطہ مسلسل جاری رہتا ہے تاکہ ایک دوسرے کو اپنی اپنی "نالائقیوں" کی کہانیاں سنائی جا سکیں" ——— عمران نے سنجیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور الشیلم اس بار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اوہ! ——— میں سمجھ گیا ——— اب دوسرا سوال کہ آپ کا تعلق کس تنظیم سے ہے ——— ؟ اور آپ کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے" ——— ؟ الشیلم نے پوچھا۔

"دراصل میں نے ایک تنظیم بنائی ہوئی ہے جس کا نام خدائی فوجدار ہے ——— یعنی گاڈ فورس ——— اور جہاں بھی اللہ یعنی گاڈ کی سرزمین میں جبر کا دور دورہ ہوتا ہے وہاں خدائی فوجدار پہنچ جاتے ہیں" ——— عمران نے جواب دیا اور اس کی اس بات پر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔

"آخر آپ کا ذاتی مقصد بھی تو ہوگا ——— آپ خوامخواہ تو پرائی آگ میں کودنے سے رہے" ——— الشیلم نے پوچھا۔

"ہماری زبان میں خدائی فوجدار کہتے ہی اسے ہیں جو خوامخواہ پرائی آگ میں کود پڑتا ہو ——— اور اسے بدقسمتی کہیں ——— یا خوش قسمتی کہ ہم خدائی فوجدار ہیں" ——— عمران نے بات کو بڑے خوبصورت انداز میں ٹالتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں آخر کریں گے کیا" ——— ؟ الشیلم نے ایک اور سوال کیا۔

"میں نے تم سے تین سوال کئے تھے ——— اور تمہارے تین سوالوں کے جواب دے دیئے ہیں ——— اس لئے حساب برابر ——— چوتھے سوال والا

مسئلہ غلط ہے" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور الیشلم جواب میں ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے جناب! ___ یہ بھی آپ کی مہربانی ہے کہ آپ میرے تین سوالوں کے جواب دے دیتے ہیں ___ ورنہ آپ چاہیں تو انکار بھی کر سکتے تھے" ___ الیشلم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خدائی فوجدار انکار نہیں کر سکتے ___ اب دیکھو! ___ خدائی فوجدار کو تمہارے باس نے طلب کیا اور خدائی فوجدار پہنچ گئے" ___ عمران نے کہا۔

"اس کا تو یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر حکومت آپ کو بلاتی تو آپ ڈی۔پی کے خلاف اس کے ساتھ بھی کام کرنے سے انکار کرتے" ___ الیشلم نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حکومتیں خدائی فوجداروں کو نہیں بلاتیں مسٹر الیشلم ___ ویسے خدائی فوجداروں کے آنے کے بعد وہ حکومت کم اور رعایا زیادہ بن جاتی ہیں" ___ عمران نے کہا اور الیشلم اس بار کچھ کہنے کی بجائے کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔

ویگن خاصی تیز رفتاری سے مسلسل سفر کر رہی تھی اب ویگن میں خاموشی طاری ہو گئی تھی۔

اچانک ڈیش بورڈ سے ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجی اور الیشلم چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ___ ہیلو ___ ڈی۔پی۔ ون کالنگ ۔ اوور" ___ ڈیش بورڈ

جانب خفیہ ٹرانسمیٹر سے ایجلو کی آواز سنائی دی۔

"یس ___ اے۔ ایم سپیکنگ ۔ اوور" ___ الیشلم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا پوزیشن ہے ۔ اوور" ___ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"حالات درست ہیں ___ مال وصول کر لیا گیا ہے ___ اب اسے سٹور کرنے کے لئے لے جایا جا رہا ہے ۔ اوور" ___ الیشلم نے جواب دیا اور عمران اور اس کے ساتھی اپنے متعلق مال کا لفظ سن کر مسکرانے لگے۔

"اوکے! ___ اسے سٹور کر کے مجھے رپورٹ کرنا ___ اوور اینڈ آل" دوسری طرف سے کہا گیا اور الیشلم نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔

"کسی ہوادار سٹور میں رکھنا مال کو ___ کہیں گل سڑ نہ جائے" ___ عمران نے رابطہ ختم ہوتے ہی الیشلم سے مخاطب ہو کر کہا اور الیشلم قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"معذرت خواہ ہوں جناب! ___ حالات ایسے ہیں کہ ہمیں ہر طرف سے محتاط رہنا پڑتا ہے" ___ الیشلم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کی احتیاط کا پتہ تو اس وقت چلے گا جب ہم سٹور میں جائیں گے" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ___ کیا آپ کو شک ہے کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے؟" الیشلم عمران کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"حالات ایسے ہیں کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا ___ اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے اس وقت واقعی ہم مال بنے ہوئے ہیں۔ کہیں جا کر سٹور ہوں

گے تو پھر پر پُرزے نکالیں گے" ـــــ عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ـــ ہم ہر وقت محتاط رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج تک ریڈ آرمی ہمارا کھوج نہیں نکال سکی" ایشلم نے یقین دلاتے ہوئے کہا

اور پھر مزید پونے دو گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ ... چھوڑ کر سائیڈ روڈ پر مڑ گئے۔ یہ روڈ ایک خوبصورت لیکن چھوٹے ... کے اندر جا رہی تھی۔

"یہ کانسٹائن شہر ہے جناب" ـــــ ایشلم نے شہر میں داخل ہوتے ہی کہا اور عمران اور اس کے ساتھی سائیڈ کے شیشوں میں سے عمارتوں کو غور سے دیکھنے لگے۔

ویگن مختلف سڑکوں سے گھومتی ہوئی ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی۔ یہاں تمام عمارتیں ایک جیسے ڈیزائن کی بنی ہوئی تھیں البتہ سڑک کے دونوں اطراف کی عمارتیں ڈیزائن کے لحاظ سے مختلف تھیں۔ دائیں طرف والی عمارتیں ایک منزلہ تھیں جب کہ بائیں ہاتھ کی عمارتیں تمام دو منزلہ تھیں۔

ویگن ایک منزلہ عمارت کے گیٹ پر جا کر رک گئی اور ایشلم اترا اور اس نے آگے بڑھ کر پھاٹک کے ساتھ لگے ہوئے کال بیل کو مخصوص انداز میں دو تین بار دبایا اور پھاٹک کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی اندرونی طرف سے کسی نے آواز دی ... نے جواب میں کچھ کہا تو پھاٹک کھلتا چلا گیا اور ایشلم واپس آ کر ویگن اندر لیتا چلا گیا۔ اندر ایک برآمدہ تھا جس کے درمیان میں ایک دالان

اور اس کی سائیڈوں میں کمرے بنے ہوئے تھے۔

ویگن برآمدے کے قریب پہنچ کر رک گئی اور ایشلم نے نیچے اتر کر ویگن کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ اور پھر دروازے کے قریب بیٹھے ہوئے جولیا اور جوزف سب سے پہلے نیچے اترے اس کے بعد سیکرٹ سروس کے ممبران اور پھر جولیا کے بعد سب سے آخر میں عمران نیچے اتر آیا۔

نیچے اتر کر عمران نے سرسری انداز میں اردگرد کے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر اس کی نظریں سامنے والی عمارت کی دوسری منزل کی کھلی ہوئی کھڑکیوں پر پڑیں۔ وہاں اسے دو افراد بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اس کمرے کے اندر اندھیرا تھا اس لئے وہ افراد سرسری طور پر دیکھنے میں نظر نہ آتے تھے۔ لیکن عمران کی تیز نظروں نے ان کے ہیولے چیک کر لئے تھے۔

"آئیے جناب!" ـــ ایشلم نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران کندھے اچکاتا ہوا برآمدے کی طرف مڑ گیا۔ راہداری سے گذر کر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ ایشلم آگے آگے تھا اس نے شمالی سائیڈ میں لگا ہوا ایک دروازہ کھولا اور عمران کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ دوسری طرف ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے ڈرائینگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک صوفے پر ایک لمبا تڑنگا آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے سر کے بال کنپٹیوں سے سفید تھے جب کہ باقی سب کے بال گہرے کالے رنگ کے تھے۔ اس کی خوبصورت تراش کی مونچھیں اس کے چہرے پر خاصی خوبصورت لگ رہی تھیں۔ یہ اینجلو تھا ڈی۔ پی کا سربراہ۔

عمران اور اینجلو واقعی آکسفورڈ میں کلاس فیلو رہے تھے۔

"خوش آمدید ۔۔۔ خوش آمدید" ۔۔۔ اینجلو نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی اٹھ کر کہا۔ اور آگے بڑھ کر عمران سے بغل گیر ہو گیا۔ اس کے انداز میں بے پناہ جوش و خروش موجود تھا۔

"ارے ارے کیا کھاتے رہتے ہو ۔۔۔ میری پسلیاں ارے" عمران نے بھینچے بھینچے لہجے میں کہا اور اینجلو نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔

"تمہارے متعلق مجھے رپورٹیں ملتی رہتی ہیں کہ تم وہی شیطان ہو جو آکسفورڈ کے دور میں تھے" ۔۔۔ اینجلو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور شاید تمہارے گریڈ میں ترقی ہو چکی ہے" ۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور اینجلو کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"میرے خیال میں باقی ساتھیوں سے تعارف ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔۔۔ میرا نام اینجلو ہے اور خوش قسمتی سے میں عمران کا کلاس فیلو رہا ہوں" ۔۔۔ اینجلو نے مسکرا کر دوسروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ مس ہنانو ہیں ۔۔۔ یہ دل کا حال پڑھنے کی ماہر ہیں اس لئے اپنے دل کا حال احوال ذرا درست رکھنا" ۔۔۔ عمران نے جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور اینجلو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اوہ! ۔۔۔ مس ہنانو ۔۔۔ بڑا خوبصورت نام ہے" ۔۔۔ اینجلو نے جولیا کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ مگر جولیا نے اس کی طرف ہاتھ بڑھانے کی بجائے ذرا سا سر کو جھکا کر سلام کر دیا اور

[جولیا] نے شرمندہ ہو کر ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"ارے میں سمجھا کہ آپ کا تعلق مغرب سے ہے لیکن ۔۔۔" اینجلو نے شرمندگی مٹانے کے لئے کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"تعلق تو ان کا مغرب سے ہی ہے ۔۔۔ لیکن یہ اگر اسی طرح ہاتھ دوسروں کے ہاتھ میں دیتی رہتی تو اب تک جس کی بجائے کسی کی مسز بن چکی ہوتیں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اینجلو کے زوردار قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"یہ مسٹر سوپ ہیں ۔۔۔ ویسے عرف عام میں انہیں جانو کہا جاتا ہے" عمران نے صفدر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ غلط کہہ رہے ہیں ۔۔۔ میرا نام صفدر سعید ہے ۔۔۔ اور یہ مس ہنانو نہیں ۔۔۔ بلکہ مس جولیانا فٹز واٹر ہیں" ۔۔۔ صفدر نے اپنا اور جولیا کا اصل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اچھا! ۔۔۔ تو یہاں آتے ہی تم لوگوں نے نام بدل لئے ہیں۔

بہت اچھا ہے ۔۔۔ جیسا کام ویسا نام" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم مجھ سے نام بھی چھپا رہے تھے ۔۔۔ پھر ہم مل کر کیسے کام کریں گے" ۔۔۔ اینجلو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر صفدر نے اس بار ان سب کا اصل ناموں کے ساتھ تعارف کرا دیا۔

"ایک بات بتاؤ مسٹر اینجل ڈیول! ۔۔۔ کہ یہ جگہ کتنی محفوظ ہے؟" عمران نے تعارف ختم ہوتے ہی اینجلو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ کیوں! ۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو" ۔۔۔ اینجلو عمران کی

بات سن کر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار ابھر آئے تھے۔
"تم بتاؤ تو سہی ۔۔۔ پھر بتاتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔
"یہ بالکل نامعلوم سی جگہ ہے ۔۔۔ کسی کے علم میں نہیں ہے
ویسے میرے چار مسلح آدمی چھت پر موجود اور ایک کمرے میں موجود ہیں
کسی قسم کے خطرے سے نمٹنے کے لئے ۔۔۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے
ہو ۔۔۔ کیا یہاں آکر تم نے کچھ محسوس کیا ہے" ۔۔۔ اینجلو کے لہجے
میں گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔
"سامنے والی عمارت کی دوسری منزل کے کمرے میں مجھے اندھیرے
میں دو انسانی ہیولے نظر آتے ہیں ۔۔۔ ان کا انداز ایسا ہے جیسے
وہ اس عمارت کی نگرانی کر رہے ہوں" ۔۔۔ عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ ایسا ہونا ناممکن ہے" ۔۔۔
اینجلو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے درمیان میں رکھی ہوئی
میز پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔ کیونکہ انشلم عمران اور اس کے ساتھیوں
کو یہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔
"یس سر" ۔۔۔ انٹرکام اٹھاتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری
آواز سنائی دی۔
"کارگل پوائنٹ کی حفاظت کا کیا انتظام ہے ۔۔۔ عمارت کی نگرانی
تو نہیں ہو رہی" ۔۔۔ اینجلو نے سخت لہجے میں کہا۔
"سر! ۔۔۔ ہمارے چار مسلح ساتھی اوپر چھت پر موجود ہیں ۔۔۔ اور
نگرانی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ۔۔۔ کارگل نے جواب دیا۔

"اس پوائنٹ کے سامنے والی عمارت کی دوسری منزل پر کچھ افراد
دیکھے گئے ہیں ۔۔۔ انہیں چیک کراؤ" ۔۔۔ اینجلو نے کہا۔
"بہتر جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے کارگل نے جواب دیا اور
اینجلو نے رسیور رکھ دیا۔
"تم فکر نہ کرو ۔۔۔ کارگل بے حد ہوشیار آدمی ہے" ۔۔۔ اینجلو نے
کہا۔ لیکن دوسرے لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔
"یہ کون آگیا ہے ۔۔۔ اوہ اچھا ۔۔۔ انشلم ڈیگن چھوڑ کر واپس
آیا ہوگا" ۔۔۔ اینجلو نے اپنے سوال کا خود ہی جواب دیا۔
"لیکن پہلے تو انشلم نے تین بار مخصوص انداز میں کال بیل بجائی
تھی ۔۔۔ مگر اب صرف ایک بار بیل بجی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔
"ارے ہاں! ۔۔۔ اس بات پر تو میں نے غور ہی نہیں کیا" ۔۔۔
اینجلو نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے چہرے پر ایسے تاثرات
ابھر آئے جیسے اسے اینجلو سے شدید مایوسی ہو رہی ہو۔
"کیا یہ تمہارا ہیڈ کوارٹر ہے ۔۔۔ کیا ہم یہاں اطمینان سے آئندہ
پروگرام کا لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے
ہوئے اینجلو سے مخاطب ہو کر کہا۔
لیکن اس سے پہلے کہ اینجلو اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک
انہیں اپنے کانوں کے پاس ہی خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی
دیں۔ انہیں ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے انتہائی خوفناک
زلزلہ آگیا ہو۔ اور پھر مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے فضا گونج اٹھی۔
سامنے کے رخ کے ساتھ ساتھ پچھلی طرف سے بھی گولیوں کی آوازیں

سنائی دے رہی تھیں۔

"اوہ — یہ کیا ہوگیا" — اینجلو تیزی سے راہداری کے دروازے کی طرف بھاگا۔ لیکن عمران نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے روک لیا۔

"ادھر جانا موت کے منہ میں جانا ہے — کوئی اور راستہ نکالو" — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ — آؤ میرے ساتھ" — اینجلو نے پریشان لہجے میں کہا اور وہ ایک دوسرے دروازے سے ہو کر ایک اور کمرے میں آ گیا جس میں سامنے کے رخ پر کھڑکیاں تھیں۔ اب فائرنگ کی آوازیں نزدیک آ رہی تھیں۔

اینجلو نے جلدی سے ایک الماری کھولی تو اس قد آدم الماری میں ایک مشین گن رکھی ہوئی عمران کو نظر آ گئی جس کے ساتھ گولیوں کا بیلٹ بھی موجود تھا۔ اینجلو تو الماری میں جھک کر کوئی چیز تلاش کر رہا تھا لیکن عمران نے جھپٹ کر وہ مشین گن اٹھائی اور پھر تیزی سے وہ ایک کھڑکی کی طرف لپکا۔ اس نے کھڑکی کا پٹ ذرا سا کھولا تو اس نے دو افراد کو جنہوں نے سرخ رنگ کے اوور کوٹ پہنے ہوئے تھے اچھل کر ٹوٹے پھوٹے برآمدے میں آتے ہوئے دیکھا۔ جب کہ چھت پر سے بھی ان پر گولیاں برس رہی تھیں۔

عمران نے مشین گن کی نال سیدھی کی اور دوسرے لمحے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی برآمدے میں پہنچنے والے دونوں افراد لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے وہیں برآمدے میں ہی ڈھیر ہو گئے۔

"آؤ آؤ — بھاگ کر آؤ" — اسی لمحے اینجلو نے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو جہاں چند لمحے پہلے الماری تھی وہاں اب ایک خلا نظر آ رہا تھا۔

"یہاں سے سیڑھیاں ایک خفیہ سرنگ میں جاتی ہیں جہاں سے ہم آسانی سے نکل سکتے ہیں" — اینجلو نے چیخ کر کہا۔ اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور دوسرے لمحے اینجلو کے ساتھ دوڑتے ہوئے اس خلا کو پار کر گئے۔ آخر میں عمران نے اسے پار کیا۔

سیڑھیاں نیچے اتر کر واقعی ایک سرنگ میں جا کر ختم ہو رہی تھیں وہ سب اینجلو کی رہنمائی میں دوڑتے ہوئے سرنگ کے اختتام پر پہنچے تو وہاں بھی سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں۔ وہ سب سیڑھیاں چڑھ کر ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ بالکل اسی قسم کا کمرہ تھا جیسے کمرے میں وہ پہلے موجود تھے۔ لیکن یہاں فضا خاموش تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ پہلے جیسا دوسرا مکان تھا۔

"آؤ۔ آؤ" — اینجلو نے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ اس کمرے سے نکل کر برآمدے میں پہنچے اور پھر چھوٹا سا لان پار کر کے وہ اس مکان کے پھاٹک تک پہنچ گئے۔ انہیں تھوڑی دور ہی خوفناک دھماکوں اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ کی مسلسل آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"یہ علاقہ تو یقیناً ان لوگوں نے گھیر رکھا ہوگا" — عمران نے پھاٹک کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ---- یہ مکان دوسری طرف ہے ---- بالکل مخالف سمت میں" ---- اینجلو نے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھولتے ہوئے کہا اور پھر سب سے پہلے وہ باہر نکلا اور اس کے بعد ایک ایک کر کے سارے باہر آ گئے۔

یہ واقعی کوئی اور سڑک تھی۔ لیکن اس وقت یہاں ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ اکا دکا آدمی جو آدمی نظر آ رہا تھا وہ بھی اپنے مکانوں میں غائب ہوتا جا رہا تھا۔

اینجلو سائیڈ میں چلتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا۔ وہ سب اس کے پیچھے تھے۔ لیکن عمران کی تیز نظریں اردگرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اینجلو ایک اور سڑک پر مڑا اور پھر سامنے موجود ایک چھوٹے سے ہوٹل کے برآمدے میں داخل ہو گیا۔ وہ اس کے مین گیٹ کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ میں سے ہوتا ہوا اس کی پشت پر آیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا دروازہ موجود تھا۔ اینجلو نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک بھاری مونچھوں والا مشین گن بردار کھڑا تھا۔

"اوہ باس آپ! ---- مونچھوں والے نے اینجلو کو دیکھتے ہی بری طرح چونک کر کہا۔

"ٹونی موجود ہے ---- ؟" اینجلو نے پوچھا۔

"یس باس! ---- آیئے" ---- مونچھوں والے نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔

یہ ایک طویل راہداری تھی جس کا اختتام ایک بڑے سے ہال نما

کمرے میں ہوا۔ جس میں لمبی لمبی میزیں موجود تھیں۔ فرنیچر کا انداز بتا رہا تھا کہ یہ گیم ہال ہے۔ یہاں جوا کھیلا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت یہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ ایک کونے میں ایک کمرہ شیشوں کا بنا ہوا تھا جس کے شیشوں سے پردے لہراتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ مونچھوں والا ہال میں داخل ہوتے ہی تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے میں گھس گیا۔ اور دوسرے لمحے اس کمرے سے ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ اس کا سر گنجا تھا اور ناک طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی تھی۔

"اوہ باس آپ ---- اور یہاں" ---- گنجے نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"ٹونی! ---- ٹرانسپورٹ کا بندوبست کرو ---- پوائنٹ نمبر بارہ پر حملہ ہو گیا ہے ---- ہم بڑی مشکل سے وہاں سے نکل سکے ہیں" ---- اینجلو نے تحکمانہ لہجے میں گنجے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ---- آیئے باس" ---- ٹونی نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا اور تیزی سے سائیڈ کی دیوار میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ دروازہ ایک برآمدے میں کھلتا تھا۔ برآمدے سے باہر ایک بڑی سی ویگن موجود تھی جس پر آسٹر ہوٹل کا نام لکھا ہوا تھا۔

"آؤ عمران! ---- جلدی کرو ---- اب ہم محفوظ طریقے سے نکل سکتے ہیں" ---- اینجلو نے جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے اشارے پر سب اس ویگن میں سوار ہو گئے۔ عمران، اینجلو کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور اینجلو نے ویگن کو موڑ کر

اس کا رخ سامنے نظر آنے والے پھاٹک کی طرف کر دیا۔ مونچھوں والا
اس دوران پھاٹک تک پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی ویگن اس کے
قریب پہنچی، مونچھوں والے نے پھاٹک کھول دیا۔ اور انجلو ویگن اندر
لے گیا۔ اب وہ ایک چوڑی سڑک پر تھے۔ انجلو نے سٹیرنگ کاٹا اور
ویگن خاصی تیز رفتاری سے دائیں طرف بھاگتی چلی گئی۔

"یہ سرخ اوور کوٹ والے کیا ریڈ آرمی کے آدمی تھے" —— عمران
نے انجلو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سرخ کوٹ والے —— اوہ! یہ تو ریڈ آرمی کے ایکشن شعبے
افراد کا لباس ہے —— اور اس کا مطلب ہے کہ بڑے منظم طریقے
حملہ ہوا ہے" —— انجلو نے پریشان لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ جگہ نامعلوم اور محفوظ ہے ——
یہ حملہ کیسے ہوا —— اس حملے سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں صرف
ہماری آمد کا انتظار تھا" —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میری سمجھ میں خود یہ بات نہیں آ رہی کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا ——
آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا —— یہ تو باقاعدہ مخبری معلوم ہوتی ہے
لیکن میرا کوئی آدمی کبھی بھی مخبری نہیں کر سکتا۔ یہ بات طے شدہ ہے
ورنہ ہماری پارٹی نہ جانے کب کی ختم ہو چکی ہوتی" —— انجلو نے
بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ تم میں سے کسی نے مخبری کی ہے"
عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسا سوچنا ہی حماقت ہے عمران —— لیکن پھر یہ سب

کیسے ہوا" —— انجلو نے فوراً ہی جواب دیا۔

"مجھے یہاں کے حالات تمہارے بتائے ہوئے حالات سے یکسر
مختلف نظر آتے ہیں۔ اس لئے مجھے نئے سرے سے اپنی منصوبہ بندی
کرنا ہوگی —— بہرحال اب تم ہمیں کہاں لئے جا رہے ہو" —— عمران
نے پوچھا۔ اس کا لہجہ توقع سے کچھ زیادہ ہی خشک تھا۔

"ایک ایسی جگہ جس کا پتہ سوائے میرے اور کسی کو نہیں —— وہاں
یہاں تم لوگ ہر لحاظ سے محفوظ ہو گئے" —— انجلو نے جواب دیا۔

"وہاں میک اپ کا سامان اور اسلحہ وغیرہ مل جائے گا کیونکہ ہمارا
سامان تو ایئرپورٹ پر ہی رہ گیا ہے" —— عمران نے کہا۔

"سب کچھ مل جائے گا —— اور اپنے سامان کی بھی فکر نہ کرو ——
انٹیلم بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ اس نے ضرور کوئی اچھا سا بندوبست
کیا ہوگا" —— انجلو نے جواب دیا اور عمران خاموش ہو گیا۔ ویگن
تیزی سے سڑک پر آگے بڑھی جا رہی تھی۔

مشن ساگر

کمرے میں گہری خاموشی طاری تھی۔ بڑی سی میز کے پیچھے ریڈ چیف خاموش بیٹھا دانتوں سے اپنے ہونٹ چبا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سرخی چھائی ہوئی تھی۔ میز کے سامنے ایک لمبا تڑنگا لیکن ٹھوس جسم کا مالک ہیرو ٹائپ نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ مہرہ اور انداز ایسا تھا جیسے جیمز بانڈ ٹائپ فلموں کا ہیرو ہو۔ فراخ پیشانی پر سنہرے رنگ کے گھنگھریالے بالوں کی ایک لٹ جھول رہی تھی۔ چوڑے کاندھے قدرے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ اپنے سامنے ایک فائل رکھے اُسے خاص فلمی انداز میں پڑھ رہا تھا۔ چہرے پر سخت گیری اور سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تو باس! — آپ کو اطلاع مل گئی کہ یہ لوگ یہاں ڈی۔ پی کی مدد کرنے آ رہے ہیں — تاکہ یہاں کا نظامِ حکومت بدل سکیں —" ہیرو ٹائپ نوجوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل سے نظریں

ہٹا کر سامنے بیٹھے ہوئے ریڈ چیف سے مخاطب ہو کر کہا۔ ریڈ چیف اس وقت بغیر نقاب کے تھا۔

"ہاں مارشل! — مجھے مخبری ہو گئی تھی — لیکن چونکہ مخبر کو خود اس ایئرپورٹ کا پتہ نہ تھا جہاں اس چارٹرڈ طیارے نے اترنا تھا اور نہ اتنا وقت تھا کہ میں تمام چارٹرڈ طیارے والی کمپنیاں چیک کر سکتا۔ اس لئے میں نے اینجلو کے نام سے فائدہ اٹھایا — میرے پاس یہ اطلاعات پہلے سے موجود تھیں کہ اینجلو کے خاص آدمی ایشلم نے کانسٹائن کے رہائشی علاقے گرین پارک میں ایک رہائش گاہ لے رکھی ہے۔ اور میں ایشلم کی نگرانی کرا رہا تھا — چنانچہ میں نے ایشلم کا فون ٹیپ کرایا تو مجھے یہ اطلاع مل گئی کہ کچھ افراد اس رہائش گاہ پر پہنچنے والے ہیں — چنانچہ میں نے خصوصی نگرانی کا حکم دے دیا اور جب وہ لوگ توقع کے مطابق وہاں پہنچ گئے تو میں نے ایکشن شعبے کے افراد کو ان کے خاتمے کے لئے وہاں بھیج دیا — لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس نے مجھے بوکھلا دیا ہے — اسی لئے میں نے تمہیں بلایا ہے کہ یہ لوگ عام ایجنٹوں کے بس کا روگ نہیں معلوم ہوتے — انہیں مارشل ہی کور کر سکتا ہے" — ریڈ چیف نے کہا۔

"اوہ! — آپ کی مہربانی ہے چیف! — کہ آپ مارشل پر اس قدر اعتماد کرتے ہیں — آپ بے فکر رہیں یہ لوگ مارشل سے بچ کر نہیں جا سکتے" — نوجوان نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال ابھی مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق ایکشن شعبے

کے آٹھ افراد گولیوں کا نشانہ بن گئے ہیں ____ نگرانی کرنے والے
شعبے نے جب انہیں ہلاک ہوتے دیکھا تو انہوں نے حملہ کر دیا۔
حملے میں انیجلو کے چھ افراد ہلاک ہو گئے ____ لیکن رہائش
خالی ملی ____ وہاں ایک خفیہ راستے کا علم ہوا جو دور مخالف سمت
ایک خالی رہائش میں جا نکلتا تھا ____ مطلب یہ کہ وہ لوگ فرار ہو گئے
اور اب معلوم نہیں کہاں ہوں گے" ____ ریڈ چیف نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"لیکن وہ آپ کا مخبر کہاں ہے ____؟ اس نے کوئی اطلاع
دی" ____؟ مارشل نے پوچھا۔

"اس کی اطلاع کا میں ابھی تک انتظار کر رہا ہوں ____ لیکن اس
کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی ____ ویسے یہ بھی بتا دوں کہ یہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی رکن ہے" ____ ریڈ چیف نے کہا اور مارشل
جیسے کرسی سے اچھل پڑا۔

"کیا مطلب ____؟ کیا ان کا اپنا آدمی غداری کر رہا ہے" ____
مارشل کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"ہاں! ____ اور یہ ایک اتفاق ہے کہ ہمیں اس آدمی کی خدمات حاصل
ہو گئیں ____ قصہ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کا انچارج ایک
غیر متعلق شخص علی عمران کو بنا دیا گیا ہے ____ سیکرٹ سروس کے ممبر
نے شاید اسے اپنی توہین سمجھا کہ ایک غیر متعلق آدمی جس کا نام علی عمران
ہے جو بظاہر ایک احمق سا آدمی نظر آتا ہے ان کا لیڈر ہے ____ لیکن
وہ کھل کر سامنے اس کی لیڈر شپ سے انکار نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ

انہوں نے علیحدہ رہ کر کام کرنے کا پروگرام بنایا ____ اور اس سلسلے میں
انہوں نے یہاں کے ایک ایسے آدمی سے رابطہ قائم کیا جو جرائم کی دنیا
کا شہنشاہ ہے ____ لیکن درپردہ وہ ریڈ آرمی کا خاص آدمی ہے
چنانچہ اس کے ذریعے سے مجھے اطلاع مل گئی" ____ ریڈ چیف نے
تمام تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ____ یہ تو بہت اچھا ہوا ____ اس طرح تو ان کے پکڑے جانے
کے سو فیصد چانس ہیں" ____ مارشل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ____ چانس تو ہیں ____ لیکن اب صورت حال قدرے پیچیدہ
ہو گئی ہے ____ دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ مخبر
اس حملے کے بعد چوکنا ہو جائے اور آئندہ کے لئے مخبری بند کر دے
یا پھر وہ کچھ دیر بعد اطلاع دے ____ کیونکہ جب تک وہ خود سیٹ نہ
ہو۔ وہ ہمارے آدمی سے رابطہ قائم نہیں کر سکتا" ____ ریڈ چیف
نے جواب دیا۔

"اس آدمی کا نام کیا ہے جس سے انہوں نے رابطہ قائم کیا ہے" ____؟
مارشل نے پوچھا۔

"الفانن کلب کا مالک الفانن" ____ ریڈ چیف نے جواب دیا۔

"اوہ! ____ الفانن کو تو میں اچھی طرح جانتا ہوں ____ وہ تو بہت اچھا
آدمی ہے" ____ مارشل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تو اور بھی اچھا ہوا ____ اب میری ہدایات کو غور سے سن لو۔
پہلے میں تمہارے حوالے کر رہا ہوں ____ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی
کی شہرت پوری دنیا میں ہیں ____ یہ لوگ انتہائی ہوشیار، چالاک اور

زمین میں ـــــ بڑی بڑی تنظیمیں ان کے مقابلے میں ناکام ہو چکی ہیں اس لئے تم نے انتہائی احتیاط سے سب کام کرنا ہے ـــــ مجھے ان سب کی لاشیں چاہئیں ـــــ اور تم نے انہیں لاشوں میں کیسے بدلنا ہے، یہ سوچنا تمہارا کام ہے۔ تم ہر وہ حربہ استعمال کرنے کے لئے آزاد ہو جو تمہاری سمجھ میں آئے ـــــ پوری ریڈ آرمی کو میں ریڈ سگنل دے دوں گا ـــــ سب تمہارے ساتھ مکمل تعاون کریں گے ـــــ الفانس کو بھی میں ہدایات دے دوں گا۔ وہ بھی تمہارے ساتھ پورا تعاون کرے گا ـــــ لیکن یہ کام جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہو جانا چاہئے" ـــــ ریڈ چیف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ـــــ مارشل کا اپنا گروپ ہی ان لوگوں کے لئے کافی ہے ـــــ البتہ الفانس کو آپ ضرور ہدایات بھیج دیں۔ میں اس سے خود ہی رابطہ قائم کر لوں گا" ـــــ مارشل نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے باس ـــــ اب تم جا سکتے ہو ـــــ مجھے روزانہ کارکردگی کی رپورٹ ملتی رہنا چاہئے" ـــــ ریڈ چیف نے کہا اور مارشل ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فوجی انداز میں ایک قدم پیچھے ہٹ کر ریڈ چیف کو سلیوٹ کیا اور پھر فائل اٹھاتے وہ تیزی سے مڑا۔ اور انتہائی مستعدی سے قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی بند دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور پھر وہ دروازہ کراس کر کے ایک طویل راہداری سے ہوتا ہوا ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا۔ اس کمرے میں اس کے پہنچتے ہی کمرہ خود بخود کسی لفٹ کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا

یہ سارا کام خود بخود ہو رہا تھا۔ مارشل کو علم تھا کہ ریڈ چیف خود اسے کنٹرول کر رہا ہے۔ کیونکہ پورے کاسٹریا میں مارشل واحد آدمی تھا جس کے سامنے ریڈ چیف بغیر نقاب کے آتا تھا۔ اور صرف وہی واحد آدمی تھا جو ریڈ چیف کے ذاتی دفتر میں داخل ہو سکتا تھا۔

مارشل ریڈ آرمی کا سپر ایجنٹ تھا۔ اس کا گروپ آج تک کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مارشل بذات خود بہترین لیڈ ایجنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے ساتھ دس افراد کا گروپ رکھا ہوا تھا وہ سب اپنی اپنی جگہ ہر فن مولا قسم کے افراد تھے۔ انتہائی بے جگر ـــــ لڑاکے ـــــ سچے نشانہ باز ـــــ انتہائی پھرتیلے ـــــ ذہین اور کسی نہ کسی فن کے خصوصی ماہر تھے۔ اور مارشل اکثر فخر سے کہا کرتا تھا کہ اس کے گروپ کا ایک آدمی دوسرے ملک کی پوری سیکرٹ سروس پر بھاری ہے۔

آج بھی جب ریڈ چیف نے مارشل کو اپنے ذاتی دفتر میں طلب کیا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی خصوصی نوعیت کا مشن اسے سونپا جانے والا ہے۔ لیکن اب واپس جاتے ہوئے وہ اور زیادہ مطمئن تھا کیونکہ جو مشن اسے سونپا گیا تھا وہ اس کی نگاہ میں اب تک کے تمام مشنوں سے انتہائی آسان اور سادہ تھا۔ آٹھ دس اجنبی افراد کو کاسٹریا میں ڈھونڈ نکالنا اور پھر ان کو قتل کر دینا۔ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا جو اس کو پریشان کر سکتا۔ اور پھر جب ان میں سے ایک آدمی اپنے ہی گروپ کے خلاف غداری بھی کر رہا ہو۔ چاہے یہ غداری لاعلمی کی بنا پر ہو رہی ہو یا کسی اور وجہ سے ـــــ بہرحال اس سے مارشل کا کام اور بھی

زیادہ آسان ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ یہاں سے
نکل کر سیدھا الفانن کلب جائے گا اور الفانن سے ملے گا۔ اگر اس کے
پاس کوئی مزید اطلاع ہوئی تو اس کے مطابق اپنا آئندہ لائحہ عمل ترتیب
دے گا۔ ورنہ وہ خود انہیں ڈھونڈنے کی کوشش شروع کر دے گا۔

لفٹ کے رکتے ہی دروازہ کھلا اور مارشل ایک تپلی سی راہداری
سے ہوتا ہوا برآمدے میں پہنچا۔ جس کے سامنے ایک کھلے پورچ میں
اس کی سپورٹس کار موجود تھی۔

سپورٹس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار کو موڑا
اور اسے سامنے لان کے آخری کونے میں موجود پھاٹک کی طرف
دوڑا دیا۔

جیسے ہی اس کی کار پھاٹک کے قریب پہنچی، پھاٹک خود بخود کھل
گیا۔ اور کار باہر سڑک پر آگئی۔ مارشل نے کار کا رخ دائیں طرف
موڑا اور پھر اسے پوری رفتار سے بھگاتا چلا گیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ جلد ہی الفانن کلب کی
شاندار عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ یہ عمارت دو منزلہ تھی اور
کلب ہر قسم کی گیمز کے لئے مشہور تھا۔ اس کا مالک الفانن کاسٹریا کی
زیر زمین دنیا کا شہنشاہ کہلاتا تھا کیونکہ اس کا وسیع و عریض گینگ
پورے کاسٹریا کے جرائم پر چھایا ہوا تھا۔ الفانن کا ذاتی اثر و رسوخ
بے پناہ تھا اور کاسٹریا کے اعلیٰ ترین حلقوں میں اس کا مکمل عمل دخل تھا۔

مارشل نے کار ایک طرف پارک کی۔ اور پھر نیچے اتر کر چابی
انگلی میں گھماتا ہوا کلب میں داخل ہو گیا۔ اس نے کاؤنٹر پر کسی

بات کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ بلکہ وہ سیدھا ہال کراس کر کے دائیں
سائیڈ پر بنی ہوئی ایک تپلی سی گلی سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس گلی
کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں جو الفانن کے دفتر تک جاتی تھیں
سیڑھیوں کے پاس دو مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے مارشل کو دیکھتے ہی
مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔ وہ مارشل اور الفانن کے گہرے تعلقات
سے اچھی طرح واقف تھے۔

"تمہارا باس موجود ہے" ۔۔۔ مارشل نے ایک آدمی سے مخاطب
ہو کر پوچھا۔

"یس سر! ۔۔۔ باس موجود ہیں۔ لیکن ۔۔۔۔" ان میں سے ایک
نے جواب دیا۔ اس کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

"لیکن اس کے پاس کوئی لڑکی بھی موجود ہو گی" ۔۔۔ مارشل نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ جانتے تو ہیں سر" ۔۔۔ اس آدمی نے ہنستے ہوئے کہا اور
مارشل کندھے اچکاتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو اندر سے بند تھا مارشل
نے ہاتھ اٹھا کر زور زور سے دستک دی۔

"کون ہے" ۔۔۔ اندر سے ایک دھاڑ سی سنائی دی۔

"تمہارا باپ مارشل" ۔۔۔ مارشل نے اونچی آواز میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"اس باپ کو یہی وقت ملا ہے آنے کے لئے" ۔۔۔ اندر سے
الفانن کی آواز سنائی دی۔ اس کے کچھ لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازہ

کھولنے والی ایک نوجوان لڑکی تھی جس کے بال پریشان تھے وہ دروازہ کھولتے ہی اس کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی سیڑھیاں اترتی چلی گئی اور مارشل مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے اونچی نشست والی ریوالونگ کرسی پر دیو قامت الفائق بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔ اُسے شاید مارشل کا اس وقت آنا سخت ناگوار گذرا۔

"تمہاری عیاشی کا کوئی وقت بھی مقرر ہے ——— جب بھی آؤ اسی قسم کے تماشے میں مصروف نظر آتے ہو"——— مارشل نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اب اس میں میرا کیا قصور ہے ——— تم آتے ہی اس وقت ہو" الفائق نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور مارشل ہنس پڑا۔

"اچھا اب سرزمین کی گولیاں منہ سے نکال پھینکو ——— ورنہ میں یہاں پہرہ بٹھا دوں گا کہ آج کے بعد کوئی لڑکی سیڑھیاں ہی نہ چڑھنے پائے" مارشل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کاش! ——— تم میرے دوست نہ ہوتے ——— پھر پوچھتا کہ تم کیسے پابندی لگاتے ہو ——— بہرحال بتاؤ، کیسے آنا ہوا ———؟" الفائق نے موڈ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی بیزاری کی تہہ یکلخت غائب ہو گئی تھی۔ اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔

"بس زندگی میں تم نے یہی واحد غلطی کی ہے کہ مجھے دوست بنا لیا ہے ——— ورنہ یقین رکھو تمہاری زندگی بہت ہی سکھی گذرتی" مارشل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بات تمہاری درست ہے ——— مگر میں نے جو پوچھا تھا اس کا جواب نہیں دیا تم نے" ——— الفائق نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھو! ——— اب تمہیں کوئی جلدی نہیں ہونی چاہیئے ——— اب جانے والی تو جا چکی ہے ——— اب اطمینان سے بیٹھو۔ میرے لئے کچھ پینے کے لئے منگواؤ" ——— مارشل نے کہا اور الفائق نے سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پرانی وہسکی کی بوتل دفتر میں لے آنے کا حکم دے کر رسیور رکھ دیا۔

"سنو الفائق! ——— میرا یہاں آنے کا ایک خاص مقصد ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی رکن نے تم سے اپنی مدد کے لئے رابطہ قائم کیا ہے" ——— مارشل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس! ——— کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں" ——— الفائق نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم نے ریڈ چیف سے کوئی بات کی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس ملک میں آ رہی ہے" ——— مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ——— ہرگز نہیں ——— میرا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ———؟ میں ——— اس ملک کا نام ہی پہلی بار تمہارے منہ سے سن رہا ہوں" ——— الفائق نے جواب دیا اور مارشل حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"کیا تم سنجیدہ ہو ——— یا یہ کوئی مذاق ہے" ———؟ مارشل کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مذاق !۔۔۔ کیسا مذاق ۔۔۔؟ میں ریڈ چیف کے معاملے میں مذاق کیسے کر سکتا ہوں" ۔۔۔ الفانسو نے جواب دیا۔

اسی لمحے بغلی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان شراب کی دو بوتلیں ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے دونوں بوتلیں الفانسو کے سامنے رکھ دیں اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جب وہ دروازے میں غائب ہو گیا تو الفانسو نے مارشل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو ۔۔۔ کھل کر بات کرو" ۔۔۔ الفانسو کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"دیکھو الفانسو !۔۔۔ تمہاری ان باتوں نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ آج ریڈ چیف نے مجھے بلا کر میرے ذمے ایک خصوصی کیس لگایا ہے چونکہ تم سے میری کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے ۔۔۔ اس لئے میں یہ بتا دوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔۔۔" مارشل نے کہنا شروع کیا۔

"یہ پاکیشیا ہے کہاں ۔۔۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ ۔۔۔؟" الفانسو نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ایشیا کا ایک پسماندہ ملک ہے ۔۔۔ ایکریمیا کا خاص حلیف ہے ۔۔۔ اس کا لیڈر ایک مسخرہ سا نوجوان علی عمران ہے جس کا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں ۔۔۔ اس پر پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں نے علیحدہ رہ کر کام کرنے کا پروگرام بنایا اور اس کا کوئی آدمی تمہارا دوست ہے ۔۔۔ اس نے تم سے امداد کی درخواست کی ۔۔۔ تم نے یہ ساری باتیں ریڈ چیف کو بتا دیں ۔۔۔ ریڈ چیف نے ان معلومات کی بنا پر چھاپہ مارا۔ لیکن اس کا چھاپہ ناکام ہو گیا۔ اس کے

آدمی مارے گئے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس والے نکل گئے ۔۔۔ اس پر ریڈ چیف نے مجھے بلا کر یہ کیس مجھے سونپ دیا اور ساتھ ہی تمہارے متعلق بتایا۔ چنانچہ میں تمہارے پاس آ گیا ۔۔۔ اور اب تم کہہ رہے ہو کہ تم کچھ جانتے ہی نہیں ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ۔۔۔ مارشل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ۔۔۔ میں درست کہہ رہا ہوں ۔۔۔ مجھے تو ان باتوں میں سے ایک بات کا بھی علم نہیں" ۔۔۔ الفانسو نے کہا۔

"تو پھر تمہاری جگہ کس نے ریڈ چیف کو اطلاع دی ہے ۔۔۔؟ کیا کوئی اور الفانسو پیدا ہو گیا ہے ۔۔۔؟" مارشل نے کہا۔

"آج تک کسی ماں نے دوسرا الفانسو جننے کی جرأت نہیں کی۔ اس سارے معاملے میں ضرور کوئی غلط فہمی موجود ہے" ۔۔۔ الفانسو نے کہا۔

مارشل چند لمحے خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔۔۔ مارشل کالنگ نمبر ون ۔ اوور" ۔۔۔ مارشل نے ونڈ بٹن کھینچ کر آہستہ سے کہا۔

"یس ۔ نمبر ون سپیکنگ ۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"نمبر ون !۔۔۔ ریڈ چیف کو کال کر کے میرا پیغام دے دو کہ وہ مجھ سے الفانسو کلب کے دفتر میں رابطہ قائم کرے ۔۔۔ ایک ضروری بات کرنی ہے۔ اوور" ۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"بہتر سر۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل نے

اوور اینڈ آل کہہ کر ونڈ بٹن دبا دیا۔

الفانسے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر شراب کی بوتلیں ویسے ہی پڑی ہوئی تھیں۔ ذہنی الجھنوں کی وجہ سے کسی نے اُسے ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔

تھوڑی دیر بعد میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اُٹھی اور مارشل نے جھپٹ کر رسیور اُٹھا لیا۔

"یس۔۔۔ مارشل سپیکنگ"۔۔۔ مارشل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"الفانسے سے بات کرنی ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔

"کون صاحب بول رہے ہیں"۔۔۔؟ مارشل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ بھی میں الفانسے کو بتا سکتا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل نے رسیور الفانسے کی طرف بڑھا دیا۔

"تمہارا فون ہے"۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"ہیلو۔۔۔ الفانسے بول رہا ہوں"۔۔۔ الفانسے نے اپنی روایت کے مطابق پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"زیادہ اونچی آواز میں بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں بہرا نہیں ہوں سمجھے۔۔۔ میں نے تمہارا نام لے کر ایک اطلاع ریڈ آرمی کے چیف کو دے دی تھی جس سے وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے۔۔۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دوبارہ تم سے رابطہ قائم کرے تو اُسے بتا دینا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ اینجلو کی ایک اور رہائش گاہ

البرٹ روڈ کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں موجود ہے۔ گڈ بائی"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ الفانسے نے حیرت بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

"عجیب چکر ہے۔۔۔ کوئی سر پیر ہی سمجھ میں نہیں آتا"۔۔۔ الفانسے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کون تھا۔۔۔؟ اور کیا کہہ رہا تھا"۔۔۔؟ مارشل نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کوئی اجنبی آواز تھی۔۔۔ کہنے لگا کہ میں نے تمہارا نام لے کر ایک اطلاع ریڈ چیف کو دی تھی جس سے وہ کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ اینجلو کی ایک رہائش گاہ البرٹ روڈ کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں موجود ہے"۔۔۔ الفانسے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور مارشل یہ سنتے ہی بُری طرح اچھل پڑا۔

"اوہ!۔۔۔ بڑی اہم اطلاع ہے"۔۔۔ اس نے کہا اور پھر تیزی سے ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ مارشل کالنگ نمبر ون۔ اوور"۔۔۔ مارشل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔۔۔ نمبر ون اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"نمبر ون!۔۔۔ پورے گروپ کو فوری طور پر مسلح کر کے البرٹ روڈ کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ پر بھیج دو۔۔۔ اُسے گھیرے میں لے لیا جائے۔۔۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔ مارشل نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ۔۔۔ لیکن ایکشن کیا ہوگا۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"فل سپر ایکشن۔ اوور" ۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"بہتر سر! ۔۔۔ ریڈ چیف کو میں نے کنکٹ کرنے کی کوشش کی تھی مگر کمپیوٹر جواب ملا کہ وہ موجود نہیں ہیں ۔۔۔ میں نے پیغام ٹیپ کرا دیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ نمبر ون نے پہلی کال کی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں دیکھ لونگا ۔۔۔ تم فوراً گروپ بھیجو اور گروپ لیڈر کو کہنا کہ وہ بی سکس پر مجھے کنٹکٹ کرے۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ مارشل نے کہا اور فوراً بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں ۔۔۔ البرٹ روڈ خاصی دور ہے وہاں تک پہنچتے پہنچتے آدھا گھنٹہ لگ جائے گا ۔۔۔ اگر ریڈ چیف کی کال آئے تو اسے بتا دینا کہ میں جلد ہی انہیں کامیابی کی رپورٹ کرنے والا ہوں اوکے ۔۔۔ گڈ بائی" ۔۔۔ مارشل نے تیز لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

الفانسو خاموش بیٹھا اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر گومگو کی سی کیفیت ابھی تک طاری تھی۔

خوبصورت رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی کے سامنے ویگن رک گئی اینجلو نے مخصوص انداز میں پہلے تین بار اور پھر ایک ایک کر کے تین بار ہارن بجایا تو کوٹھی کے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان نے باہر جھانکا اینجلو نے گاڑی سے ہاتھ باہر نکال کر فضا میں لہرایا تو نوجوان تیزی سے کھڑکی میں غائب ہو گیا اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا۔ اینجلو ویگن اندر لیتا چلا گیا۔

یہ ایک بہت بڑی اور وسیع کوٹھی تھی۔ لان کے درمیان سرخ بجری کی سڑک پر سے ویگن گذر کر وسیع پورچ میں جا کر رک گئی۔ برآمدے میں پانچ افراد بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ اینجلو تیزی سے نیچے اترا تو ان پانچوں افراد نے اس کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کیتھرا ۔۔۔ یہ ویگن سیکرٹ سائیڈ پر پہنچا دو" ۔۔۔ اینجلو نے ان میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ___ ان میں سے ایک نے بڑی مستعدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس وقت تک سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ویگن سے باہر آ چکے تھے۔ وہ سب اس وقت برآمدے میں موجود تھے۔ تقریباً تمام ہی ممبر غور سے ارد گرد اور کوٹھی کی سچویشن دیکھ رہے تھے۔

"یہ کون سی جگہ ہے" ___ صفدر نے اینجلو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ کوٹھی" ___ اینجلو نے چونک کر مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں! یہ کوٹھی ___ ہم اس کی سچویشن سے واقف رہنا چاہتے ہیں" ___ صفدر نے جواب دیا۔

"یہ البرٹ روڈ کی کوٹھی ہے۔ اس کا نمبر ایک سو بارہ ہے" ___ اینجلو نے غور سے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"ٹونی! تم نے نگرانی کرنی ہے ___ ویپنز ریڈی رہنے چاہئیں" اینجلو نے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ___ ایک اور آدمی نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ کیتھی پہلے ہی ویگن کو لے کر جا چکا تھا۔

"آیئے جناب" ___ اینجلو نے اب مڑ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش کھڑا یہ سب کارروائی دیکھ رہا تھا۔

برآمدے سے ہو کر وہ ایک ہال کمرے میں پہنچ گئے جہاں دیواروں کے ساتھ آرام دہ صوفوں کی قطاریں موجود تھیں۔ درمیان میں میزیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک میز پر ٹیلیفون، جبکہ دوسری پر

بٹنوں والا انٹرکام موجود تھا۔

"تشریف رکھیئے ___ اور اگر آرام کرنا چاہیں تو میں آپ کو کمرے دکھا دوں" ___ اینجلو نے کہا۔

"میں تو تھک گیا ہوں ___ میرا خیال ہے کہ کچھ دیر آرام کر لیا جائے" صفدر نے کیپٹن شکیل اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ان دونوں نے سر ہلا دیا۔

"اوکے" ___ اینجلو نے کہا اور اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

"کارسن! ___ میں اینجلو بول رہا ہوں ___ مہمانوں کو ان کے کمروں میں پہنچانے کا بندوبست کرو" ___ اینجلو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

چند ہی لمحوں بعد دو نوجوان ہال میں داخل ہوئے۔

"آیئے جناب! ___ ہم آپ کو کمرے دکھا دیں" ___ ان میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ سب آرام کریں ___ میں ذرا اینجلو صاحب سے گپ شپ لڑاؤں" عمران نے مسکراتے ہوئے صفدر اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے" ___ صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سیکرٹ سروس کے سب ممبران نے اس کی پیروی کی۔ البتہ جوزف اور جوانا کھڑے رہے۔

"ٹھیک ہے ___ تم بھی آرام کرو" ___ عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس! — میرا کوٹہ ختم ہو گیا ہے" — جوزف نے ڈھیلا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"کوٹہ — کیسا کوٹہ" — ؟ اینجلو نے چونک کر پوچھا۔

"اس کا پٹرول ختم ہو گیا ہے — مطلب ہے شراب" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — ہر کمرے کی الماری میں شراب موجود ہے — آپ خوشی سے پی سکتے ہیں" — اینجلو نے خوشدلی سے کہا اور جوزف کے لٹکے ہوئے چہرے کے عضلات شراب سے بھری ہوئی الماری کا سنتے ہی تن گئے۔ آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"کتنی بوتلیں ہیں" — ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دس تو لازماً ہوں گی" — اینجلو نے کہا

"چلو چند گھنٹے تو گذر ہی جائیں گے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

"کیا مطلب — ؟ چند گھنٹوں میں دس بوتلیں" — اینجلو نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ دس سلنڈر گاڑی ہے اینجلو! — پٹرول بہت پیتی ہے" — عمران نے کہا۔

"اوہ! — کوئی کمی نہیں ہے — کم پڑ جائے تو گھنٹی بجا کر ملازم کو کہہ دینا — وہ دوبارہ الماری بھر دے گا" — اینجلو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جوزف کی آنکھوں کی چمک اور زیادہ بڑھ گئی۔ اور وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ تمہارا آدمی جس نے پتہ پوچھا ہے — میرے خیال میں صفدر نام

بتایا تھا — یہ کیسا آدمی ہے" — اینجلو نے سب کے جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"شریف آدمی ہے — غیر شادی شدہ ہے اور فی الحال شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں" — عمران نے مسکرا کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران! — میں تمہارے آدمیوں کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن یہ صفدر صاحب مجھے مشکوک لگے ہیں" — اینجلو نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تم نے اسے غلط نمبر اور جگہ بتائی ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب — ؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا — ؟ تم تو شاید پہلی بار یہاں آئے ہو" — اینجلو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"لیکن میں آنکھوں سمیت آیا ہوں — ایک کیفے کے بورڈ پر میں نے ٹلی پارک پڑھ لیا تھا — اور اس کوٹھی پر نمبر پلیٹ بھی موجود تھی — بات ایک سات ۔۔۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری آنکھیں واقعی کھلی ہوئی ہیں — بہرحال ابھی پتہ چل جائے گا — میں نے جان بوجھ کر یہ غلط پتہ بتلایا ہے" — اینجلو نے کہا۔ عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دیو ماسٹرز والی ہدایات کا مطلب یہی تھا کہ البرٹ روڈ والی جگہ کو چیک کیا جائے۔

"میرے خیال میں کچھ کھانے کا دور چل جائے — وہاں سے تو تمہیں بھاگنا پڑا۔ ورنہ میں نے وہاں انتظام کر رکھا تھا" — اینجلو نے طعام کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ابھی رہنے دو ۔۔۔ پہلے کچھ پروگرام بنا لیا جائے ۔۔۔ اب تم بتا
کہ عوام کو تمہاری پارٹی کے لئے کھل کر کام کرنے کے لئے کیا طریق
اختیار کیا جائے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"دیکھو عمران! ۔۔۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ یہاں کے ع
اس نظامِ حکومت سے بے حد تنگ ہیں ۔۔۔ لیکن وہ یہاں کے جبر
سے خوفزدہ ہیں ۔۔۔ اگر انہیں یہ احساس ہو جائے کہ ڈی۔ پی
قدر طاقت ور ہو گئی ہے کہ حکومت سے ٹکر لے سکتی ہے۔ تو
عوام کھلے عام اس کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس کے
باقی حالات ڈی۔ پی کے کارکن خود سنبھال لیں گے ۔۔۔ ہمیں صر
بھرپور آغاز چاہیئے ۔۔۔ انجام ہم خود کر لیں گے" ۔۔۔ اینجلو نے
ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن آغاز کے لئے تمہارے ذہن میں ک
منصوبہ بندی ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ ایک منصوبہ ہے اگر تم کر سکو ۔۔۔ میری پارٹی تمہ
ہر ممکن امداد کرے گی" ۔۔۔ اینجلو نے جواب دیا۔

"مثلاً کیا" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر ملک کے وزیر اعظم کو کابینہ سمیت ختم کر
جائے ۔۔۔ اور اس بات کا پیشگی اعلان کر دیا جائے کہ یہ کارنامہ
کا ہے تو عوام پر خاصا اثر پڑے گا" ۔۔۔ اینجلو نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ جب کابینہ کی میٹنگ ہو رہی ہو تو اس
کو ہی اڑا دیا جائے" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میرا بھی خیال ہے" ۔۔۔ اینجلو نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے اس سے اختلاف ہے ۔۔۔ یہ تو وحشت انگیز قسم
کی کارروائی ہے جو عوام پر مثبت کی بجائے منفی اثرات ڈالے گی" ۔۔۔
عمران نے کہا۔

"تو پھر کیا کیا جائے" ۔۔۔ اینجلو نے پوچھا۔

"میرے ذہن میں ایک اور تجویز ہے ۔۔۔ ڈی۔ پی کے کارکنوں کا
ایک اجلاس بلایا جائے ۔۔۔ اس کی پوری تشہیر کی جائے اور پھر ملکی
پولیس کی طرف سے اس اجلاس پر گولی چلائی جائے ۔۔۔ اس طرح
عوام کے جذبات ڈی۔ پی کی ہمدردی میں ابھریں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن ایسا ناممکن ہے ۔۔۔ اجلاس تو ہو ہی نہیں سکتا۔ حکومت
برداشت نہیں کر سکتی" ۔۔۔ اینجلو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے کیا سمجھا ہے کہ اجلاس ہو گا ۔۔۔ بھئی تمہیں سیاست نہیں
آتی ۔۔۔ ویسے تمہیں سیاست سیکھنے کے لئے ہمارے ملک میں ریفریشر
کورس کرنا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا

"کیا مطلب ۔۔۔ اجلاس نہیں ہو گا تو پھر گولی کس پر چلے گی" ۔۔۔
اینجلو کی آنکھوں میں شدید حیرت تھی۔

"بھئی اجلاس فرضی ہو گا ۔۔۔ اور گولی ہم چلائیں گے ۔۔۔ البتہ
ایک عمارت تباہ کرنی پڑے گی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم چلاؤ گے گولی! ۔۔۔ لیکن تم تو پولیس کی بات کر رہے تھے" ۔۔۔
اینجلو واقعی سیدھا آدمی تھا۔

"پولیس کا میک اپ نہیں کیا جا سکتا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے

ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ بڑی شاندار ترکیب ہے۔ لیکن اس ڈرامے کی قلعی کھل جائے گی ۔۔۔ کیونکہ کوئی آدمی مرے گا تو نہیں۔ یہاں کے پولیس رپورٹر بڑے تیز ہیں" ۔۔۔ اینجلو نے کہا۔

"تم نے تو صرف آغاز کرنا ہے ۔۔۔ انجام یہاں کی پولیس خود ہی کرے گی۔ ۔۔۔ تم دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ بس تم ہمارے لئے میک اپ کا سامان ۔۔۔ یہاں کی پولیس کی وردیوں ۔۔۔ اور کسی ایسی عمارت کا بندوبست کرو جسے تباہ کیا جا سکے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ تو ہو جائے گا ۔۔۔ لیکن اس کی تشہیر بھی تو کرنی پڑے گی" ۔۔۔ اینجلو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں ۔۔۔ پوسٹر چھپوا لو ۔۔۔ اور راتوں رات پورے شہر میں لگوا دو۔ یہ کام تو کر لو گے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ ہو سکتا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے میں آج شام کو تمام پروگرام سیٹ کر کے بتا دوں گا" ۔۔۔ اینجلو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اینجلو نے اٹھ کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔

"کارسن بول رہا ہوں جناب! ۔۔۔ ولیو ماسٹرز پر انتہائی خوفناک حملہ کیا گیا ہے ۔۔۔ چند لمحے پہلے پوری عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی ہے۔ حملہ کرنے والے اجنبی تھے ان کی تعداد بیس تھی۔ انہوں نے پہلے عمارت کو گھیرے میں لیا اور پھر بموں کی خوفناک بارش کر دی" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد تیز تھا۔ یوں

لگتا تھا جیسے وہ پرجوش ہونے کی بجائے خوفزدہ ہو۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے پہلے سے خدشہ تھا" ۔۔۔ اینجلو نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا۔ اس کا چہرہ بری طرح پھڑک رہا تھا۔

"اب تم کہو گے کہ تمہارا آدمی غداری نہیں کر رہا" ۔۔۔ اینجلو نے مڑتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ صفدر غدار ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"بالکل ۔۔۔ اب تو کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہی" ۔۔۔ اینجلو نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری صلاحیتوں سے میں بہت مایوس ہوا ہوں اینجلو ۔۔۔ تم میرے ساتھی پر غداری کا الزام لگا رہے ہو ۔۔۔ حالانکہ صورت حال بالکل اس کے برعکس ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سنجیدگی تھی۔

"کیا مطلب ۔۔۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو" ۔۔۔ اینجلو نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارا اپنا کوئی ساتھی غداری کر رہا ہے ۔۔۔ اس کا پتہ کرو کہ وہ کون ہے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات کر رہے ہو ۔۔۔ میرا کوئی ساتھی اس وقت کے بعد یہاں سے گیا ہی نہیں ۔۔۔ جبکہ میں نے صفدر کو البرٹ روڈ کا پتہ بتایا تھا" ۔۔۔ اینجلو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ذرا اپنے کوٹ کی اوپر والی چھوٹی جیب میں ہاتھ ڈالو" ۔۔۔ نے یوں کہا جیسے مداری تماشہ دکھاتے وقت کسی تماشائی کی جیب سے چیزیں برآمد کراتے ہیں۔

"کیا ہے جیب میں" ۔۔۔ ؟ انجلو نے چونک کر کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب میں دو انگلیاں ڈالیں اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے تیزی سے کوئی چیز انگلیوں کی مدد سے نکالی تو ایک چھوٹا سا بٹن نما ایک آلہ اس کے ہاتھ میں تھا جس کے ایک کونے میں باریک سی لائٹ جل بجھ رہی تھی۔

انجلو نے یوں اس بٹن نما آلے کو ایک طرف پھینکا جیسے اس کے ہاتھ پر بچھو چڑھ آیا ہو۔

عمران مسکرا کر آگے بڑھا اور اس نے اپنا بوٹ اس آلے پر رکھ کر ٹانگ کو حرکت دی۔ کڑک کی آواز نکلی اور عمران نے جب بوٹ ہٹایا تو وہ آلہ ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ اس میں سے دھاگے سے بھی باریک تار اور چھوٹے چھوٹے ٹرانسمیٹر باہر نکلے پڑے تھے۔

"کک ۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ ؟ آخر یہ کیا ہے ۔۔۔ ؟ یہ میری جیب میں کیسے پہنچا" ۔۔۔ ؟ انجلو نے ہکلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اسے سائنسی زبان میں ٹیکنو لائنر کہتے ہیں انجلو صاحب! ۔۔۔ یہ گفتگو کو ایک سو کلو میٹر کے اندر موجود رسیور تک پہنچا دیتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن تم نے کیسے اندازہ لگایا کہ یہ میری جیب میں ہے" ۔۔۔ انجلو

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی ابھی مجھے پتہ چلا ہے جب تم میرے قریب والے صوفے پر بیٹھے ہو تو تمہارے جھکنے کی وجہ سے تمہاری جیب میں سے جلتی ہوئی لائٹ مجھے نظر آ گئی تھی ۔۔۔ اور یہ ساری شرارت تمہارے ساتھی ایشلم کی معلوم ہوتی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایشلم سے اس کا کیا تعلق ۔۔۔ ؟ ایشلم تو میرا نمبر ٹو ہے۔ وہ میرا سب سے با اعتماد ساتھی ہے" ۔۔۔ انجلو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے اندازہ ہے۔ اسی لئے تو میں نے ایشلم کا نام لیا ہے ۔۔۔ وہ شخص تم سے زیادہ ذہین نظر آتا ہے ۔۔۔ وہ یقیناً ڈبل چال کھیل رہا ہے۔ اس کا مقصد تمہیں راستے سے ہٹا کر ڈی۔ پی کی سربراہی حاصل کرنا ہے ۔۔۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ حملہ آوروں کو بھی کسی خفیہ نام سے اطلاعات مہیا کر رہا ہو ۔۔۔ بہرحال ایشلم کا خیال مجھے اس لئے آیا ہے کہ تم نے بتایا تھا کہ اس کوٹھی کا علم سوائے تمہارے اور کسی کو نہیں ہے ۔۔۔ اس لئے ایشلم اس کوٹھی کا محل وقوع نہ جانتا تھا۔ چنانچہ جب تم نے البرٹ روڈ والی کوٹھی کا پتہ صفدر کو بتایا جو یقیناً تمہارا کوئی دوسرا اپوائنٹ ہو گا تو اس نے وہی پتہ آگے پہنچا دیا اور ایشلم کے علاوہ اور کوئی شخص تمہارے اس قدر نزدیک نہیں آ سکتا کہ وہ تمہاری جیب میں ٹیکنو لائنر پہنچا سکے ۔۔۔ کیا اتنے دلائل کافی ہیں یا کچھ اور بھی بتاؤں" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ایشلم تو تمہیں ایئرپورٹ سے لینے گیا تھا ۔۔۔ وہ چاہتا تو

وہیں ایئر پورٹ پر ہی تمہیں گرفتار کرا سکتا تھا“ ـــــ اینجلو نے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے پہلے کہا ہے کہ وہ مجھے تم سے زیادہ ذہین نظر آتا ہے۔ ایئر پورٹ پر پکڑے جانے کی صورت میں وہ خود بھی ریڈ آرمی کے سامنے آ جاتا اور ظاہر ہے ریڈ آرمی، ڈی۔پی کے کسی آدمی کا وجود برداشت نہیں کر سکتی ـــــ چاہے وہ ان کا مخبر ہی کیوں نہ ہو ـــــ اور دوسری بات یہ کہ اس کا مقصد صرف ہمیں مروانا یا گرفتار کرانا نہیں ـــــ بلکہ وہ تمہیں بھی ساتھ ہی راستے سے ہٹانا چاہتا ہے۔ اسی لئے اس نے پہلے والے پوائنٹ پر ہمیں چھوڑ کر جانے کے بعد اطلاع دی ہو گی اور پھر ہمارے وہاں سے نکل آنے کے بعد جو پتہ تم نے صفدر کو بتایا وہی اس نے بتا دیا ہو گا“ ـــــ عمران نے کہا۔

”تمہاری باتیں دل کو لگتی ہیں ـــــ میں اسلحہ کا بندوبست کر لوں گا۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ میں نے تمہارے ساتھی پر شک کیا ـــــ لیکن اب ہمارا پروگرام تو آؤٹ ہو چکا ہے کیونکہ اس وقت تو کسی کو اس ٹیکنو لائنز کا علم ہی نہ تھا ـــــ کیا اب نئے سرے سے منصوبہ بندی کی جائے“ ـــــ اینجلو نے بڑے ڈھیلے انداز میں کہا۔

”بس تم اتنا کرو کہ جو فہرست میں تمہیں دوں اس کے مطابق سامان مہیا کر دو اور پھر تماشہ دیکھتے رہو ـــــ باقی کام ہم خود کر لیں گے ـــــ جب کھیر پک جائے گی تو ہم ہنڈیا تمہارے حوالے کر کے واپس چلے جائیں گے ـــــ تم اطمینان سے بیٹھے کھیر چاٹتے رہنا“ ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ـــــ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم لوگ ہم سے کہیں آگے ہو ـــــ تم وہ کچھ کر سکتے ہو جس کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے ـــــ تم جو کچھ بھی کہو، میں کرنے کو تیار ہوں“ ـــــ اینجلو نے کہا۔

”فی الحال تو میں آرام کرنا چاہتا ہوں ـــــ شام کو ملاقات ہو گی تو میں تمہیں فہرست دوں گا۔ اس کے بعد باقی پروگرام بنا لیں گے ـــــ میں اب جلد از جلد کارروائی کا آغاز کرنا چاہتا ہوں“ ـــــ عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے ـــــ آؤ میں تمہیں تمہارے کمرے تک پہنچا دوں۔ اس کے بعد میں نے اسلحہ کا بھی پتہ کرنا ہے“ ـــــ اینجلو نے کہا۔

”یہاں سے کہیں دور جا کر پتہ کرنا ـــــ اور سنو ـــــ اب تم مستقل سیٹ اپ میں رہو گے ـــــ یا چھپے رہو گے ـــــ ورنہ ریڈ آرمی اب براہِ راست تم پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گی“ ـــــ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اینجلو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے مارشل نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔ اس کے سامنے موجود میز پر تین رنگوں کے ٹیلیفون سیٹ پڑے ہوئے تھے اور یہ گھنٹی سُرخ رنگ کے ٹیلیفون سیٹ کی تھی۔ چونکہ اس ٹیلیفون سیٹ کا تعلق براہِ راست ریڈ آرمی کے سربراہ ریڈ چیف سے تھا اس لئے مارشل نے رسیور اٹھانے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائی تھی۔

"ہیلو مارشل سپیکنگ" ——— مارشل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارشل! — کیا پراگریس ہے" ——— دوسری طرف سے ریڈ چیف کی کرخت آواز سنائی دی۔

"سر! — البرٹ روڈ کی کوٹھی والا چھاپہ تو ناکام رہا — وہ کوٹھی بالکل خالی پڑی ہوئی تھی ——— میں نے آپ کو فوری طور پر رپورٹ دی تھی" ——— مارشل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہاں! — میں نے تمہارا پیغام سُن لیا تھا ——— میں نے الفاتن سے بھی بات کی ہے ——— صورت حال انتہائی پیچیدہ ہو گئی ہے — آخر وہ کون ہے جو الفاتن کے نام کو اس طرح استعمال کر رہا ہے۔ اس کی پہلی اطلاع تو درست تھی — ہمارا چھاپہ ہی ناکام رہا۔ لیکن دوسری اطلاع بوگس ثابت ہوئی۔ اس کے بعد اس کی طرف سے مکمل خاموشی طاری ہے اور ایجنٹو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکے ہیں" ——— ریڈ چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میرے آدمی پورے ایریئے میں پھیلے ہوئے ہیں جناب! — ہم ایک ایک مشکوک افراد کو بڑی باقاعدگی سے چیک کر رہے ہیں۔ جلد ہی ہمیں کوئی نہ کوئی کلیو مل جائے گا" ——— مارشل نے کہا۔

"تم کلیو ڈھونڈتے رہو — یہاں ایک اور مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے۔ آج شہر میں ہر جگہ بڑے بڑے پوسٹر لگے ہوئے نظر آتے ہیں، جن میں اطلاع دی گئی ہے کہ ڈیموکریٹک پارٹی کا ایک اجلاس کریب ہاؤس میں ہونے والا ہے جس میں ملک کے جابرانہ نظام کو بدلنے کے لئے پالیسی طے کی جائے گی تاکہ کاسٹریا کے عوام کو اس جابرانہ اور مطلق العنان نظام سے نجات دلائی جا سکے" ——— ریڈ چیف نے کہا۔

"کیا مطلب ——— ؟ ڈی۔ پی اتنی جرأت کیسے کر سکتی ہے کہ وہ کھلے عام اجلاس کرے ——— یہ کوئی نیا چکر معلوم ہوتا ہے" ——— مارشل نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تو سوچنے کی ہے کہ انہوں نے نہ صرف پوسٹر لگا دیئے

ہیں — بلکہ اجلاس کے لئے عمارت کا بھی اعلان کر دیا ہے — کے اس اعلان نے عوام کے باغی عناصر کو بات کرنے کا موقع مہیا [illegible] ہے — اور میری رپورٹ کے مطابق آج پورے ملک میں اس پر تبصرے ہو رہے ہیں — اگر یہ اجلاس ہو گیا تو حکومت کے [illegible] انتہائی پریشانیاں کھڑی ہو سکتی ہیں — صدر مملکت اور بار [illegible] عہدیدار سخت تشویش میں مبتلا ہیں" — ریڈ چیف نے کہا۔

"لیکن سر! — یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اس طرح اعلان [illegible] باقاعدہ اجلاس کریں — میرے خیال میں یہ حکومت کے خلاف [illegible] نفسیاتی حربہ استعمال کیا گیا ہے — بہرحال اگر آپ کہیں تو [illegible] اس عمارت کی نگرانی شروع کرا دیتا ہوں" — مارشل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — اسی لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے — تم اس عمارت کی مکمل نگرانی کرو — پالیسی یہ طے ہوئی ہے کہ ہم فی الحال پولیس کو استعمال نہیں کریں گے — جب تک یہ بات طے نہ ہو کہ واقعی وہاں اجلاس ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے" — ریڈ چیف نے کہا۔

"بہتر سر! — میں ایسا ہی کرتا ہوں — بلکہ میں خود ہی کریپ [illegible] کو چیک کروں گا۔ اور اگر ایسے کسی اجلاس کے آثار مجھے نظر آئے [illegible] میں آپ کو فوری رپورٹ کر دوں گا" — مارشل نے جواب دیا۔

"او کے" — دوسری طرف سے ریڈ چیف نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مارشل نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور

کریڈل پر رکھا۔ وہ چند لمحے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے سامنے پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر دبا دیا۔

"یس سر" — دوسری طرف سے ایک زنانہ آواز سنائی دی۔

"مارگریٹ! — بوچر کو فوراً میرے پاس بھیجو" — مارشل نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں اس کے چہرے کی مطابقت سے بڑی اور خاصی سرخ نظر آ رہی تھیں۔ ٹھوڑی پتلی اور لمبی تھی جس سے اس کی عیارانہ طبیعت بخوبی آشکار ہو رہی تھی۔

"یس سر" — آنے والے نے میز کے قریب پہنچ کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو بوچر" — مارشل نے قدرے سخت لہجے میں سامنے پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور بوچر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے عاری اور بالکل سپاٹ نظر آ رہا تھا۔

"کریپ ہاؤس دیکھا ہوا ہے" — مارشل نے پوچھا۔

"یس سر! — وائٹ روڈ پر واقع ایک وسیع و عریض عمارت ہے — جس میں بلاسنڈ ایسوسی ایشن کا دفتر اور ورکشاپ ہے" — بوچر نے سر ہلاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تم اپنے سیکشن کے دس افراد کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچو۔ اور اس عمارت کی چاروں طرف سے نگرانی کرو — ڈی۔ پی نے وہاں

اپنے اجلاس کا اعلان کیا ہے" ـــــ مارشل نے کہا۔

"یس سر! ـــ میں نے پوسٹر پڑھا ہے ـــ پورے شہر میں اس خبر کے متعلق چرچے ہو رہے ہیں" ـــ بوچر نے جواب دیا۔

"ہاں ! ـ مجھے معلوم ہے ۔ یہ کوئی گہری چال معلوم ہوتی ہے ـــ تم نے وہاں اس انداز میں نگرانی کرنی ہے کہ کسی کو وہاں تمہارے یا تمہارے ساتھی کے وجود کا احساس نہ ہو سکے ـــ میں خود بھی وہاں راؤنڈ لگاؤں گا اگر تمہیں اس عمارت میں کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو تم اُسے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر بھیج سکتے ہو ـــ یا غیر معمولی حالات کی صورت میں ڈائریکٹ ایکشن بھی لے سکتے ہو" ـــ مارشل نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــ میں سمجھ گیا ـــ حکم کی تعمیل ہو گی" ـــ بوچر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"بس تم اب جا سکتے ہو" ـــ مارشل نے کہا اور بوچر اٹھ کر واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مارشل چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے نیلے رنگ کے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس الفانسو کلب" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"الفانسو سے بات کراؤ ـــ میں مارشل بول رہا ہوں" ـــ مارشل نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــ ہولڈ کیجئے" ـــ کلب کے آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو! ـــ الفانسو بول رہا ہوں" ـــ چند لمحوں بعد ہی الفانسو کی بھاری آواز سنائی دی۔

"الفانسو! ـــ میں مارشل بول رہا ہوں ـــ تمہیں اس اجنبی کی طرف سے دوبارہ کوئی اطلاع تو نہیں ملی" ـــ؟ مارشل نے پوچھا۔

"نہیں! ـــ ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے ـــ تمہارا وہ چھاپہ کیسا رہا" ـــ؟ الفانسو نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ناکام رہا ہے ـــ ہمیں ڈاج دیا گیا تھا۔ وہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی ـــ اچھا یہ بتاؤ کہ کریپ ہاؤس کس کی ملکیت ہے" ـــ؟ مارشل نے پوچھا۔

"کریپ ہاؤس! ـــ کیوں ـــ کیا مطلب ـــ کیا بات ہے" ـــ؟ الفانسو نے چونک کر پوچھا۔

"آج مجرم وہاں ڈیموکریٹک پارٹی کا اجلاس کرنا چاہتے ہیں ـــ انہوں نے اس کا اعلان باقاعدہ پوسٹروں کے ذریعے کیا ہے" ـــ مارشل نے کہا۔

"اوہ اچھا! ـــ مجھے بھی اطلاع ملی تھی ـــ لیکن میں نے سمجھا کہ شاید اس پارٹی کو حکومت نے بحال کر دیا ہے ـ لیکن اس طرح مجرم کیا مقصد حاصل کر سکتے ہیں" ـــ؟ الفانسو نے پوچھا۔

"جہاں تک میں سمجھا ہوں پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں ڈیموکریٹک پارٹی کی مدد کرنے آئی ہے تاکہ اُسے با اثر بنا کر کافرستان کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا جائے ـــ بلکہ یہاں کا نظام بھی بدل دیا جائے" ـــ مارشل نے جواب دیا۔

"لیکن وہ اس طرح کھلا اجلاس کیسے کر سکتے ہیں ــــ؟ یہاں تو کم از کم ایسا کرنا کھلی حماقت کے سوا اور کچھ نہیں" ــــ الفانسو نے کہا۔

"میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ یہ حماقت ہے ــــ لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ شاید وہ بات نہ ہو، جو ہم سوچ رہے ہیں۔ کوئی گہری چال چلی جا رہی ہے ــــ اس لئے میں نے کریپ ہاؤس کے مالک کا پوچھا ہے ــــ کیونکہ یہ سوچنے والا سوال ہے کہ آخر کریپ ہاؤس کو ہی کیوں منتخب کیا گیا ہے" ــــ مارشل نے کہا۔

"اب تم سے کیا چھپانا ــــ کریپ ہاؤس میری ہی ملکیت ہے لیکن فرضی نام سے" ــــ الفانسو نے جواب دیا۔

"کیا مطلب ــــ؟ تمہارا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ــــ وہاں تو اندھوں کی سوسائٹی کا دفتر اور ورکشاپ ہے" ــــ مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ سب کچھ ڈھونگ ہے مارشل! ــــ اس عمارت کے نیچے وسیع تہہ خانے ہیں جہاں میرا منشیات کا سٹور ہے" ــــ الفانسو نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ تو پھر کریپ ہاؤس کو اجلاس کے لئے منتخب کرنے کا کیا مقصد ــــ؟ کیا انہوں نے تم سے اجازت لے کر اجلاس کا اعلان کیا ہے" ــــ؟ مارشل نے پوچھا۔

"مجھ سے بھلا کیسے اجازت لیتے ــــ میرا تو ظاہر میں کہیں نام ہی نہیں ہے ــــ میرے وکیلوں کے علاوہ تم اس دنیا میں دوسرے فرد ہو جسے میں نے یہ بات بتائی ہے" ــــ الفانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جب تمہیں کریپ ہاؤس کے بارے میں اطلاع ملی تو پھر تمہارا کیا ردعمل ہوا" ــــ؟ مارشل نے پوچھا۔

"میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دے دیا ہے کہ کریپ ہاؤس میں کسی قسم کا کوئی اجلاس منعقد نہ ہونے دیا جائے ــــ اس کے سوا میں اور کیا کر سکتا تھا" ــــ الفانسو نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے ــــ میں دیکھ لوں گا ــــ گڈ بائی" ــــ مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اور خود اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر ایک نئے فیصلے کی سرخی چھائی ہوئی تھی۔

کریمپ ہاؤس سے کافی فاصلے پر ایک نو تعمیر شدہ عمارت میں
اس وقت عمران اور ساتھی موجود تھے۔ ان سب نے میک اپ کر کے
مقامی روپ اختیار کر لیا تھا۔ ان کے جسموں پر مقامی پولیس کی وردیاں
تھیں۔ پولیس کی ہی دو بند جیپیں عمارت کے کمپاؤنڈ میں کھڑی تھیں
جوزف اور جوانا وہاں موجود نہ تھے انہیں عمران نے وہیں رہائش گاہ
پر ہی چھوڑ دیا تھا۔

"آخر اس اندھے اقدام کا مقصد کیا ہے" ——— ؟ جولیا نے
سامنہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت لیڈی انسپکٹر کے میک اپ
اور لباس میں تھی۔

"ہم صرف حکومت کو ایک شاکنگ ٹارچر دینا چاہتے ہیں اور بس" —
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میری سمجھ میں تو یہ سارا کیس ہی نہیں آیا ——— ہم کوئی ٹھوس اقدا

کرنے کی بجائے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں"
تنویر نے خشک لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ——— کیا کیا جائے" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"اس ملک میں ہنگامے برپا کر دیئے جائیں ——— زوردار قسم کی تباہی
مچائی جائے۔ اس طرح تو شاکنگ ٹارچر حکومت کو مل سکتا ہے ———
اجلاس کا ڈھونگ رچانے اور پھر پولیس کی وردیوں میں ہوائی فائرنگ
کر کے فرار ہو جانے سے کیا ہو گا" ——— تنویر نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران یا کوئی دوسرا بولتا، اچانک عمران
کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور عمران نے جلدی سے
جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ٹرانسیٹر باہر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں
اسی میں سے نکل رہی تھیں۔ عمران نے اس کے کونے میں موجود ایک
بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— ایس۔ ٹی کالنگ۔ اوور" ——— ٹرانسیٹر کا بٹن دبتے
ہی اس میں سے ایک آواز نکلی۔

"یس! ——— ڈبل ایس۔ ٹی اٹنڈنگ۔ اوور" ——— عمران نے جواب دیا۔
یہ کوڈ عمران نے اینجلو اور اس کے آدمیوں کے ساتھ رہائش گاہ سے
چلتے ہوئے طے کیا تھا۔

"کریمپ ہاؤس کے گرد مشکوک افراد نگرانی کر رہے ہیں ——— ان کی
نگرانی کرنے کا انداز بڑا ماہرانہ ہے اس لئے یقین کیا جا سکتا ہے کہ
ان کا تعلق ریڈ آرمی سے ہو گا۔ اوور" ——— بولنے والے کی مدھم سی
آواز سنائی دی۔ یہ اینجلو کا اسسٹنٹ آرتھر تھا جسے عمران نے اپنی

روانگی سے پہلے کچھ ہدایات دے کر بھیجا تھا۔

"گڈ لیک ۔۔ اب تم ایکس کروکر ترکیب نمبر ایک پر عمل شروع کر دو ۔۔ ہم پانچ منٹ بعد یہاں سے چل پڑیں گے۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔ میں نے اس کا انتظام پہلے ہی کر لیا ہے ۔۔ اوور" ۔۔۔ آرتھر نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

"چلو بھئی اب شاٹنگ مارچ کا آغاز کیا جائے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور کمپاؤنڈ میں کھڑی جیپوں کی طرف بڑھنے لگے۔

"ہم نے یہی کرنا ہے کہ کریپ ہاؤس تک پہنچنے والے ہجوم پر ہوائی فائرنگ کرنی ہے ۔۔ اور جب سب لوگ ادھر ادھر دوڑ کر غائب ہو جائیں تو ہم نے بھی وردیاں اتار کر ادھر ادھر بکھر جانا ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں ۔۔ بالکل ٹھیک سمجھے ہو" ۔۔۔ عمران نے جیپ میں سوار ہوتے ہوئے کہا۔

صفدر دوسری جیپ میں بیٹھ گیا۔ عمران کے ساتھ جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل تھے۔

چند لمحوں بعد دونوں جیپیں عمارت سے باہر آئیں اور پھر خاصی تیز رفتاری سے اس طرف کو بڑھنے لگیں جدھر کریپ ہاؤس واقع تھا۔ سڑک پر معمول کے مطابق آمدورفت جاری تھی۔ چند لمحوں بعد انہیں دور سے ہی گہرے نیلے رنگ کی وسیع عمارت جسے کریپ ہاؤس کہا جاتا تھا

نظر آنے لگی۔ ایجنٹوں نے پہلے ہی اس کے متعلق پوری تفصیل انہیں سمجھا دی تھی۔ اس لئے اس کے پہچاننے میں انہیں کوئی دقت نہ ہوئی۔

ابھی ان کی جیپیں عمارت کے قریب نہ پہنچی تھیں کہ اچانک عمارت سے کچھ فاصلے سے حکومتی نظام مردہ باد ۔۔۔ ڈیموکریٹک پارٹی زندہ باد کے زوردار نعروں سے فضا گونج اٹھی اور پھر ساٹھ ستر افراد ارد گرد کی گلیوں سے نعرے لگاتے ہوئے نکلتے دکھائی دیئے۔ ان سب کا رخ کریپ ہاؤس کی طرف ہی تھا۔

ان آدمیوں کے نظر آتے ہی عمران نے تیزی سے ایک طرف جیپ روکی اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور چند لمحوں بعد فضا سٹین گنوں کی مسلسل فائرنگ سے گونج اٹھی۔ یہ تمام فائرنگ عمران کے ساتھیوں کی طرف سے کی گئی تھی۔ گو ان کی سٹین گنوں کا رخ آسمان کی طرف تھا اور وہ فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے ادھر ادھر پھیلتے چلے گئے۔

دوسرے لمحے فضا انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ یوں لگتا تھا جیسے گولیاں مظاہرہ کرنے والے افراد کے جسموں پر پڑ رہی ہوں۔ لیکن چند ہی لمحوں میں وہ ساٹھ ستر افراد یوں دوبارہ گلیوں میں غائب ہو گئے جیسے ان کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو۔

عمران اور اس کے ساتھی بھی تیزی سے ارد گرد کی عمارتوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ عمران اکیلا ایک گلی میں دوڑتا گیا۔ یہ ایک تنگ سی گلی تھی۔ اس نے سٹین گن گلی کے کونے میں موجود کوڑا کرکٹ کے ڈرم میں اچھال دی۔ اور پھر بھاگتے بھاگتے اس نے اپنے جسم پر پہنی ہوئی پولیس

یونیفارم کی قمیض اتاری اور اس کا گولہ بنا کر ایک مکان کی چار دیواری سے اندر اچھال دیا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے ایک برآمدے کے ستون کی آڑ میں رُکا۔ اس نے بڑی پھرتی سے یونیفارم پتلون اتار دی اور اُسے لپیٹ کر ایک دکان کے چھجے کے اوپر اچھال دیا۔ اب اس نے نیچے عام سے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ دوڑتا ہوا واپس سڑک پر آیا تو پوری سڑک سنسان پڑی ہوئی تھی۔ البتہ ارد گرد رہنے والے لوگ گلیوں کے کناروں پر موجود تھے اور اپنی اپنی عمارتوں کے دروازوں پر اکٹھے تھے۔

ابھی لمحے دُور سے پولیس گاڑیوں کے مخصوص سائرن سنائی دینے لگے تو وہاں موجود افراد انتہائی تیزی سے بکھرنے لگے۔ عمران نے بھاگ کر سڑک کراس کی اور سامنے موجود ایک چھوٹی سی عمارت کی پشت کی طرف آ گیا۔ ادھر ایک پتلی سی گلی سڑک کے متوازی موجود تھی۔ عمران بڑی پھرتی سے آگے بڑھا اور پھر اس گلی میں کھلنے والے دروازے کے ساتھ چمٹ کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں چونکہ خاصا اندھیرا تھا اس لئے اس کا خیال تھا کہ وہ یہاں رُک کر صورت حال کا جائزہ لے گا۔ لیکن جیسے ہی اس کا جسم دروازے سے ٹکرایا، عمران گرتے گرتے بچا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ وہ تین چار افراد کے سخت ہاتھوں میں جھول رہا تھا اُسے اٹھا کر زمین پر پٹخا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ پشت کے بل کر کے اس کی کلائیوں میں کلپ ہتھکڑی جکڑ دی گئی اور دوسرے لمحے اُسے اٹھا کر کھڑا کر دیا گیا۔

"اسے یہیں روکو مجھے یہ مشکوک نظر آتا ہے۔ میں باہر کی

صورت حال دیکھ لوں"۔۔۔ ایک کرخت آواز سنائی دی اور پھر عمران نے ایک سڈول جسم کے مالک نوجوان کو بھاگ کر اس دروازے سے باہر جاتے ہوئے دیکھا۔

"ادھر چلو۔۔۔ خبردار اگر غلط حرکت کی تو گولی مار دیں گے"۔۔۔ تین چار ہٹے کٹے باکسر نما آدمیوں نے اُسے ایک طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"ارے مجھے کیوں پکڑا ہے۔۔۔ میں تو بیکری کا مالک ہوں۔۔۔ پولیس فائرنگ سے ڈر کر بھاگا ہوں"۔۔۔ عمران نے بڑے خوفزدہ اور عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو۔۔۔ اب اگر آواز نکالی تو آنتیں باہر نکال دوں گا"۔ ایک نے غرا کر کہا اور عمران خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اُسے ریڈ آرمی کے آدمیوں نے پکڑ لیا ہے۔ کیونکہ اُسے پکڑنے والوں نے جس مہارت اور پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا وہ عام پولیس کے سپاہیوں کے بس کی بات نہ تھی۔

عمران نے دیکھا کہ یہ ایک چھوٹا سا مکان تھا جس میں چار افراد موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہی سڈول جسم والا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ سُرخ تھا۔ البتہ آنکھوں سے حیرت اور تعجب کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا باس"۔۔۔ ایک نے اس نوجوان سے پوچھا۔

"انتہائی حیرت انگیز۔۔۔ وہ نقلی پولیس اور مظاہرین سب غائب ہو گئے ہیں۔۔۔ ارے ہاں!۔۔۔ یہ آدمی کون ہے۔ اس کی تلاشی لی"۔۔۔ باس نے عمران کے قریب پہنچ کر اُسے غور سے دیکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"تلاشی نہیں لی باس" ــــــ ان سب نے چونک کر کہا اور پھر انہوں نے عمران کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن ظاہر ہے ان جیبوں میں کچھ ہوتا تو ملتا۔ وہ ٹرانسمیٹر بھی پولیس وردی سمیت مکان کے اندر رہ گیا تھا۔

"جیبیں خالی ہیں جناب" ــــــ تلاشی لینے والے نے اعلان کیا۔

"کون ہو تم ــــ اور یہاں کیوں چھپ رہے تھے" ــــــ نوجوان نے کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا نام آرتھر ہے جناب! ــــ میری یہاں بکری ہے ــــ میں فائرنگ سے خوفزدہ ہو کر بھاگا اور یہاں آ گیا ــــ مگر یہاں آپ نے پکڑ لیا" ــــــ عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"نمبر ون! ــــ اسے چھوڑ دو ــــ یہ کوئی بے ضرر سا شہری معلوم ہوتا ہے" ــــــ نوجوان باس نے عمران کے قریب کھڑے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس ــــ جیسے حکم" ــــــ نمبر ون نے جواب دیا اور پھر اس نے عمران کے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں میں سے کلپ ہتھکڑی کھول دی۔

"چلو بھاگ جاؤ" ــــ نمبر ون نے عمران کو دھکا دیتے ہوئے کہا۔

"جی ــــ بہت بہت مہربانی جناب" ــــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف چل پڑا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر گلی میں آ گیا۔

گلی سنسان پڑی ہوئی تھی۔ باہر آتے ہی عمران تیزی سے مڑا اور

پھر ذرا سا آگے جا کر وہ دائیں طرف مڑ گیا۔ یہ بھی ایک سائیڈ سٹریٹ تھی لیکن یہ گلی آگے جا کر بند ہو گئی تھی۔ لیکن عمران چونکہ دیر تک اس عمارت میں رہا تھا اس نے اس دوران اس کا محل وقوع اچھی طرح جانچ لیا تھا۔ چنانچہ اس گلی کے اختتام پر پہنچ کر وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر سائیڈ کی اونچی دیوار کے کناروں پر اس کے ہاتھ جم گئے۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے بازوؤں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا۔ دیوار پر چڑھ کر وہ آہستہ سے اندر کود گیا۔ کیونکہ دیوار پر لیٹا ہوا وہ سامنے والی گلی سے صاف نظر آ سکتا تھا۔ یہ اس عمارت کا عقبی حصہ تھا اور جس جگہ عمران اترا تھا وہ جگہ ٹوائلٹ کی بیک تھی جہاں کوڑا کرکٹ جمع کیا گیا تھا۔

عمران نیچے اترتے ہی تیزی سے ٹوائلٹ کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا اصل عمارت کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔ وہ لوگ جنہوں نے اسے رہا کیا تھا عمارت کے سامنے کے رخ پر موجود تھے۔ ان کی ہلکی ہلکی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھی۔

عمران سائیڈ سے ہوتا ہوا سامنے والے برآمدے کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔ اب وہ نہ صرف ان لوگوں کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا بلکہ واضح طور پر ان کی گفتگو بھی سن سکتا تھا۔

"حیرت انگیز بات ہے کہ نعرے لگانے والے اور ان پر فائرنگ کرنے والے سب کے سب یوں غائب ہو گئے ہیں ــــ جیسے ان کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو" ــــــ اسی نوجوان باس کی آواز سنائی دی۔

"باس! ــــ دراصل ہم سے اندازے کی غلطی ہوئی ــــ اگر ہمیں ذرا سا بھی اس ڈرامے کا احساس ہوتا تو ہم عمارت کی شمالی گلیوں میں بھی

آدمی بٹھا دیتے ——— لیکن ہمارا خیال تھا کہ یہ اجلاس چوری چھپے ہوگا اس لیے پشت کی طرف سے لوگ اندر آئیں گے" ——— نمبر وَن کی آواز سنائی دی۔

"دیکھو! — اب صرف نمبر فائیو کی رپورٹ کا انتظار ہے ——— وہ شاید کسی کا تعاقب کر رہا ہو" ——— باس نے جواب دیا۔ اس کے بعد کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی۔

تھوڑی دیر بعد ٹوں ٹوں کی آواز ابھری تو باس نے جلدی سے جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"یس — مارشل سپیکنگ۔ اوور" ——— نوجوان باس نے قدرے اونچی آواز میں کہا اور عمران اس کا نام سن کر بری طرح چونک پڑا کیونکہ اس کے پاس کاسٹریا کی سپیشل سروس کی جو فائل تھی اس میں مارشل کے بارے میں بھی معلومات مہیا کی گئی تھیں اور اسے کاسٹریا کا سپیشل ایجنٹ قرار دیا گیا تھا جسے کاسٹریا کی ریڈ آرمی خصوصی مشن پر ہی آگے لایا کرتی تھی۔ اور اس کی شہرت اس معاملے میں خاصی تھی اور اب وہ نوجوان اپنے آپ کو مارشل کہہ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ——— اچھا کیا — اس لڑکی کو زیرو پوائنٹ پر پہنچا دو — میں وہیں آ رہا ہوں ——— سب کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔ اوور اینڈ آل" ——— مارشل نے دوسری طرف سے کوئی رپورٹ سننے کے بعد ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"نمبر فائیو کامیاب رہا ہے ——— اس نے ایک ایسی لڑکی پکڑی ہے

جو پولیس کی وردی میں تھی اور جس نے ایک گلی کے اندھیرے میں پولیس یونیفارم اتارنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں یونیفارم کے بازو پھنس گئے اور وہ نمبر فائیو کے ہاتھوں میں جکڑی گئی ——— یہ لڑکی یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کی رکن ہو گی ——— کیونکہ پہلی رپورٹ میں یہ بتایا گیا تھا کہ اس گروپ میں ایک یورپین لڑکی بھی شامل ہے" ——— مارشل نے نمبر وَن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گڈ! ——— ہم اب اس لڑکی کی مدد سے آسانی سے سب کو گرفتار کر سکتے ہیں" ——— نمبر وَن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں واقعی! — اب مسئلہ جلد حل ہو جائے گا ——— میں اب چلتا ہوں۔ تم یہاں خیال رکھنا۔ جب سب ایجنٹ یہاں واپس پہنچ جائیں تو تم انہیں لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچ جانا ——— میں مزید ہدایات وہیں آ کر دوں گا" ——— مارشل نے کہا۔

"اب آپ زیرو پوائنٹ پر جائیں گے" ——— نمبر وَن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — میں جلد از جلد اس لڑکی سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں" ——— مارشل نے کہا۔

"لیکن باس! ——— زیرو پوائنٹ اس کے لئے درست جگہ نہ رہے گی ——— کیونکہ ان الفاظ کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ وہ خوبصورت لڑکیوں کا شکاری ہے ——— ایسا نہ ہو کہ اس کے آدمی اسے آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی مطلع کر دیں اور وہ کوئی گڑبڑ کر دے" ——— نمبر وَن نے دبے لہجے میں کہا۔

"الفانسو کی یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ مارشل کے شکار پر ہاتھ ڈالے۔ تم بے فکر رہو" ـــــ مارشل نے سخت لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جب مارشل دروازے سے باہر نکل گیا تو عمران ذرا سا اور آگے کو کھسک آیا۔ عمارت میں اس وقت تین افراد موجود تھے۔ لیکن ان میں سے دو ایک طرف دیوار کے ساتھ خاموش کھڑے تھے۔ شاید وہ غیر اہم ممبر تھے۔

"نمبر الیون اور تھرٹین! ـــ تم دونوں باہر جاؤ اور چیک کرو کہ پولیس کیا کر رہی ہے ـــ ایسا نہ ہو کہ پولیس نے کوئی کلیو ڈھونڈ لیا ہو اور وہ ہم سے بازی لے جائیں" ـــــ نمبر ون نے مارشل کے جاتے ہی ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا جو دیوار کے ساتھ خاموش کھڑے ہوئے تھے اور نمبر ون کے حکم دیتے ہی وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ اس کے لئے میدان صاف ہو گیا تھا ورنہ اس سے پہلے اس نے ان تینوں سے بیک وقت نمٹنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن قدرت نے خود ہی اس کا کام آسان کر دیا تھا۔ نمبر نائن کی رپورٹ سنتے ہی اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ جولیا نمبر نائن کے ہتھے چڑھ گئی ہے لیکن وہ اس لئے مطمئن تھا کہ یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوا ہے۔ جولیا کو باقاعدہ اس بات کی ہدایت کی گئی تھی۔ کیونکہ ایکسٹو کے آدمی آرتھر کو اس نے خاص طور پر جولیا کی نگرانی کا حکم دیا تھا۔ تاکہ اگر جولیا پر کوئی ہاتھ ڈالے تو آرتھر اس آدمی کو پکڑ کر وہیں رہائش گاہ

پر لے آئے۔ اور اسی لئے عمران نے جولیا کو خاص طور پر سائیڈ گلی میں گھسنے کا حکم دیا تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ عمارت کی سائیڈ میں موجود اس اکلوتی گلی کی یقیناً نگرانی کی جا رہی ہو گی۔

جولیا کو دراصل اس نے چارے کے طور پر استعمال کیا تھا تاکہ نگرانی کرنے والوں میں سے کسی پر ہاتھ ڈالا جا سکے۔ اور اس طرح ریڈ آرمی کی اندرونی صورت حال کا پتہ چلایا جا سکے۔ لیکن یہاں پہنچ کر صورت حال اسے مختلف نظر آئی تھی۔ ریڈ آرمی کی بجائے کاسٹریا کی سپیشل سروس ان کے خلاف کام کر رہی تھی اور عمران جانتا تھا کہ ایسی سروسز میں عام ممبرز کو بنیادی معلومات حاصل نہیں ہوتیں اور یہ معلومات صرف باس یا اس کے نمبر ون اسسٹنٹ تک ہی محدود رہتی ہیں۔ مارشل باس تھا اور وہ اس کے سامنے گیا تھا۔ وہ چاہتا تو اس کا تعاقب کر سکتا تھا لیکن عمران کو معلوم تھا کہ جب تک وہ چکر کاٹ کر سامنے کے رخ پر پہنچتا، مارشل کہیں سے کہیں پہنچ چکا ہوتا۔ اس لئے اس کے پیچھے بھاگنا حماقت تھی۔ اس کا اسسٹنٹ نمبر ون سامنے تھا اور اس سے بنیادی معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں۔ کیونکہ عمران نے دیکھ لیا تھا کہ زیرو پوائنٹ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

ان دونوں ممبروں کے باہر جاتے ہی عمران نے آگے بڑھنے کی بجائے دیوار پر زور سے ہاتھ مارا اور دبے قدموں پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ جلتے ہوئے موٹے موٹے پائپوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔ اس کی توقع کے عین مطابق کھٹاک کی آواز نے نمبر ون کو اپنی طرف

کھینچ لیا تھا۔

نمبرون بڑے محتاط انداز میں ہاتھ میں سٹین گن پکڑے برآمدے کی سائیڈ میں آیا اور اس نے بڑی احتیاط سے سر نکال کر سائیڈ وے میں دیکھا لیکن عمران تو پائپوں کی اوٹ میں تھا۔ وہ اسے سرسری طور پر کیسے نظر آ سکتا تھا۔ چنانچہ نمبرون اطمینان سے آگے بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ پائپوں کے قریب آیا، عمران اچانک اوٹ سے نکلا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ نمبرون سنبھلتا، عمران بھوکے عقاب کی اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے وہی داؤ استعمال کیا جو اس سے پہلے نمبرون اور اس کے ساتھیوں نے عمران پر استعمال کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نمبرون اس کے سر کے اوپر سے گھومتا ہوا نیچے زمین پر جا گرا۔ اور عمران نے انتہائی پھرتی سے بوٹ کی ٹو اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے نمبرون کی کنپٹی پر مار دی اور نمبرون کراہتا ہوا دوبارہ ڈھیر ہو گیا لیکن پھر اس کا جسم ایک جھٹکا لے کر سیدھا ہونے لگا۔ مگر اسی لمحے عمران کی لات دوبارہ حرکت میں آئی اور بوٹ کی دوسری ضرب اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑی اور نمبرون اس بار مکمل طور پر چت ہو گیا۔ سٹین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر پہلے ہی ایک طرف گر گئی تھی۔

عمران نے جھپٹ کر وہ سٹین گن اٹھائی۔ اسے بغل سے لٹکایا اور پھر جھک کر اس نے پشت کے بل زمین پر پڑے ہوئے نمبرون کو اٹھانا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے سینے پر خوفناک ضرب لگی اور عمران اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ نمبرون، عمران کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور پھرتیلا ثابت ہوا تھا۔ عمران نے نیچے گرتے ہی کسی گیند کی

طرح اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی۔ لیکن نمبرون نے اچھل کر اس پر چھلانگ لگائی اور اس نے دونوں ہاتھ عمران کے جسم کے دونوں اطراف میں جما کر نہ صرف عمران کو اٹھنے سے جبراً روک دیا، بلکہ پوری قوت سے عمران کی ناک پر ٹکر مارنے کی کوشش کی، لیکن عمران نے اپنے جسم کو نیچے کی طرف انتہائی تیزی سے حرکت دی اور وہ کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کے جسم کے نیچے سے کھسک گیا۔ اور نمبرون کی ٹکر پوری قوت سے زمین پر پڑی اور اسی لمحے عمران نے اسے سائیڈ میں الٹ دیا۔ ٹکر بھی زوردار تھی اس لئے نمبرون کا جسم چند لمحوں تک ڈھیلا رہا۔ اور عمران نے اسے سائیڈ میں رکھتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو موڑا اور اس بار عمران اس کے اوپر تھا۔ لیکن اس نے نمبرون کی طرح ٹکر مارنے کی حماقت نہ کی تھی بلکہ اس نے اوپر آتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دونوں گھٹنے جوڑ کر پوری قوت سے نمبرون کی ناف پر مارے اور نمبرون کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اچانک پیدا ہونے والی خوفناک تکلیف نے اسے فوری جوابی کارروائی کرنے کے قابل نہ چھوڑا۔ اور عمران اچھل کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ساتھ ہی وہ نمبرون کا ایک بازو بھی پکڑ کر ساتھ ہی اٹھانے میں کامیاب ہو گیا اور اوپر اٹھتے ہی عمران نے بجلی کی سی تیزی سے نمبرون کے سر کی دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ نمبرون کا بازو اس کی گرفت میں تھا جو اس کے ساتھ ہی آگے بڑھا اور دوسرے لمحے کڑاک کی آواز ابھری اور نمبرون کے حلق سے ایک اور چیخ نکل گئی اس کے کندھے کا جوڑ نکل چکا تھا۔ اور عمران بھی چاہتا تھا کہ وہ فوری طور پر

بے بس ہو جاتے۔

نمبر ون نے کروٹ بدل کر ایک بازو کے بل پر اٹھنا چاہا لیکن اب عمران بھلا اُسے اتنا موقع کہاں دینے والا تھا۔ وہ تیزی سے جھکا اور اس نے کمان کے انداز میں اوپر کو اٹھنے والے جسم کے نیچے ایک ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے نمبر ون کا نچلا جسم فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ اب اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں اور عمران نے اس کی دونوں ٹانگوں کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر پوری قوت سے مخالف سمتوں میں دھکیل دیا اور ایک بار پھر کھٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ نمبر ون کے حلق سے دبی ہوئی چیخ نکلی اس کی ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ کھسک چکا تھا اب وہ مکمل طور پر بے کار ہو چکا تھا۔ اس کا پورا جسم ڈھیلا پڑ گیا اور عمران اس کی دبی ہوئی چیخ سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ بیہوش ہونے کے قریب ہے۔ اس لئے جیسے ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑا، عمران نے ایک جھٹکا دے کر اس کے جسم کو اپنے کاندھے پر لادا اور پھر تیزی سے سائیڈ وے میں دوڑتا ہوا اسی ٹوائلٹ کی طرف بڑھ گیا جس کے عقب میں وہ دیوار پار کر کے اترا تھا۔ یہ جگہ اصل عمارت سے کافی فاصلے پر تھی۔

ٹوائلٹ کے قریب پہنچ کر اُسے پچھلے حصے میں ایک دروازہ نظر آ گیا جس کی کنڈی اندر سے بند تھی اور عمران ٹوائلٹ کی طرف مڑنے کی بجائے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نمبر ون اس کے کاندھے پر کسی لاش کی طرح لٹکا ہوا تھا۔

عمران نے دروازے کی کنڈی کھولی اور جب دوسری طرف جھانکا تو

اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار اُبھر آئے۔

یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی جس میں کوارٹر بنا ہوا تھا۔ شاید یہ سرونٹ سائیڈ تھی اس لئے اُسے اصل عمارت کے احاطے سے بھی علیحدہ بنایا گیا تھا۔ وہاں موجود ویرانی بتا رہی تھی کہ یہ جگہ خالی ہے۔

عمران نے تیزی سے دروازہ پار کیا اور نمبر ون کو ایک طرف لٹا کر وہ واپس اسی عمارت میں آیا۔ اس نے دروازے کی کنڈی دوبارہ اندر سے بند کی اور پھر دوبارہ اُسی جمپ کے سے انداز میں اچھلا اور دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔ اب ادھر سے دروازہ کھلا نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو شک نہ پڑ سکتا تھا کہ یہاں سے دوسری طرف کوئی گیا ہے۔ اندر سے بند کنڈی ہر دیکھنے والے پر یہی ظاہر کر سکتی تھی کہ اس طرف کوئی نہیں گیا۔ اور عمران یہی چاہتا تھا کہ اُسے کچھ وقت ایسا مل جائے جس میں وہ اطمینان سے نمبر ون سے پوچھ گچھ کر سکے کیونکہ وہ اسے اٹھا کر باہر نہ جا سکتا تھا۔ ورنہ پولیس یا نمبر ون کے کسی ساتھی کی نگاہ میں بھی آ سکتا تھا۔ اور ویسے بھی اس کے پاس کوئی سواری موجود نہ تھی جس میں وہ اُسے ڈال کر کہیں اور لے جا سکتا۔ کیونکہ جیپیں تو اینجو کے ساتھی ان کے نیچے اترتے ہی بھگا کر لے گئے تھے ان کے نزدیک ترین جگہ پہلے ہی منتخب تھی جہاں پہنچتے ہی ان پر عارضی طور پر کیا گیا پولیس جیپوں والا رنگ صاف کر دیا جاتا تھا اور پھر عام جیپوں کی طرح وہ آسانی سے واپس جا سکتی تھیں۔

دیوار سے کود کر عمران تیزی سے ایک طرف بیہوش پڑے ہوئے نمبر ون کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کا بازو پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا کمرے

کے اندر لے گیا۔

کمرہ کاٹھ کباڑ سے بھرا ہوا تھا۔ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اُسے کسی ایسی چیز کی تلاش تھی جس سے وہ نمبرون کے ہاتھ پاؤں باندھ سکتا لیکن بظاہر کوئی ایسی چیز نظر نہ آ رہی تھی۔ عمران نے اپنے دونوں بوٹوں کے تسمے کھولے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ باندھ کر اس نے ان تسموں کی مدد سے نمبرون کے دونوں پاؤں باندھ دیئے اور پھر اس نے نمبرون کو دونوں ہاتھوں سے ذرا اوپر کو اٹھا کر اس کا کوٹ پیچھے کی طرف کھسکایا جیسے اُسے اتار رہا ہو لیکن آدھے بازو اتار کر اس نے کوٹ چھوڑ دیا۔ اب نمبرون کے دونوں بازو اس کے اپنے ہی کوٹ میں جکڑے گئے تھے۔ پھر عمران نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ تقریباً آٹھویں، دسویں تھپڑ پر نمبرون کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے جھرجھری لے کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں سُرخ تھیں۔ عمران چونکہ اچھی طرح جانتا تھا کہ نمبرون سپیشل ایجنٹ ہے اور ان لوگوں کو ایسی ٹریننگ دی جاتی ہے کہ وہ انتہا درجے کا تشدد بھی برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اُسے معلوم تھا کہ تشدد سے وہ نمبرون سے کچھ حاصل نہ کر سکتا۔

نمبرون آنکھیں کھول کر غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تم وہی ہیئرملی والے ہو" ۔۔۔ نمبرون نے کچھ لمحوں کے بعد حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ تم نے صحیح پہچانا ہے نمبرون! ۔۔۔ لیکن کاش تم اور

تمہارا مارشل مجھے اس وقت پہچان لیتا ۔۔۔ جب میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن تم دراصل کون ہو ۔۔۔؟ اور تم مجھے کہاں لے آئے ہو" ۔۔۔؟ نمبرون نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔ اپنی ٹریننگ کی بنیاد پر اس نے ذرا ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"تم نے میرے ساتھ زیادتی کی تھی ۔۔۔ مجھے نیچے گرا کر میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دی تھیں ۔۔۔ اس لئے میں نے تم سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا ہے ۔۔۔ میں جب دوبارہ اندر گھسا تو وہ مارشل دروازے کی طرف جا رہا تھا ورنہ میں نے اس سے بھی انتقام لینا تھا۔ بہرحال اب پہلے تمہارا نمبر ہے اس کے بعد مارشل کا نمبر بھی آ جائے گا" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"انتقام ۔۔۔ کیسا انتقام" ۔۔۔؟ نمبرون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن بازو کوٹ میں بندھے ہوئے اور ٹانگیں بندھی ہونے کی وجہ سے وہ اُٹھ نہ سکتا تھا اور ویسے بھی اس کا ایک بازو اور نچلا دھڑ بیکار تھا اس لئے اس کے اٹھنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"میں نے یہاں باہر ایک گڑھا کھدوا رکھا ہے ۔۔۔ بڑی محنت سے کھدوایا ہے میں نے ۔۔۔ اب اس میں تمہارے گوشت کا قیمہ اور ہڈیوں کا چورا ڈالوں گا ۔۔۔ اور پھر کل یہاں آ کر اس گڑھے پر ماٹاسا کا پودا لگا دوں گا ۔۔۔ جانتے ہو ماٹاسا کا پودا کب پھول دیتا ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مانٹاسا — یہ کونسا پودا ہے — میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں" — نمبروَن نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اب اس کی آنکھوں میں ایسے تاثرات ابھرنے لگے تھے جیسے وہ عمران کو پاگل اور ذہنی مریض سمجھنے لگا ہو۔ اور یہی عمران چاہتا تھا۔

"ارے تم مانٹاسا کو نہیں جانتے — بڑا خوبصورت پودا ہوتا ہے اس پر سرخ رنگ کے بگل نما پھول لگتے ہیں — لیکن یہ پودا پھول اس وقت دیتا ہے جب اسے انسانی گوشت اور خون کی کھاد ڈالی جائے — اور اس کا ایک پھول اگر کوئی شخص کھا لے تو اس کی عمر دس سال بڑھ جاتی ہے اور دس بیماریاں اس کے بدن سے نکل جاتی ہیں — اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس گڑھے پر مانٹاسا کا پودا لگاؤں گا" — عمران نے یوں کہا جیسے اُسے مانٹاسا کا پھول کھانے کا بڑا شوق ہو۔

"سنو! — کیا تم پاگل ہو — ہم نے تو تمہیں چھوڑ دیا تھا — اگر ہم چاہتے تو تمہیں اسی وقت ہی سزا دے دیتے — گولی مار دیتے — پھر تم کس بات کا انتقام لے رہے ہو" — نمبروَن نے اب اُسے رجھانا شروع کر دیا۔

"چھوڑا تو مجھے اس شخص نے تھا جسے تم مارشل کہہ رہے تھے — تم نے تو نہیں چھوڑا تھا — اس کے ساتھ میں رعایت کر سکتا ہوں کہ اس کے گڑھے میں مانٹاسا کی بجائے مولسری کا پودا لگا دوں گا۔ اس کے پھول بھی بہت خوبصورت ہوتے ہیں" — عمران نے دانت نکوستے ہوئے جواب دیا۔

"سنو! — اس طرح قتل و غارت کا کوئی فائدہ نہیں — میرے ساتھی تمہیں ڈھونڈ نکالیں گے اور پھر وہ تمہاری بوٹیاں اڑا دیں گے — تم مجھے چھوڑ دو میں سب کچھ بھول جاؤں گا" — نمبروَن نے کہا۔

"تمہیں چھوڑ دوں! — تمہیں — جس نے مجھے نیچے گرا کر ہتھکڑی لگا دی تھی — تمہیں تو نہیں چھوڑ سکتا — البتہ ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تم اپنی جگہ گڑھے کے لئے کوئی دوسرا آدمی دے دو — اپنی حیثیت اور رتبے کا آدمی — پھر میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور اُسے گڑھے میں ڈال کر اس پر مانٹاسا کا پودا لگاؤں گا" — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — مجھے یہ شرط منظور ہے — تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں اپنی حیثیت اور رتبے کا آدمی دیتا ہوں" — نمبروَن نے گنجائش نکلتے ہی فوراً آفر کر دی۔

"اب مجھے کیا معلوم کہ تمہارا رتبہ اور حیثیت کیا ہے — پہلے تم مجھے اپنا رتبہ اور حیثیت بتاؤ" — عمران نے یوں شکل بنائی جیسے بچے ضد کرتے ہیں۔ اب اس کی باچھوں سے رال بھی بہنا شروع ہو گئی تھی اور وہ اب سکہ بند ذہنی مریض نظر آنے لگا تھا۔

"تم میرا رتبہ نہیں جان سکتے — میں حکومت کا بہت بڑا افسر ہوں" — نمبروَن نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں پڑھا لکھا ہوں — مجھے معلوم ہے کہ تمہارا تعلق ریڈ آرمی سے ہے لیکن تمہارا وہاں کیا عہدہ ہے تاکہ جب تم مجھے اپنے بدلے میں آدمی دو تو مجھے معلوم ہو سکے کہ وہ تمہارے عہدے کا ہی ہے" — عمران نے

آنکھیں مٹکاتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا ریڈ آرمی سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔۔۔ میں سپیشل ایجنسی کا نمبر ون ہوں" ۔۔۔ نمبر ون نے ایک پاگل پر رعب ڈالنے کے لئے کہا۔

"بکواس! ۔۔۔ تم نمبر ون کیسے ہو سکتے ہو ۔۔۔ پاگل سمجھ رکھا ہے تم نے مجھے ۔۔۔ وہ مارشل تمہیں حکم دے رہا تھا۔ بھلا نمبر ون کو کون حکم دے سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم سمجھتے کیوں نہیں ۔۔۔ مارشل تو ہمارا لیڈر ہے ۔۔۔ باس ہے ہمارا ۔۔۔ نمبر ون میں ہوں ۔۔۔ اس کے بعد نمبر ٹو ۔۔۔ نمبر تھری ۔۔۔ اس طرح باقی عہدے ہیں" ۔۔۔ نمبر ون نے الجھ کر جواب دیا۔ ظاہر ہے ایک پڑھے لکھے پاگل کو سمجھانا بہت مشکل کام تھا۔

"اچھا تو یوں کہو۔ لیکن پھر تم اپنے بدلے میں نمبر ون کیسے دے سکتے ہو ۔۔۔ تم تو نمبر ٹو دے دو گے" ۔۔۔ عمران نے ایک نئی حجت نکالتے ہوئے کہا۔

نمبر ون چند لمحے الجھے ہوئے انداز میں عمران کو دیکھتا رہا۔ جیسے اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی ہو کہ آخر کس طرح بات بنائے۔

"سنو! ۔۔۔ ہمارے ہیڈ کوارٹر میں دو نمبر ون ہوتے ہیں ۔۔۔ میں تمہیں اپنے بدلے دوسرا نمبر ون دے دونگا" ۔۔۔ آخر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر ون نے جواب دیا۔

"دوسرا نمبر ون! ۔۔۔ چلو پھر تو ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن اس کے لئے تو تمہارے ہیڈ کوارٹر جانا پڑے گا ۔۔۔ ہو سکتا ہے تم ہیڈ کوارٹر جانے سے پہلے ہی مجھے ڈاج دے جاؤ۔ اس لئے میں اس وقت یقین

کروں گا ۔۔۔ جب تم مجھے اپنے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا دو گے تاکہ اگر تم ڈاج دے جاؤ تو میں خود وہاں پہنچ جاؤں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اور اگر میں غلط پتہ بتا دوں تو پھر تم کیا کرو گے" ۔۔۔ نمبر ون نے کہا۔ شاید وہ عمران کی ذہنی حالت کو مزید چیک کرنا چاہتا تھا۔

"تو میں تمہیں چھوڑوں گا ہی نہیں" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے اس جواب پر نمبر ون بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا سنو! ۔۔۔ ہمارا ہیڈ کوارٹر تھرٹی ڈیوس روڈ پر ہے ۔۔۔ اب تم مجھے چھوڑ دو اور میرے ساتھ چلو ۔۔۔ تاکہ میں تمہیں دوسرا نمبر ون دے سکوں" ۔۔۔ نمبر ون نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ایسے نہیں۔ پہلے میں جا کر تمہارے بتائے ہوئے پتہ کی تصدیق کروں گا ۔۔۔ اگر واقعی وہاں تمہارے ہیڈ کوارٹر کا بورڈ لگا ہوا موجود ہوا ۔۔۔ اور وہاں دوسرا نمبر ون بھی ہوا، تو پھر آ کر میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا ۔۔۔ ورنہ پھر گڑھا ہو گا اور مانٹا سا کا پودا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بورڈ! ۔۔۔ بورڈ کہاں سے آ گیا ۔۔۔ کیا ہماری کوئی دکان ہے ۔۔۔ یہ تو انتہائی خفیہ تنظیم ہوتی ہے ۔۔۔ تم مجھے ساتھ لے چلو۔ میں تمہیں یقین دلا دونگا" ۔۔۔ نمبر ون نے عمران کو بہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مارشل وہاں مل جائے گا ۔۔۔ وہ تو کہیں ریڈ و پوائنٹ پر گیا ہے تم خود ہی اس سے بات کر رہے تھے کہ الفانسو کے آدمی الفانسو کو شہ بتا دیں ۔۔۔ کیا یہ الفانسو تمہارے مارشل سے بھی بڑا عہدیدار ہے ۔۔۔؟" عمران نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے پوچھا۔

"الفانن عہدیدار نہیں ہے۔ یہاں کا سب سے بڑا غنڈہ ہے۔
وہ مارشل کا دوست ہے — اس کا ایک خفیہ اڈہ ہے۔ جہاں وہ
عیاشی کرتا ہے — مارشل بھی جب کوئی لڑکی پھنساتا ہے تو اسے
وہیں لے جاتا ہے۔ اس جگہ کو ہم زیرو پوائنٹ کہتے ہیں" — نمبرون
نے اسے تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔
"اچھا — یہ بات ہے۔ پھر تو مارشل وہاں اکیلا مزے کر رہا ہوگا —
کیوں نہ ہم دونوں پہلے وہاں جائیں — اور مارشل کی بجائے خود مزے
کر لیں — بعد میں تمہارے بدلے دوسرے نمبرون اور مارشل کو لے کر
یہاں آجاؤں گا" — عمران نے کہا۔
"یہ بھی ٹھیک ہے — ایسا کر لیتے ہیں — مجھے کھول دو —
بندھے بندھے میرا جسم سن ہو گیا ہے" — نمبرون تو ایک بار
آزاد ہونا چاہتا تھا۔
"پہلے اس زیرو پوائنٹ کا پتہ بتاؤ — تاکہ اگر تم مجھے ڈاج دے جاؤ
تو کم از کم میں اکیلا وہاں عیش کرنے تو پہنچ جاؤں" — عمران نے کہا۔
"اوہ! — تم بڑے وہمی آدمی ہو — اچھا ٹھیک ہے — ٹرزرو
پر پیلے رنگ کی عمارت ہے — اس کا نمبر چھبیس تیرہ ہے — ہم اسے
زیرو پوائنٹ کہتے ہیں — بس اب کھول دو مجھے" — نمبرون نے الجھے
ہوئے لہجے میں کہا۔
"نمبرون صاحب! — تم واقعی احمق نمبرون ہو — تمہیں کس نے
سپر ایجنٹ بنا دیا ہے — تم تو ہمارے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بھی گئے
گذرے ثابت ہوئے ہو" — اچانک عمران نے اپنے اصل لہجے

میں بات کرتے ہوئے کہا اور نمبرون یوں بری طرح چونک پڑا جیسے اس
کے قدموں میں ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔
"کک — کیا مطلب — کیا تم ایشیائی ہو" — ؟ نمبرون کا چہرہ
حیرت اور خوف سے بگڑ گیا۔ اس کے لہجے میں شدید تعجب تھا۔
"ایشیائی ہونا جرم تو نہیں ہے — لیکن تم لوگوں نے واقعی
اسے جرم بنا رکھا ہے — بہرحال اب تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تم کس
طرح مرنا چاہتے ہو۔ کیونکہ جو کچھ میں نے معلوم کرنا تھا وہ میں نے کر لیا
ہے" — عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔
"اوہ! — میں تو تمہیں پاگل سمجھ رہا تھا — لیکن تم نے تو مجھے
ہی پاگل بنا دیا — تم آخر چاہتے کیا ہو — میرے قتل کرنے سے
تمہارا کونسا مسئلہ حل ہو جائے گا" — نمبرون نے ایک بار پھر اپنے
آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
"مسئلہ ایسے حل ہوگا کہ میں تمہارے میک اپ میں تمہارے ہیڈکوارٹر
میں پہنچوں گا — اور پھر مارشل بھی میری مٹھی میں — اور مارشل
کے ذریعے باقی مسائل بھی حل ہو جائیں گے" — عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"سنو! — تمہارا جو بھی کوئی نام ہے — میں تمہیں خلوص دل سے
ایک آفر دیتا ہوں — مانو یا نہ مانو تمہاری مرضی — جہاں تک میری
معلومات ہیں۔ تم چاہتے ہو کہ اس ملک کا نظام تبدیل کر دیا جائے
تاکہ اس ملک کی حکومت تمہارے ملک میں کوئی منصوبہ پورا نہ کر سکے۔
اسی لئے تم یہاں کی انٹی گورنمنٹ پارٹی ڈیموکریٹک پارٹی کی حمایت کر

رہتے ہوئے ——— نمبروَن نے بااعتماد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری معلومات درست ہیں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں نمبروَن کی باخبری پر حیران تھا۔

"تو سنو! ——— ڈیموکریٹک پارٹی میں کئی غدار ایسے ہیں، جو لمحہ لمحہ کی رپورٹ ریڈ آرمی کے چیف کو پہنچاتے رہتے ہیں ——— ایسے غداروں کی موجودگی میں تم زندگی بھر اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور جہاں تک تمہارے ملک میں کسی منصوبے کا تعلق ہے۔ تو کاسٹریا کا تمہارے ملک سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے ——— یہ سب کچھ روسیاہ کے اشارے پر ہو رہا ہے ——— اور یہ بھی بتا دوں کہ کاسٹریا کا صدر اور مرکزی پارٹی لیڈر اس منصوبے پر کوئی دلچسپی نہیں رکھتے لیکن وہ ریڈ آرمی کے چیف۔ جسے ریڈ چیف کہا جاتا ہے سے خوفزدہ ہیں ——— وہ روسیاہ کا خاص آدمی ہے اور انتہائی بااثر ہے۔ اس لئے اگر تم کسی طرح ریڈ آرمی کے چیف کا خاتمہ کر دو تو پھر تمہیں کچھ اور کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی ——— اور میری آفر یہ ہے کہ اس مشن کے لئے میں تمہیں ہر ممکن امداد مہیا کرنے کے لئے تیار ہوں ہر قسم کی معلومات مہیا کر سکتا ہوں بشرطیکہ میرا نام سامنے نہ آئے" ——— نمبروَن نے کہا اور عمران کو اس کے لہجے سے ہی اس کی سچائی کا اندازہ ہو گیا۔

"کیا ریڈ آرمی کے چیف کے بدلنے سے اس ملک کی پالیسیاں بدل جائیں گی" ——— ؟ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شاید تم یقین نہ کرو ——— لیکن میں سچ کہہ رہا ہوں کہ میں ریڈ آرمی

کا نمبر ٹو ہوں ——— اور مجھے خاص طور پر سپر ایجنٹ نمبروَن بنایا گیا ہے۔ تاکہ میں اس ایجنسی کو ریڈ آرمی کے لئے کنٹرول کر سکوں ——— یہ سارا چکر ریڈ چیف نے چلایا ہے ——— ورنہ قانونی طور پر سپر ایجنٹ مارشل اور ریڈ چیف برابر ہیں ——— اور مارشل براہ راست صدرِ مملکت کو جوابدہ ہے ——— لیکن میری وجہ سے ریڈ چیف سپر ایجنسی کی تمام سرگرمیوں سے نہ صرف واقف رہتا ہے بلکہ اس طرح وہ مارشل کو بھی کنٹرول کرتا ہے ——— اور مارشل صرف ایک ایجنٹ بن کر رہ گیا ہے۔ اگر تم کسی طرح ریڈ چیف کا خاتمہ کر دو تو اس کے بعد ریڈ آرمی کا سربراہ لامحالہ میں بن جاؤں گا ——— اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ریڈ آرمی یا کاسٹریا کبھی تمہارے ملک کے خلاف کوئی منصوبہ نہ بنائے گی۔ اور اگر روسیاہ کے دباؤ کی وجہ سے مجبوراً ایسا کرنا پڑا تو میں خفیہ طور پر تمہارے چیف ایکسٹو کو اطلاع کر دوں گا ——— یہ میرا وعدہ ہے راک مین کا وعدہ ہے" ——— نمبروَن نے کہا۔

"راک مین! ——— تو تمہارا نام راک مین ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں! ——— میرا نام راک مین ہے" ——— نمبروَن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم ایکسٹو سے کیسے واقف ہو" ——— ؟ عمران نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ راک مین کی معلومات نے اسے واقعی چونکا دیا تھا۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں ریڈ آرمی کا نمبر ٹو ہوں ——— اور ریڈ آرمی کی خفیہ لائبریری میں دنیا کے ہر ملک کی سیکرٹ سروسز کا ریکارڈ موجود

ہے ـــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی فائل ہمارے پاس
موجود ہے ـــ لیکن اس فائل میں بنیادی اطلاع صرف اتنی ہے
ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو کہلاتا ہے باقی کوائف
موجود نہیں ـــ البتہ ایک مسخرے قسم کے آدمی علی عمران کے متعلق
تفصیلات ضرور درج ہیں" ـــ راک مین نے جواب دیا اور عمران
مسکرا دیا۔

"کیا اس مسخرے کا فوٹو موجود ہے تمہاری فائل میں" ـــ ؟ عمران
نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فوٹو تو موجود ہے ـــ لیکن وہ دور سے کھینچا گیا ہے۔ پوری
طرح واضح نہیں ہے" ـــ نمبر ون نے جواب دیا۔

"اس فوٹو کے بارے میں مزید تفصیل کیا ہے" ـــ ؟ عمران نے
پوچھا۔ وہ دراصل چیک کرنا چاہتا تھا کہ راک مین جو کچھ کہہ رہا ہے
واقعی سچ ہے یا نہیں۔

"مزید تفصیل کیا ہو سکتی ہے ـــ ہاں مجھے یاد آیا ـــ یہ
کسی ہوٹل سے نکلتے ہوئے کھینچا گیا ہے۔ کیونکہ اس ہوٹل کے
کا نیون سائن اس فوٹو میں موجود ہے ـــ ہوٹل کا نام ـــ مجھے سو
دو ـــ میں نے دس بارہ دن پہلے یہ فائل دیکھی تھی ـــ ہاں ! یاد آیا
ہوٹل شوبرا لکھا ہوا تھا ـــ بس اس سے زیادہ تفصیل نہیں بتا سکتا"۔
نمبر ون نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ واقعی راک
سچ کہہ رہا تھا۔ ہوٹل شوبرا دارالحکومت میں موجود تھا۔

"لیکن تم مجھے ریڈ چیف کو ختم کرنے کے لئے کیوں کہہ رہے ہو۔

یہ کام تم زیادہ آسانی سے کر سکتے ہو" ـــ ؟ عمران نے چند لمحوں کی
خاموشی کے بعد کہا۔

"تمہیں ریڈ چیف کے حفاظتی نظام کے بارے میں علم نہیں ہے
اول تو وہ ہر وقت سرخ رنگ کا نقاب منہ پر چڑھائے رہتا ہے۔ اور
اگر کسی کے سامنے بغیر نقاب کے آ بھی جائے تو وہ میک اپ میں ہوتا
ہے ـــ پھر اس کے دفتر تک پہنچنا کسی کے بس کا روگ نہیں ہے
میرا بھی اس سے تعلق صرف فون تک محدود ہے ـــ البتہ دو تین
بار نقاب میں اس سے ملاقات ہوئی ہے اس لئے میں اس کے خلاف
کچھ نہیں کر سکتا" ـــ راک مین نے جواب دیا۔

"لیکن ہمارا ساتھ دینے سے تمہیں براہ راست کیا فائدہ ہوگا" ـــ ؟
عمران نے پوچھا۔

"سراسر فائدہ ہے ـــ فوری فائدہ تو یہ ہے کہ میری جان بچ
جائے گی ـــ کیونکہ جب تم نے اپنی اصلیت بتائی ہے۔ اس کے
بعد بطور سپر ایجنٹ مجھے یقین ہے کہ تم مجھے کسی صورت میں بھی زندہ
نہیں چھوڑ سکتے ـــ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ میں ریڈ آرمی کا چیف
بن جاؤں گا۔ یہ سب سے بڑا فائدہ ہے" ـــ راک مین نے بڑے
کھلے الفاظ میں جواب دیا۔

"او کے مسٹر راک مین ! ـــ تمہارے لہجے کی سچائی نے مجھے یقین
دلا دیا ہے اس لئے میری طرف سے تم آزاد ہو ـــ اور آزاد ہونے
سے پہلے یہ سن لو کہ میرا نام علی عمران ہے" ـــ عمران نے کہا او
پھر اس کے جسم کو پلٹ کر اس نے اس کی ریڑھ کی ہڈی پہ پاؤں رکھا او

اور اس کی دونوں ٹانگیں مخصوص انداز میں اوپر کو اٹھا دیں تو کٹک کی آواز سے مہرہ واپس اپنی صحیح جگہ پر آ لگا۔ پھر اس نے کوٹ اوپر کر کے راک مین کے بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا بازو حرکت میں آ گیا۔ اور راک مین سیدھا ہو کر اٹھ بیٹھا۔

"تم علی عمران ہو ــــ اب میں باقاعدہ طور پر تم سے دوستی کا اعلان کرتا ہوں ــــ میں نے ناول میں جتنی تعریفیں تمہاری پڑھی ہیں، اس کے بعد تم سے دوستی میرے لئے باعث فخر ہو گی" ــــ راک مین نے تسمے کھول کر کھڑے ہونے کے بعد عمران کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ایک شرط پر ہاتھ ملا سکتا ہوں کہ تم میرا ہاتھ زور سے نہیں دباؤ گے میں ذرا نازک قسم کا آدمی ہوں ــــ ایسا نہ ہو کہ میرا ہاتھ ہی بے کار ہو جائے" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اپنا ہاتھ بڑھا دیا راک مین نے بے اختیار قہقہہ لگایا اور پھر عمران کی توقع کے عین مطابق اس نے عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے جان بوجھ کر اس کا ہاتھ دبا کر اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے اور وہ اپنا ہاتھ علیحدہ کر کے دوسرے ہاتھ سے آہستہ دبانے لگا۔

"حیرت انگیز ــــ تمہارا جسم تو چٹان سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور تم کہہ رہے ہو کہ میں نازک ہوں" ــــ راک مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا ــــ تو تم مجھ سے بھی زیادہ نازک ہو ــــ چلو کوئی بات نہیں۔

میں تمہیں حکیم جالینوس کا ایسا نسخہ بتاؤں گا کہ جس سے تم بھی میری طرح نازک بن جاؤ گے" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ وہ لڑکی کہیں تمہارے گروپ کی تو نہیں ــــ اگر ایسا ہے تو وہ بے چاری اب تک بے حد تکلیف اٹھا چکی ہو گی" ــــ راک مین نے چونکتے ہوئے کہا۔ اسے شاید جولیا کا اب خیال آیا تھا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو ــــ البتہ تمہارا منیر فائیو میرا انتظار کر رہا ہو گا۔ اور مارشل شاید ان دونوں کو ڈھونڈتا پھر رہا ہو گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ تب ٹھیک ہے ــــ اب میرا خیال ہے کہ ہمیں علیحدہ ہو جانا چاہئے ــــ میری غیر حاضری خاصا مسئلہ بن چکی ہو گی۔ بہر حال میں سنبھال لوں گا" ــــ راک مین نے کہا۔

"لیکن تم مجھے ریڈ چیف کے متعلق مزید معلومات کب مہیا کرو گے تاکہ میں اس کے خلاف باقاعدہ کام کا آغاز کر سکوں" ــــ عمران نے کہا۔

"سنو عمران! ــــ ویسے تو میں تمہیں ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا سکتا ہوں، لیکن وہاں تمہارا جانا بے کار ثابت ہو گا ــــ اس ذریعے سے تم کسی صورت میں بھی ریڈ چیف پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔ البتہ ایک کلیو ایسا ہے جس پر اگر تم کام کرو تو شاید بات بن جائے" ــــ راک مین نے عمران کے کاندھے پر دوستانہ انداز میں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ذرا یہ ہاتھ ہٹا لو پلیز ــــ میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا ہے کہ میں

نازک سا آدمی ہوں ــــ ایسا نہ ہو کہ میری کاندھے کی ہڈی ہی ہلکا
ہو جائے" ــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور راک مین
نے ہنستے ہوئے ہاتھ ہٹا لیا۔

"ہاں! ــ اب وہ کلیو بتاؤ" ــــ عمران نے کہا۔

"یہ بات ہے تو اندازے کی ــ لیکن عام طور پر یہ مشہور ہے کہ
ریڈ چیف دراصل سر آرنلڈ ہے۔ یہاں کا معروف اور با اثر سرمایہ دار۔
اس کی محل نما رہائش گاہ آرنلڈ روڈ پر واقع ایک چھوٹی سی پہاڑی کے
اوپر ہے ــــ اور اس اندازے کو مزید تقویت اس بات سے پہنچتی
ہے کہ ابھی ایک قتل کے سلسلے میں جب پولیس انسپکٹر جان، سر آرنلڈ
کی رہائش گاہ پر پوچھ گچھ کے لئے پہنچا تو اسے فوری طور پر قتل کرا
گیا اور نہ صرف قتل کرا دیا گیا ــــ بلکہ حکومتی سطح پر اس کا کیس بھی ختم
کر دیا گیا" ــ ــ راک مین نے کہا۔

"قتل ــ کیا قتل" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"چکر یہ ہوا کہ حکومت شوگران کے ایجنٹوں نے ریڈ آرمی کے شعبہ سپلائی
کے سربراہ کو اپنا ایجنٹ بنا لیا تھا ــــ اس کی خبر ریڈ چیف کو ہو گئی
چنانچہ اس نے اس کے فوری قتل کے احکامات صادر کر دیئے۔ لیکن
ریڈ آرمی نے براہ راست اس میں ملوث ہونے کی بجائے یہاں کی مشہور
جرائم پیشہ تنظیم چیونگم کلب کے پیشہ ور قاتلوں کی خدمات حاصل کر لیں
ادھر شعبہ سپلائی کے سربراہ کو شاید سر آرنلڈ اور ریڈ آرمی کے تعلق کا علم
تھا اس لئے اس نے فوری طور پر اپنی جان بچانے کے لئے اپنے ساتھی کو
جسے بطور ڈرائیور رکھا، اسے سر آرنلڈ کے ڈرائیور کی مخصوص وردی پہنا دی

لیکن پیشہ ور قاتلوں نے اس وردی کی پرواہ کئے بغیر اسے قتل کر دیا۔
وہ قاتل بھی اس جھگڑے میں مارے گئے ــــ اس پر پولیس آفیسر جان
نے جو اس علاقے کا انچارج تھا، فوری تفتیش شروع کر دی۔ وہ انتہائی
با اصول اور کسی صورت میں بھی نہ جھکنے والا اور نہ کسی سے مرعوب ہونے
والا پولیس آفیسر تھا ــــ چنانچہ اس یونیفارم کی وجہ سے وہ فوری طور
پر پوچھ گچھ کے لئے سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ چنانچہ واپسی
پر ایک حادثہ ظاہر کر کے اس پولیس آفیسر اور اس کے اسسٹنٹ
کو قتل کرا دیا گیا اور کیس دبا لیا گیا ــ شاید اس لئے کہ کسی طرح سر
آرنلڈ کے بارے میں مزید تفتیش نہ ہو ــــ ورنہ ہو سکتا ہے کہ لوگ
تفتیش کے نتیجے میں سر آرنلڈ اور ریڈ آرمی کا کوئی تعلق ثابت ہو جاتا"۔
راک مین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ
اس بارے میں رپورٹ وہ پہلے ہی شوگران سیکرٹ سروس کے چیف کے
بھیجے ہوئے پیغام میں پڑھ چکا تھا۔

"جتنی معلومات تمہیں حاصل ہیں ــــ کیا مارشل بھی ان تمام معلومات
سے واقف ہے" ــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ــــ اس کے پاس تو اب کیس بھیجا گیا ہے ــــ میں تو
ریڈ آرمی کے ممبر ہونے کی وجہ سے پوری تفصیل سے واقف ہوں
اسے تو صرف اتنا کہا گیا ہے کہ ایجلو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ
کرنا ہے اور بس" ــــ راک مین نے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ ہمارے متعلق معلومات تمہیں کس نے سپلائی کی
تھیں" ــــ عمران نے اچانک یاد آنے پر پوچھا۔

"ہاں! ــ یہ بات تو واقعی تعجب خیز ہے ــ اس بارے میں میری معلومات قدرے محدود ہیں ــ البتہ اتنا معلوم ہے کہ کسی نے الفانسن کا نام لے کر ریڈ چیف کو تمہاری آمد اور ہینجلو کے گھر کی نشاندہی کی تھی ــ اس وقت ریڈ چیف کو یہ بتایا گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس علی عمران کی سربراہی میں کام کرنے کی بجائے علیحدہ کام کرنا چاہتی ہے اس لئے اس نے یہاں الفانسن کا سہارا لیا ہے ــ الفانسن نے یہ معلومات ریڈ چیف کو مہیا کی ہیں ــ لیکن چھاپہ ناکام ہونے کے بعد ریڈ چیف نے کیس مارشل کے سپرد کر دیا اور الفانسن کے بارے میں بتا دیا ــ مارشل اور الفانسن بے حد گہرے دوست ہیں ــ مارشل الفانسن سے ملا تو وہاں یہ انکشاف ہوا کہ الفانسن تو اس تمام معاملے سے بے خبر ہے ــ پھر اس کی موجودگی میں کسی اجنبی کا فون آیا کہ اس نے الفانسن کے نام پر پہلے معلومات مہیا کی ہیں ــ لیکن ریڈ آرمی ناکام رہی ہے۔ پھر اس نے البرٹ روڈ کا پتہ بتایا۔ مارشل نے فوری طور پر وہاں چھاپہ مارا۔ لیکن عمارت خالی ملی" ــ راک مین نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ الفانسن کون ہے" ــ؟ عمران نے پوچھا۔

"الفانسن کلب کا مالک الفانسن ــ جو زیر زمین دنیا کا شہنشاہ کہلاتا ہے ــ ریڈ چیف اور مارشل دونوں سے اس کے گہرے تعلقات ہیں۔ ویسے میری معلومات کے مطابق وہ چینگھم کلب کا بھی سربراہ ہے" راک مین نے جواب دیا۔

"اوکے مسٹر راک مین! ــ ویری تھینک فل ٹو یو ــ تم واقعی ایک

اچھے دوست ثابت ہوگے ــ اب میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیئے" ــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سنو! ــ رابطے کے لئے میں تمہیں ایک طریقہ بتا دوں ــ تم کسی ٹرانسمیٹر پر زیرو فائیو، زیرو سکس، زیرو، ون الیٹ کراس سات تھ فریکوینسی پر کال کر لینا ــ یہ میری ایجاد کردہ مخصوص فریکوئنسی ہے ــ اور اس پر ہونے والی کال کہیں کیچ نہیں ہو سکتی ــ اس کے باوجود تم کوئی کوڈ استعمال کر لینا تو زیادہ بہتر ہے ــ میں تمہیں ہر قسم کے حالات سے آگاہ کرتا رہوں گا" ــ راک مین نے کہا۔

"مارس کوڈ جانتے ہو" ــ؟ عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔

"مارس کوڈ ــ ہاں! اچھی طرح جانتا ہوں" ــ راک مین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اسے ڈی فال کر کے میں گفتگو کروں گا ــ سمجھ جاؤ گے ناں" ــ عمران نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! ــ واقعی یہ درست رہے گا ــ واقعی تم بے حد ذہین ہو ــ ڈی مارس کوڈ کو ڈی فال کر کے حل کرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ــ ٹھیک ہے" ــ راک مین نے ہنستے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے ــ گڈ بائی" ــ عمران نے کہا اور پھر اس نے آگے قدم بڑھایا۔

اسی لمحے عمران کو اپنے جوتوں کے تسموں کا خیال آگیا۔ بغیر تسموں کے جوتے ویسے بھی مشکوک ہو سکتے تھے۔ اور پھر اس سے چلنے میں بھی

تکلیف ہوتی تھی ۔۔۔ اس لئے اس نے جیب سے تسمے نکالے جو
وہ پہلے ہی زمین سے اٹھا کر جیب میں رکھ چکا تھا۔ اور پھر نیچے بیٹھ
کر تسمے باندھنے شروع کر دیئے۔
راک مین سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔
چند لمحے بعد عمران کو ایک ہلکا سا دھماکا سنائی دیا اور اس نے
دوسرے بوٹ کے تسمے کو گانٹھ دیتے ہوئے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا
کہ راک مین دیوار پار کر کے باہر جا چکا ہے۔ تسمے باندھنے کے بعد اس
نے بھی دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

عمران جیسے ہی اینجلو کی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ اس کے تمام
ساتھیوں نے اُسے گھیر لیا۔ اس میں جولیا بھی شامل تھی۔
"تم کہاں غائب ہو گئے تھے ۔۔۔ ہم سب تمہارے لئے پریشان
تھے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔
"اوہ اچھا! ۔۔۔ جولیا بھی پریشان تھی ۔۔۔ واقعی ۔۔۔ اور تنویر تو یقیناً
پریشان ہو گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"میں کیوں پریشان ہوتا ۔۔۔ میری بلا سے ۔۔۔ تم جہنم میں جاؤ" ۔۔۔
تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"تم اب ٹالو نہیں ۔۔۔ تم کہاں غائب ہو گئے تھے ۔۔۔ ؟ اینجلو نے
بھی کئی بار فون کر کے تمہارا پوچھا تھا" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔
"جولیا! ۔۔۔ تم نمبر فائیو سے کیسے بچ گئیں ۔۔۔ تمہیں تو زیرو پوائنٹ
پر لے جایا جا رہا تھا ۔۔۔ اور یہاں کا ٹاپ سپر ایجنٹ مارشل تم سے ملاقات

کے لئے چل پڑا تھا" ——— عمران نے صفدر کی بات کا جواب دینے کی بجائے براہ راست جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اچھا — تو مجھے پکڑنے والا نمبر ٹو تھا — میں جیسے ہی گلی میں گھس کر پولیس یونیفارم اتارنے لگی — ایک نوجوان اچانک اندھیرے سے نکلا اور جب تک میں سنبھلتی، اس نے کوئی چیز پوری قوت سے میرے سر پر ماری — اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔ لیکن جب میری آنکھ کھلی تو میں یہاں موجود تھی — صفدر وغیرہ نے بتایا کہ اینجلو کا آدمی آرتھر مجھے بیہوشی کے عالم میں یہاں پہنچا گیا ہے — اینجلو کا فون آیا تھا تو میں نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ اس کے آدمی آرتھر نے مجھے لے جاتے ہوئے اس آدمی کو چیک کر لیا تھا اور پھر اس نے اسے کور کر لیا — اور اس طرح مجھے یہاں پہنچا دیا گیا" ——— جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہوا — ورنہ مجھے تو فکر ہو گئی تھی کہ کہیں تنویر بیچارے کو ایک اور رقیب کا سامنا نہ کرنا پڑ جائے — خاصا خوبصورت آدمی ہے وہ مارشل" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ — بکواس کی ضرورت نہیں — اور سنو! اب ہم اس طرح احمقوں کی طرح کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے — اگر تمہارے پاس کوئی ٹھوس منصوبہ ہے تو ہمیں بتاؤ — ورنہ ہم واپس چلے جاتے ہیں — یہ بھی کوئی بات ہے کہ پولیس کی وردیاں پہن کر گلیوں میں بھاگتے پھرو — اور پھر یونیفارم اتار کر واپس آ جاؤ" ——— جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے جولیا! — واقعی اس بار ہم نے احمقانہ منصوبہ بندی کی ہے — لیکن بے فکر رہو۔ حماقت کی گہرائی میں ہی ہمیشہ ذہانت چھپی رہتی ہے — جب تک حماقت نہ کی جائے، ذہانت سامنے نہیں آتی — اب دیکھو ہمارے اس احمقانہ منصوبے کی تہہ میں ایک خوبصورت منصوبہ چھپا ہوا تھا جو اب سامنے آ گیا ہے" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر سب چلتے ہوئے اندر کمرے میں آ گئے۔

ابھی وہ کمرے میں بیٹھے ہی تھے کہ ایک نوجوان ہاتھ میں ٹیلیفون اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"باس کا فون ہے" ——— نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور فون عمران کے سامنے والی تپائی پر رکھ کر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس عمران سپیکنگ" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ عمران! — تم واپس آ گئے — کہاں رہ گئے تھے — میں نے تو تمہاری تلاش میں ہر طرف آدمی بھیج دیئے ہیں" ——— اینجلو نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اس کی کیا ضرورت تھی — اخبار میں اعلان گمشدگی چھپوا دیا ہوتا۔ ساتھ ہی ایک بڑا سا انعام — نتیجہ یہ کہ میں دس بار گم ہوتا، دس بار ملتا، اور انعام چلتا ہی رہتا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سے اینجلو نے قہقہہ لگایا۔

"تم فکر نہ کرو — تمہاری کارکردگی پر تمہیں تمہاری توقع سے بھی بڑا انعام ملے گا — تمہارا پہلا منصوبہ ہی بے حد کامیاب رہا۔ پورے

ملک کے اخبارات نے ڈیموکریٹک پارٹی کے اجلاس، جلوس اور نعروں کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر پولیس کی بے دریغ فائرنگ کے خصوصی ضمیمے شائع کئے ہیں ـــــ اور اس طرح ڈی۔ پی نے وسیع پیمانے پر ہمدردیاں حاصل کر لی ہیں، اور لوگ کھل کر اس کی حمایت کر رہے ہیں، اور حکومت اور پولیس کو سرعام بُرا بھلا کہہ رہے ہیں ـــــ یہ بہت بڑی کامیابی ہے" ـــــ اینجلو نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرے ساتھی تو مجھے کہہ رہے ہیں کہ یہ کیا احمقانہ منصوبے شروع کر رکھے ہیں ـــــ وہ تو مجھے واپس جانے کی دھمکی دے رہے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں عمران! ـــــ تمہارا یہ منصوبہ تو انتہائی کامیاب رہا ہے اتنی کامیابی تو ڈی۔ پی نے آج سے پہلے کبھی حاصل نہ کی تھی ـــــ اب تم فوراً کوئی اور منصوبہ سوچو۔ تاکہ اس کام کو مزید تیز کیا جا سکے" ـــــ اینجلو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں سوچتا ہوں ـــــ تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا" ـــــ عمران نے کہا اور پھر گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

نوجوان جو ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر لایا تھا ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"تمہارا کیا نام ہے مسٹر" ـــــ؟ عمران نے رسیور رکھ کر اس سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام جیکسن ہے جناب" ـــــ نوجوان نے جواب دیا۔

"تو مسٹر جیکسن! ـــــ ہمیں دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ چاہیئے۔ طاقتور انجن والی چار کاریں ـــــ سٹین گن ٹائپ اسلحہ ـــــ کچھ ملبوسات، اور میک اپ کا سامان بھی درکار ہے" ـــــ عمران نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ـــــ سب کچھ مہیا ہو جائے گا ـــــ آپ ملبوسات کی تفصیل بتا دیں" ـــــ جیکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

عمران نے سامنے پڑے ہوئے پیڈ پر اس کے ساتھ منسلک پنسل سے تیزی سے ملبوسات کی تفصیل لکھنا شروع کر دی۔ تفصیل مکمل کر کے اس نے پیڈ کا کاغذ پھاڑا اور جیکسن کی طرف بڑھا دیا۔ جیکسن کاغذ لیے سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"لو بھئی تیار ہو جاؤ ـــــ اس بار میں نے تمہارے مطلب کا، اور خاص طور پر تنویر کے مطلب کا منصوبہ بنایا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب چونک کر عمران کو دیکھنے لگے۔ تنویر کے مطلب کے منصوبے کا مطلب تو یہی تھا کہ یہ منصوبہ مار دھاڑ سے بھرپور ہو گا۔

"تفصیل بتاؤ" ـــــ جولیا نے کہا۔

"سنو! ـــــ تمہیں بھی گلہ رہتا ہے کہ میں تمہیں منصوبے کی تفصیلات نہیں بتاتا ـــــ آج تفصیل سے سن لو ـــــ ہمیں یہاں کے ایک بہت بڑے صنعت کار سر آرنلڈ کو اغوا کر کے یہاں لے آنا ہے ـــــ سر آرنلڈ آرنلڈ روڈ پر واقع ایک پہاڑی پر اپنے محل میں رہتا ہے۔ وہاں یقیناً مسلح محافظوں کی ایک فوج موجود رہتی ہو گی ـــــ اس ساری فوج کو

شکست دے کر ہم نے اس سر آرنلڈ کو اغوا کرنا ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اغوا۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ ؟ کیا اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کام بھی رہ گیا ہے کہ لوگوں کو خوامخواہ اغوا کرتی پھرے "۔۔۔ ؟ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اگر تمہاری ہر بات پر بُرا منہ بنانے اور ہر کام کو اپنی توہین سمجھنے کی عادت نہ گئی تو آخر کار سیکرٹ سروس کو بچے اغوا کر کے فروخت کرنے پڑیں گے تاکہ روٹی تو کھا سکیں "۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" بس جولیا !۔۔۔ اس صنعت کار کا اغوا کسی خاص مقصد کے لیے ہوگا۔۔۔ عمران یہاں آکر شوقیہ کام تو نہیں کرتا پھرتا "۔۔۔ صفدر نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

" اس مقصد کا بھی تو پتہ چلے ۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی کہ اُسے اغوا کرلو اور بس "۔۔۔ جولیا نے حجت بازی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

" سنو !۔۔۔ میں نے غائب رہ کر ایک کام کیا ہے ۔۔۔ بڑا اہم کام۔۔۔ ایک ویران مقام پر بیٹھ کر میں نے چِلّہ کاٹا ہے ۔۔۔ اس چلّے کے نتیجے میں ایک جِن وہاں آگیا اور اس نے مجھے معلومات مہیا کرتے ہوئے بتایا کہ ریڈ آرمی کا چیف جسے ریڈ چیف کہا جاتا ہے، دراصل روسیاہ کا خاص آدمی ہے ۔۔۔ اور اسی کی وجہ سے کاسٹریا کا صدر اور دوسرے حکام روسیاہ کے اتنے دباؤ میں ہیں کہ وہ روسیاہ کی خاطر پاکیشیا میں کام کرتے ہیں ۔۔۔ اگر ریڈ چیف کو سامنے سے ہٹا دیا جائے تو پھر روسیاہ کا اتنا دباؤ نہ باقی رہے گا کہ وہ روسیاہ کی شہ پر پاکیشیا میں کام کریں۔ چنانچہ جس مقصد کے لئے ہم ڈی۔ پی کو سامنے لاکر نظامِ حکومت بدلنا

چاہتے تھے ۔۔۔ اور جو ظاہر ہے ایک انتہائی طویل اور صبر آزما کام ہوتا۔۔۔ وہ مقصد ریڈ چیف کو ہٹا دینے سے پورا ہو سکتا ہے اور پھر اس جِن نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ سر آرنلڈ ہی دراصل ریڈ چیف ہے۔ اس لئے میں نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ ریڈ چیف کو اغوا کر کے یہاں لایا جائے اور پھر اس سے مزید معلومات حاصل کر کے آئندہ کی منصوبہ بندی کی جائے "۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ !۔۔۔ یہ تو انتہائی کام کی بات ہے ۔۔۔ اس طرح مسئلہ جلدی حل ہو جائے گا "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اب صورت حال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی نے سر آرنلڈ کو نہیں دیکھا۔۔۔ اس لئے ہم اگر اندھا دھند وہاں حملہ کر بھی دیں تو ہو سکتا ہے کہ ہم سر آرنلڈ کو چیک نہ کر سکیں اور وہ نکل جانے میں کامیاب ہو جائے " عمران نے کہا۔

" اینجلو سے کہہ کر اس کا فوٹو منگوایا جا سکتا ہے ۔۔۔ آخر وہ مشہور آدمی ہے ۔۔۔ کسی نہ کسی اخبار یا رسالے میں اس کا فوٹو شائع ہوتا ہی رہتا ہوگا "۔۔۔ چوہان نے کہا۔

" لیکن میں فی الحال اینجلو سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ ہم اس کی پارٹی کو سپورٹ کرنے کی بجائے کسی اور لائن پر چل پڑے ہیں "۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" بات تو واقعی درست ہے ۔۔۔ لائن تو واقعی بدل گئی ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ اینجلو ہی ہمیں گرفتار کرا دے "۔۔۔ جولیا نے کہا۔

" وہ بعد کی بات ہے ـــ اس کا حل بھی میں نے سوچ لیا ہے یہ دیکھو چابی" ـــ عمران نے جیب سے ایک چابی نکالتے ہوئے کہا۔

" چابی ـــ یہ کیسی چابی ہے" ـــ جولیا نے چونک کر کہا۔

" میں نے ایک پراپرٹی ڈیلر کی معرفت ایک کوٹھی کرائے پر حاصل کر لی ہے ـــ یہاں ایسی کوٹھیاں کرایہ پر مل جاتی ہیں جو ہر قسم کے سازوسامان سے آراستہ ہوتی ہیں ـــ میں نے انہیں کرائے کی دو کاریں بھی وہاں پہنچانے کے لئے کہہ دیا ہے" ـــ عمران نے کہا۔

" لیکن آپ نے اینجلو کے آدمی کو بھی کاروں کے لئے کہا ہے" ـــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اس کوٹھی میں پہنچنے کے بعد ہم یہ کاریں کسی بھی آف سائیڈ روڈ پر کھڑی کر کے اینجلو کو فون کر دیں گے کہ وہ انہیں وہاں سے واپس حاصل کر لے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

" تو مطلب یہ ہوا کہ آپ اب اینجلو اور اس کی پارٹی سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں" ـــ صفدر نے کہا۔

" ایسے ہی سمجھ لو ـــ دراصل ہم یہاں آکر کچھ پھنس سے گئے ہیں۔ محدود سے ہو کر رہ گئے ہیں ـــ اس لئے میں ذرا ہٹ کر اور کھل کر کام کرنا چاہتا ہوں" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" گڈ ـــ تو پھر سر آرنلڈ کو پہچاننے کے لئے تمہارے ذہن میں کیا پروگرام ہے" ـــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم بتاؤ ـــ کیا کیا جائے" ـــ عمران نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہم پہلے فون کر کے معلوم کر لیں کہ سر آرنلڈ موجود ہیں یا نہیں ـــ ظاہر ہے اگر وہ موجود ہوگا تو وہاں کے کسی آدمی پر تشدد کر کے اسے پہچانا جا سکتا ہے" ـــ جولیا نے جواب دیا۔

" سر آرنلڈ جیسے آدمی فون پر کسی کو ملتے ہیں۔ اور نہ ان کے متعلق صحیح بات کسی کو بتائی جاتی ہے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

" ایسا کریں کہ اس کی رہائش گاہ سے کسی آدمی کو اغوا کر لیا جائے اور پھر سر آرنلڈ کا حلیہ بھی معلوم کر لیا جائے ـــ اور اس آدمی کے میک اپ میں وہاں جا کر دیکھا جائے۔ جب سر آرنلڈ موجود ہو تو دوسرے ممبروں کو اطلاع کر دی جائے" ـــ صفدر نے کہا۔

" یہ کام اتنا آسان نہیں جتنا تم نے سمجھ لیا ہے ـــ تمہیں ابھی سر آرنلڈ کی حیثیت کا احساس نہیں ہوا ـــ وہ ریڈ آرمی کا چیف ہے اور آج تک ریڈ آرمی بھی اس کی اصلیت نہیں جان سکی ـــ یوں سمجھ لو کہ جیسے تمہارا باس ایکسٹو ہے۔ اب تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔ اس کے باوجود آج تک تم اس کی اصلیت نہیں جان سکے" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں اس کی اصلیت جانتا ہوں" ـــ تنویر نے فوراً ہی کہا۔

" میں بھی جانتا ہوں کہ وہ ذات کا میراثی ہے ـــ یہی کہو گے نا" ـــ عمران نے فوراً ہی جواب دیا اور تنویر خلاف توقع ہنس پڑا۔

" تمہیں کوئی حق نہیں ہے ہمارے باس کے متعلق ایسے توہین آمیز ریمارکس پاس کرنے کے" ـــ جولیا نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"توہین ـــ میرے خیال میں میرے الفاظ سے میراثیوں کی توہین ہوئی ہو گی"ـــ عمران نے جواب دیا۔

"یو شٹ اپ ـــ نانسنس ـــ تم نے اپنے آپ کو کیا سمجھ رکھا ہے ـــ تمہیں لفٹ کرانے کا یہ مقصد نہیں کہ تم سر پر چڑھ جاؤ"ـــ جولیا غصے سے تلملا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تنویر! ـــ تمہارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ لفٹ کرانے کے بعد"ـــ عمران نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"پلیز عمران صاحب! ـــ یہ موقع ایسا نہیں کہ ہم آپس میں اُلجھ پڑیں ـــ مس جولیا! ـــ آپ عمران صاحب کی عادت جانتی ہیں ـــ پھر کیوں ایسی باتیں کرتی ہیں"ـــ صفدر نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا اور جولیا ہونٹ کاٹتی ہوئی واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔

جولیا کے عمران پر اس طرح غصہ کھانے سے تنویر کے چہرے پر بڑی مطمئن سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"پلیز عمران صاحب! ـــ خوامخواہ کی بحث سے کوئی فائدہ نہیں ـــ آپ ہمارے لیڈر ہیں اور آپ نے یقیناً سارا پروگرام پہلے سے سوچ رکھا ہو گا ـــ اس لئے آپ ہمیں حکم کریں کہ ہم نے اس سارے ڈرامے میں کیا کردار ادا کرنا ہے"ـــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہیروئن کا کردار جولیا ادا کرے گی ـــ ہیرو میرے علاوہ بھلا اور کون ہو سکتا ہے ـــ اور تنویر بیچارے کی تو قسمت میں ہی ولن بننا لکھا گیا ہے ـــ باقی رہے آپ لوگ ـــ تو آپ بڑی خوشی سے

باراتی بن سکتے ہیں ـــ کھانے کو چاول اور پینے کو کوک تو بہرحال مل ہی جائے گا"ـــ عمران کی زبان ظاہر ہے ایک بار جب پٹڑی سے اتر جائے تو پھر دوبارہ اس کا پٹڑی پر آنا اتنا آسان نہ ہوتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں باس سے بات کر لینی چاہئے۔ یہ شخص باز نہیں آئے گا"ـــ جولیا جو خاموش بیٹھی تھی ایک بار پھر پھٹ پڑی۔

"جولیا! ـــ میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اب تم شادی کر ہی ڈالو ـــ ورنہ جیسے جیسے تم بوڑھی ہوتی جاؤ گی ـــ تمہارا چڑچڑاپن بڑھتا جائے گا"ـــ عمران نے بڑے مخلصانہ انداز میں جولیا کو مشورہ دیتے ہوئے کہا اور جولیا نے بڑی پھرتی سے پیپر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ارے ارے مس جولیا ـــ پلیز"ـــ صفدر نے فوراً ہی اس کا بازو پکڑ کر اُسے روکتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ـــ اب تو صفدر بھی سفارش کر رہا ہے ـــ اب تو کر ہی ڈالو شادی"ـــ عمران نے اُسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بات اور زیادہ بڑھتی، اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایکسٹو اندر داخل ہوا۔

"ہیلو دوستو! ـــ کیا میٹنگ ہو رہی ہے"ـــ ایکسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تم انسانوں کی محفل میں کیسے آ گئے ـــ بھلا ـــ فرشتے کا دنیا داری سے کیا تعلق"ـــ عمران نے مسکرا کر موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ـــ اچھا تو تم میرا نام استعمال کرتے رہے ہو"ـــ ایکسٹو نے

ہنستے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ظاہر ہے اس کے علاوہ کیا استعمال کیا جاتا ہے ــــ کسی کے پاس عقل ہوتی ہے تو اُسے استعمال کیا جاتا ہے ــــ کسی کے پاس صرف نام ہوتا ہے" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور اینجلو کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے کچھ سامان منگوایا ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ کوئی نیا پروگرام بنا ہوگا" ــــ اینجلو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــ اب میں نے سوچا ہے کہ ایک ڈرامہ سٹیج کیا جائے ــــ شہزادے شہزادی کا ڈرامہ ــــ جس میں ایک خوفناک دیو سماج بن کر ٹپک پڑتا ہے اور شہزادی کو لے اُڑتا ہے ــــ اور شہزادہ اپنی بہادری اور دلیری سے دیوؤں کی فوج کے کشتے کے پشتے لگاتا ہوا آخرکار شہزادی کو واپس حاصل کر لیتا ہے ــــ اور پھر ان دونوں کی بڑی دھوم دھام سے شادی ہوتی ہے اور پورے ملک میں جشن منایا جاتا ہے ــــ لیکن یار اینجلو! ــ یہ بتاؤ کہ شادی کے بعد جشن کیوں منایا جاتا ہے ــــ؟ حالانکہ اس کے بعد تو فاتحہ خوانی ہونی چاہیئے"۔ عمران نے کہا اور اینجلو جو حیرت سے عمران کی بات سن رہا تھا اس کے آخری فقرے پر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"کیا واقعی کوئی ایسا پروگرام ہے" ــــ؟ اینجلو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ کہ جو آدمی جولیا کو اغوا کرکے لے جا رہا تھا اس کا کیا کیا تم نے" ــــ؟ عمران نے یکلخت بات بدلتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! ــ اس کے متعلق بھی تمہیں بتانا تھا ــ اس سے

ہم نے پوچھ گچھ شروع کی تو اس نے دانت میں چھپے ہوئے زہریلے کیپسول کی مدد سے خودکشی کر لی ہے" ــــ اینجلو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے پوچھ کم کی ہوگی ــ گچھ زیادہ کر دی ہوگی" ــــ عمران نے کہا اور اینجلو کے لبوں پر مسکراہٹ تیر آئی۔ عمران نے پوچھ گچھ علیحدہ علیحدہ کرکے نئی بات پیدا کر لی تھی۔

"وہ تو ہوتا ہی رہتا ہے ــــ اب تم مجھے اپنا نیا پروگرام بتاؤ" ــــ اینجلو نے کہا۔

"سر آرنلڈ کو جانتے ہو" ــــ؟ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"سر آرنلڈ کو کون نہیں جانتا ــ اچھی طرح جانتا ہوں ــ کیوں؟ اس کا ذکر کیسے آ گیا" ــــ؟ اینجلو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ میرا لنگوٹیا دوست ہے ــ اُسے پتہ چل گیا ہے کہ میں یہاں آیا ہوا ہوں ــ اس نے مجھے اپنی رہائش گاہ پر ٹھہرنے کی دعوت بھیجی ہے" ــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــ اُسے کیسے معلوم ہوا کہ تم یہاں ہو ــ؟ یہ تو مسئلہ غلط ہو گیا ــ عام افواہ یہی ہے کہ بلیڈ آرمی کا چیف وہی ہے"۔ اینجلو کا رنگ اُڑ گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خوف سا اُتر آیا تھا۔

"اگر تم کہو تو میں اُسے تمہاری پارٹی میں شامل ہونے پر زور دوں ــ اس سے تمہیں بڑی دھاندلی مل جائے گی" ــــ عمران نے کہا۔

"ہماری پارٹی میں ــ اور سر آرنلڈ ــ کیوں مذاق کرتے ہو ــ؟

بتایا تو ہے کہ عام افواہ ہے کہ وہ ریڈ آرمی کا چیف ہے۔ اور ریڈ آرمی
کا چیف تو ہمارا دشمن نمبر ایک ہے"۔۔۔ اینجلو نے انتہائی سنجیدہ
ہوتے ہوئے کہا۔
"اس میں تو تمہارا فائدہ ہے۔۔۔ تم خود سوچو کہ اگر ریڈ چیف تمہارے
ساتھ ہو جائے تو پھر تمہاری پارٹی کو کتنا فائدہ ہو سکتا ہے۔۔۔ اور
اگر سر آرنلڈ ریڈ چیف نہ بھی ہوا تب بھی اس کی شمولیت تمہاری پارٹی کو
کتنی تقویت دے سکتی ہے۔ اس پر غور کرو"۔۔۔ عمران نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کیا تم سنجیدہ ہو۔۔۔ ریڈ چیف اور ڈی۔ پی میں اتنا فرق ہے جیسے
دن اور رات میں فرق ہوتا ہے۔۔۔ ایسی بات تو سوچنا ہی حماقت
ہے"۔۔۔ اینجلو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"تو پھر سمجھ لو کہ دن اور رات کے ملنے کا وقت آ گیا ہے۔۔۔ میں
نے پروگرام بنا لیا ہے کہ اس طرح ہم اگر صدیوں تک کوشش کرتے رہیں
تو نہ ہی نظام حکومت بدلا جا سکتا ہے۔۔۔ اور نہ ہی تمہاری پارٹی اقتدار
حاصل کر سکتی ہے۔۔۔ کیونکہ میں نے تمہاری پارٹی کی پوزیشن دیکھ لی
ہے۔ اس میں ابھی وہ جان پیدا نہیں ہوئی کہ وہ حکومت سے کھل کر ٹکرا
سکے۔ اس لئے میں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ کسی ایسے آدمی کو شامل کیا
جائے جس سے پارٹی کو صحیح تقویت مل سکے"۔۔۔ عمران نے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ تم مایوس ہو گئے ہو۔۔۔ اور اب ایسی باتیں کر کے
اپنا پیچھا چھڑانا چاہتے ہو۔۔۔ تو عمران! میری طرف سے تم پر کوئی
پابندی نہیں ہے۔۔۔ تم اگر واپس جانا چاہو تو بڑی خوشی سے جا سکتے

ہو۔ کیونکہ میں نے تو تمہیں نہیں بلایا تھا۔۔۔ تم نے خود ہی مجھ سے بات
کر کے آفر کی تھی۔۔۔ بہرحال میری طرف سے تم آزاد ہو۔ ہمارا کیا ہے
جیسے پہلے چل رہا تھا سلسلہ چلتا رہے گا"۔۔۔ اینجلو نے خشک لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"عمران قدم آگے بڑھا کر پیچھے کبھی نہیں ہٹتا۔۔۔ مسٹر اینجلو! اس
بات کو نوٹ کر لو۔۔۔ اور جہاں تک واپس جانے یا آزادی کا تعلق
ہے۔۔۔ تو تم اس بات کو ذہن سے نکال دو کہ عمران کسی کا پابند ہے۔
بہرحال جب وقت آئے گا تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ عمران
مایوس ہو کر پیچھے ہٹ گیا ہے۔۔۔ یا اس نے تمہاری پارٹی ڈی۔ پی کے
لئے واقعی کوئی ٹھوس کام کیا ہے"۔۔۔ عمران نے ایسے بااعتماد اور
ٹھوس لہجے میں کہا کہ اینجلو حیرت سے اس کا چہرہ دیکھتا رہ گیا جس پر
چٹانوں کی سی سنجیدگی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران زندگی میں مسکرایا ہی
نہ ہو۔
"اوہ سوری عمران!۔۔۔ واقعی مجھے ایسی بات نہ کرنی چاہئے تھی۔۔۔
میں نے محسوس کر لیا ہے کہ تمہاری ذہنی صلاحیتیں ہم لوگوں سے کہیں
بلند ہیں۔۔۔ تم نے ایک معمولی سا اقدام کر کے ڈی۔ پی پر چھایا ہوا جمود توڑ
دیا ہے۔ اور ڈی۔ پی جو کام دس سالوں میں نہیں کر سکتی تھی وہ تم نے ایک
قطرہ خون بہائے بغیر چند منٹوں میں کر دکھایا ہے۔۔۔ اس لئے مجھے
یقین ہے کہ تم جو کچھ کرو گے ہمارے لئے وہ آخر کار فائدہ مند ہی ثابت
ہوگا"۔۔۔ اینجلو نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"یہی بات تم میرے ساتھیوں کو سمجھا دو تو اس سے بہتوں کا بھلا ہو گا ـــ یہ تو مجھے کسی قطار شمار میں سمجھتے ہی نہیں ـــ بات بات پر دھمکیاں دیتے ہیں ـــ اب دیکھو! ـــ میں نے مس جولیا کو مشورہ دیا ہے کہ ـــ" عمران نے فوراً ہی مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن جولیا نے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔

"عمران! ـــ فضول باتیں میں پسند نہیں کرتی ـــ اور نہ ہی میں اتنی بے تکلفی کی اجازت دے سکتی ہوں" ـــ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ! ـــ اب بات بنی ـــ چلو جتنی بے تکلفی کی تم اجازت دے سکتی ہو، اتنی ہی دے دو ـــ میرے لئے اتنی ہی کافی ہے" ـــ عمران نے خوش ہو کر کہا۔

اور جولیا ایک جھٹکے سے اٹھی اور پیر پٹختی ہوئی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی۔

"ارے آپ شاید میری موجودگی کی وجہ سے بُرا منا رہی ہیں مس جولیا۔ آپ تشریف رکھیں ـــ میں جا رہا ہوں ـــ عمران! تمہارا سامان تمہیں مل جائے گا ـــ اور میری طرف سے آزادی ہے۔ جیسا چاہو کرو۔ میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا" ـــ انجلو نے تیزی سے اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

انجلو کے جانے کے بعد جولیا خاموشی سے مڑی اور واپس آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ ابھی تک بگڑا ہوا تھا۔

"عمران صاحب! ـــ پلیز پروگرام بتائیے تاکہ کوئی کام ہو سکے" ـــ

اس بار صفدر نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا ـــ کام کرنا چاہتے ہو ـــ ماشاءاللہ ـــ ہونہار ہی اسے کہتے ہیں ـــ میرا خیال ہے کہ میں کہیں سڑک بنانے کا ٹھیکہ لے لوں اور تم سب کو پتھر توڑنے پر لگا دوں ـــ کام بھی ہوتا رہے گا اور منافع بھی ملتا رہے گا ـــ کیا خیال ہے" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی ـــ نہ بتائیں" ـــ صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس بار اس نے عمران کی غیر سنجیدگی کا واقعی بُرا منایا تھا۔

"اب تم میں بھی جولیا جیسی خصوصیات پیدا ہوتی جا رہی ہیں ـــ سچ کہتے ہیں کہ کڑک مرغی کو دیکھ کر مرغے بھی کڑک ہو جاتے ہیں" ـــ عمران نے کہا اور صفدر کھسیانی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ عمران نے انہیں واقعی دل بھر کر زچ کر دیا تھا۔ اور وہ بے بسی سے بس پھیکی ہنسی ہنس کر ہی رہ جاتے۔

"صفدر! ـــ تم خوامخواہ سر کھپا رہے ہو ـــ یہ ہمارا مذاق اُڑا اُڑا کر لطف لے رہا ہے ـــ تم جتنی منتیں کرتے جاؤ گے ـــ یہ اتنا ہی اکڑتا جائے گا ـــ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو ـــ خود کرتا پھرے گا کام۔ جب ہمیں واپسی کے لئے کہے گا چل پڑیں گے ـــ اس وقت تک ہم یہاں تفریح کریں گے ـــ گھومیں پھریں گے ـــ کلب ڈانس دیکھیں گے" ـــ تنویر نے بڑے طنزیہ انداز میں صفدر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ـــ اچھا انداز ہے ـــ بہرحال میری طرف سے تمہیں مکمل آزادی ہے جو چاہو کرتے پھرو۔ ایکسٹو کو حساب کتاب

تم نے ہی دینا ہے ۔۔۔ مجھے کیا" ۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ ہم دے لیں گے ۔۔۔ تم فکر نہ کرو ۔۔۔ ظاہر ہے جب کوئی پروگرام ہی نہیں ہے ۔۔۔ کوئی کام ہی نہیں ہے۔ تو ہم سوائے تفریح کے اور کیا کر سکتے ہیں ۔۔۔ کیوں جولیا" ۔۔۔۔ تنویر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر جاؤ ۔۔۔ میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو ۔۔۔ سدھارو ہوٹلوں اور کلبوں کی طرف" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو تنویر! ۔۔۔ ہم یہاں ڈیوٹی پر ہیں ۔۔۔۔ کسی تفریحی دورے پر نہیں آئے ۔۔۔ اور تم جانتے ہو کہ ڈیوٹی کے دوران تفریح کرنے کے کیا نتائج نکلتے ہیں" ۔۔۔۔ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن ڈیوٹی کا بھی تو پتہ چلے گا ۔۔۔۔ تم بتاؤ کیا ڈیوٹی ہے ہماری" ۔۔۔۔ تنویر نے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ تم خاموشی سے بیٹھ جاؤ ۔۔۔۔ اور عمران جو کہے اس پر عمل کرو ۔۔۔۔ آئندہ تم آزاد ہو ۔۔۔ چاہو تو ایکسٹو کو کسی بھی ایسی مہم پہ جانے سے انکار کر دینا، جس کا لیڈر عمران ہو" ۔۔۔۔ صفدر نے سخت لہجے میں کہا اور تنویر برا سا منہ بناتا ہوا واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔

"نہیں ۔۔۔ خاموش بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ میری طرف سے آپ گانا گا سکتے ہیں ۔۔۔۔ غزلیں پڑھ سکتے ہیں ۔۔۔ اور اگر خدا توفیق دے تو حمد و نعت بھی پڑھ سکتے ہیں" ۔۔۔۔ عمران ابھی تک اسی موڈ میں تھا لیکن اس بار اس کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ سب خاموش بیٹھے رہے۔

"ہاں ہاں ۔۔۔ میں کچھ کہہ سکتا ہوں" ۔۔۔۔ یکایک جوانا نے کہا۔ وہ اب تک خاموش بیٹھا تھا۔ اب پہلی بار بولا تھا اور سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"ہاں ہاں! ۔۔۔ تم بھی بول سکتے ہو ۔۔۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زبان دی ہے تو ضرور بول سکتے ہو ۔۔۔ ویسے صفدر! ۔۔۔ یہ ہمارے ہاں بول براز تو بڑے برے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے ۔۔۔ جبکہ بولنے والی زبان تو کہتے ہیں پاک ہوتی ہے ۔۔۔ یہ کیا چکر ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہماری زبان کی لغات اب پرانی اور فرسودہ ہو چکی ہے اور اب اسے بدلنا چاہیئے ۔۔۔ چلو تم ہی بتاؤ، بول براز میں بول کی جگہ کونسا لفظ لگایا جائے" ۔۔۔۔ عمران نے اور ہی سلسلہ چھیڑ دیا۔

"بول کی جگہ عمران ٹھیک رہے گا ۔۔۔۔ ویسے بھی بولنے میں تمہارا جواب نہیں" ۔۔۔۔ تنویر نے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

تنویر نے بڑا خوبصورت فقرہ چست کیا تھا اور عمران تو ایسے فقروں کی ہمیشہ انتظار میں رہتا تھا۔ باقی ساتھی جو منہ لٹکائے بیٹھے تھے وہ بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔ اور محفل کا رنگ ہی بدل گیا۔

"ہاں! ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہم سب کو خودکشی کر لینی چاہیئے" ۔۔۔ جوانا نے اچانک کہا۔

"اچھا! ۔۔۔ بڑا نیک خیال ہے ۔۔۔۔ بسم اللہ ۔۔۔ بہتوں کا بھلا ہو گا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ماسٹر! ۔۔۔ پہلے تمہیں خودکشی کرنی پڑے گی ۔۔۔۔ ہم اکیلے

تو نہیں کر سکتے" ۔۔۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ البتہ ٹیڑھی کھیر ہے ۔۔۔ میرا دماغ ابھی خراب نہیں ہوا اور جب خراب ہوا تو پھر خودکشی کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آخر تمہیں خودکشی کی کیا سوجھی ہے جوانا" ۔۔۔ صفدر نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جب کام ہی کوئی نہ ہو تو بے کار لاشوں سے بہتر نہیں کہ اصلی لاشوں میں تبدیل ہو جائیں" ۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔

"یار تم لوگ تو واقعی تنگ آ گئے ہو ۔۔۔ اچھا سنو ۔۔۔ پھر نہ کہنا کہ ہمیں فرصت ہی نہیں میسر آئی ۔۔۔ سنو ۔۔۔ میں پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں اپنے باڈی گارڈوں جوزف اور جوانا کے ساتھ سر آرنلڈ کا زبردستی مہمان بنوں گا ۔۔۔ تم لوگ تیار رہنا ۔۔۔ جب میں تمہیں بی۔ ٹو پر کاشن دوں گا تو تم نے رہائش گاہ پر حملہ کر دینا ہے اور اس کے بعد سر آرنلڈ یہاں ہوگا بولو کیسا پروگرام ہے" ۔۔۔ عمران نے یوں کہا جیسے باپ بچوں کو کہانی سنانے کے بعد پوچھتا ہے کہ کہو کیسی کہانی تھی۔

"پروگرام تو اچھا ہے لیکن یہ اندھیرے میں تیر چلانے والی بات ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ وہ تم سے ملاقات بھی کرتا ہے یا نہیں ۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ اس کی رہائش گاہ کا اندرونی ماحول ۔۔۔ محافظوں کی تعداد وغیرہ کے متعلق تو ہمیں بالکل علم نہ ہوگا ۔۔۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری وہاں موجودگی میں ہی پولیس یا ریڈ آرمی پہنچ جائے" ۔۔۔ جولیا نے عمران کی تجویز پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب تمہارا کام ہے ۔۔۔ چاہے اندھیرے میں تیر چلاؤ ۔۔۔ چاہے پہلے سوئچ آن کر کے روشنی کر لو پھر تیر چلانا ۔۔۔ مجھے تو بس شکار چاہیے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ہم سمجھ گئے ہیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اس حملے میں آپ قطعی غیر جانبدار رہیں گے" ۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"غیر جانبداری میں انسان کی عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور ویسے بھی ریاست ڈھمپ ایک خودمختار لیکن غیر جانبدار قسم کی ریاست ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ وہی نوجوان جس کو عمران نے سامان کی لسٹ دی تھی وہ بڑے بڑے بیگ اٹھائے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔

"ان میں آپ کا مطلوبہ سامان ہے جناب! ۔۔۔ اور کاریں باہر پورچ میں موجود ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے بیگ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"او کے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"آؤ چلیں ۔۔۔ اب محفل برخواست ہونی چاہیے ۔۔۔ ہم نے بہت آرام کر لیا ہے" ۔۔۔ اور خود تیز تیز قدم بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مارشل بڑی بے چینی کے عالم میں اپنے دفتر میں ٹہل رہا تھا۔ وہ بار بار اپنی مٹھیاں بھینچتا۔ اس کے چہرے کے اعصاب پھڑک رہے تھے اور آنکھوں میں گہری سرخی اتر آئی تھی۔ ایک طرف پڑی ہوئی میز کے ساتھ کرسی پر راک مین بڑے مطمئن سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا لیکن جب مارشل اس کی طرف دیکھتا، وہ منہ اس طرح بنا لیتا جیسے اُسے بھی کسی بات پر گہری تشویش ہو۔

"ریڈ چیف نے آج مجھے بُری طرح جھاڑ دیا ہے نمبر ون ——— اور مجھ سے کوئی بات ہی نہیں بن سکی ——— ایسا میری زندگی میں پہلی بار ہوا ہے" ——— اچانک مارشل نے مڑ کر راک مین سے کہا۔

"یس سر ——— میں نے سُنا ہے ——— ریڈ چیف کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ——— یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ——— وہ اتنی آسانی سے تو گرفت میں نہیں آ سکتے" ——— راک مین نے کہا۔

"ویسے عجیب چکر ہے ——— نمبر فائیو اس لڑکی کو لے گیا۔ لیکن وہ ریڈ پوائنٹ پر آج تک نہیں پہنچا ——— اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی اطلاع ملی ——— باقی لوگ اس طرح غائب ہو گئے کہ جیسے ان کا سرے سے وجود ہی نہ ہو ——— اور پورے ملک میں اس جعلی اجلاس نے تہلکہ مچا دیا ——— ریڈ چیف تو پاگل کتے کی طرح کاٹ کھانے کو دوڑ رہا ہے اور ہم احمقوں کی طرح بیٹھے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے ہیں" ——— مارشل نے واپس میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"باس! ——— سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر ہم کر کیا رہے ہیں ——— یا دوسرے لفظوں میں ہم نے اب تک کیا کیا ہے ——— جب کیس ہماری سروس میں آیا ہے ——— ہم نے ایک گمنام اطلاع پر چھاپہ مارا جس کا نتیجہ بے سود رہا ——— اس کے بعد ایک جگہ ہمارے نوٹس میں آئی جہاں اجلاس کا اعلان کیا گیا ——— ہم نے وہاں نگرانی شروع کی۔ تاکہ اصل لوگ سامنے آ سکیں۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا کہ وہاں اجلاس کی بجائے جلوس نکلا اور پھر نقلی پولیس نے فائرنگ کی ——— اور اس کے بعد جلوس کے شرکا اور نقلی پولیس سب غائب ہو گئے ——— ایک لڑکی کے متعلق اطلاع ملی لیکن اُسے اغوا کرنے والا ہی غائب ہو گیا ——— اور اب ہم اندھیرے میں بیٹھے کسی روشنی کا انتظار کر رہے ہیں" ——— راک مین نے بڑے سرد لہجے میں مارشل اور اس کی ٹیم کی کارکردگی کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو نمبر ون ——— واقعی مجھ سے حماقتیں ہو رہی ہیں ——— میں خواہ مخواہ احمقوں کی طرح اِدھر اُدھر بھاگ رہا ہوں" ——— مارشل نے اس بار تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر چھائی

ہوئی بے چینی دور ہو گئی تھی اور اس کی جگہ سکون نظر آ رہا تھا۔

"باس! — میرا خیال ہے کہ ہمیں تمام حالات کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لینا چاہیئے — اور پھر کوئی مخصوص منصوبہ بندی کی جائے۔ تب ہی کوئی مفید نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے" — نمبر ون نے کہا۔

"تم بتاؤ — تمہارا کیا خیال ہے — ؟ آخر تم نمبر ون ہو — کوئی مشورہ دو" — مارشل نے غور سے نمبر ون کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس! — پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد یہاں اینجلو کے پاس پناہ لئے ہوئے ہیں — اگر ہم اینجلو کو تلاش کر لیں تو ہم ان تک پہنچ سکتے ہیں — اینجلو ایسا غیر معروف آدمی بھی نہیں ہے کہ اُسے وسیع پیمانے پر تلاش نہ کیا جا سکے" — نمبر ون نے کہا۔

"گڈ نمبر ون — ویری گڈ — تم نے بنیادی آئیڈیا دیا ہے۔ میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا تھا — واقعی میرا دماغ خراب ہو گیا تھا — میں ایسے آدمی کو جانتا ہوں جو اینجلو کو جہاں کہیں بھی ہو گا، ڈھونڈ نکالے گا — اینڈرن بل کا کہہ رہا ہوں" — مارشل نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"اوہ اینڈرن بل — واقعی وہ ایسا آدمی ہے — اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے وہ ڈی۔ پی میں بھی رہا تھا" — نمبر ون نے جواب دیا۔ اور مارشل نے سر ہلاتے ہوئے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون سیٹ اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس — آر۔ جی سروس" — دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز آئی۔

"اینڈرن بل سے بات کرائیں — میں کاکس ریڈ بول رہا ہوں" — مارشل نے آواز بدلتے ہوئے جواب دیا۔

"یس سر! — ہولڈ آن کیجئے" — دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل خاموش ہو گیا۔

"یس — اینڈرن بل سپیکنگ" — چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"اینڈرن بل! — میں کاکس ریڈ بول رہا ہوں — میرا تعلق شاک ایجنسی چینچ سے ہے۔ میں ایک آدمی کو تلاش کرانا چاہتا ہوں — اس کا پتہ اور مصروفیات کی تفصیل — کیا تمہاری سروس یہ کام کر سکتی ہے" — مارشل نے کہا۔

"پہلے اس آدمی کا حدود اربعہ بتایئے — ویسے آر۔ جی سروس کا تو پیشہ ہی یہی ہے" — اینڈرن بل نے جواب دیا۔ اینڈرن بل دراصل ایک پرائیویٹ سراغرساں ایجنسی چلاتا تھا۔ جسے آر۔ جی سروس کہا جاتا تھا۔ اس کے آدمی پورے دارالحکومت میں پھیلے ہوتے تھے۔ اور اُسے اس پیشے میں انتہائی ماہر سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے اس کا معاوضہ بھی شاید دوسری اس قسم کی ایجنسیوں سے زیادہ ہوتا تھا۔

"وہ ایک تاجر ہے — قالین کے کاروبار سے منسلک ہے۔ اس کا نام اینجلو ہے — سنا گیا ہے کہ وہ انٹی گورنمنٹ پارٹی ڈیموکریٹک پارٹی کا سربراہ ہے" — مارشل نے کہا۔

"اینجلو کے متعلق آپ کو کس قسم کی معلومات چاہئیں" — ؟ اینڈرن نے کہا اور اس کے اس جواب سے مارشل کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات گہرے ہو گئے۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ وہ اینجلو پر کام کریگا اور

یقیناً اسے پہلے سے اس کے متعلق بنیادی معلومات حاصل ہوں گی۔ ایسی
ایجنسیاں اپنے طور پر بھی معلومات کا اسٹاک رکھتی ہیں۔
"مجھے اس کی موجودہ رہائش گاہ کا پتہ چاہیے ــــ حتمی اور یقینی پتہ
اور وہ اوقات بھی ــــ جب وہ اپنی رہائش گاہ پر یقیناً مل جاتا ہو..."
مارشل نے کہا۔
"اس کے لئے پانچ سو لیرا خرچ آئے گا ــــ آپ اپنے بنک کو
ہدایت کر دیں کہ وہ آر جی سروس کے نام یہ رقم جمع کرا دے ــــ آپ
کی معلومات آپ کو مل جائیں گی" ــــ اینڈرن نے جواب دیا۔
"کتنا وقت لگے گا ان معلومات کو مہیا کرنے میں" ــــ مارشل نے پوچھا
"جیسے ہی رقم ہماری سروس کے کھاتے میں پہنچے گی ــــ آپ کو
معلومات مل جائیں گی ــــ آپ اپنا ٹیلیفون نمبر دے دیں" ــــ دوسری
طرف سے کہا گیا۔
"ٹھیک ہے ــــ میں بذریعہ ٹیلیفون کال رقم جمع کرا دیتا ہوں۔ اس
کے بعد میں خود کال کر لوں گا" ــــ مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔
"اس کا مطلب ہے کہ اینڈرن کے پاس معلومات پہلے سے موجود
ہیں" ــــ ہمبرڈن نے کہا۔
"ہاں ــــ وہ بہت ہوشیار اور تیز ہے" ــــ مارشل نے سر ہلاتے
ہوئے کہا اور پھر اس نے دوبارہ نمبر پریس کئے اور بنک کو آر جی سروس
کے کھاتے میں فوراً پانچ سو لیرا جمع کرنے کے لئے کہا اور ساتھ ہی اسے
یہ بھی ہدایت کی کہ بذریعہ فون آر جی سروس کو اطلاع کر دی جائے۔ یہ ہدایا

کے بعد وہ پانچ منٹ تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے دوبارہ
سروس کے نمبر دبا دیئے۔
یس ــ آر جی سروس" ــــ دوبارہ وہی نسوانی آواز سنائی دی۔
اینڈرن سے بات کراؤ ــــ میں کاکس ریڈ بول رہا ہوں" ــــ مارشل

یس سر ــــ ہولڈ آن کیجئے" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور
د لمحوں بعد ہی اینڈرن بل کی آواز سنائی دی۔
مسٹر کاکس ریڈ! ــــ مطلوبہ رقم پہنچ گئی ہے ــــ معلومات
ریں ــــ اینجلو کی ذاتی رہائش گاہ پاول روڈ کی رہائش گاہ نمبر دس
ہے ــــ لیکن آج کل وہ یہاں نہیں رہتا ــــ بلکہ وہ روزانہ کسی نئی
ا ہے ــــ شاید وہ کسی خفیہ مشن میں مصروف ہے ــــ بہرحال
وڑی دیر پہلے اُسے جبل پارک کی کوٹھی نمبر سات سو سترہ میں جاتے
یا ہے ــــ وہ اب بھی وہیں موجود ہے" ــــ اینڈرن بل نے
ات فراہم کرتے ہوئے کہا۔
کیا مطلب ــــ کیا تم لوگ اینجلو کی پہلے سے نگرانی کر رہے ہو؟
نے چونکتے ہوئے کہا۔
ایسے ہی سمجھ لو ــــ اس کی حرکات کچھ روز سے مشکوک نوٹ کی گئیں
ری ایجنسی نے اس کی نگرانی شروع کر دی ــــ ہم اس ٹائپ
گوں کے متعلق ہمیشہ اپ ٹو ڈیٹ معلومات رکھتے ہیں۔ اسی لئے
ی ایجنسی معروف ہے" ــــ اینڈرن بل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں
ب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ! — تھینک یو" — مارشل نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو نمبر ون! — اینجلو اس وقت ہل پارک کی کوٹھی نمبر سات سو سترہ میں موجود ہے — ہمیں فوراً اس کوٹھی پر چھاپہ مارنا ہے" — مارشل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اگر آپ میری بات مانیں — تو میں ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں" — نمبر ون نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں بولو — مگر جلدی" — مارشل نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ہم پہلے اس کوٹھی کی نگرانی کرائیں — اینجلو اگر وہاں سے جائے تو اس کی بھی نگرانی کا انتظام ہو — اور اس کوٹھی میں جو لوگ موجود ہوں ان کی بھی نگرانی ہو — تاکہ ہم اندھوں کی طرح اس کوٹھی پر نہ ٹوٹ پڑیں — بلکہ ہمیں پہلے سے معلوم ہو کہ وہاں کون لوگ موجود ہیں اور اینجلو کیا کرتا پھر رہا ہے — پھر ہم آسانی سے اس پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں" — نمبر ون نے جواب دیا۔

"اوہ! — ٹھیک ہے — واقعی یہ تجویز اچھی ہے — دراصل میری طبیعت ہی کچھ ایسی ہے کہ میں شکار پر فوراً جھپٹ پڑتا ہوں" — مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوبارہ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"ہماری سروس چونکہ آج تک دوسرے ممالک میں کام کرتی رہی ہے اور اپنے ملک میں کام کرنے کا چونکہ یہ پہلا موقع ہے۔ اس لئے یہ مشکل پیش آ رہی ہے" — نمبر ون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور مارشل

سر ہلاتے ہوئے نمبر پریس کر دیا۔

"یس راشیل" — دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"راشیل — ہل پارک کی کوٹھی نمبر سات سو سترہ کو فوری طور پر چیک — اینجلو وہاں گیا ہے — اگر وہ وہاں سے جائے تو اس کی نگرانی کی جائے اور اس کوٹھی کے اندر رہنے والے افراد اور اس کی نقل و حرکت کے متعلق بھی تفصیلات مجھے چاہئیں — ہر کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے" — مارشل نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" — دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مکمل اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل رولز رائس کار تیزی سے اس بلند
کی طرف بڑھی جو اونچی پہاڑی پر واقع سر آرنلڈ کی محل نما رہائش گاہ پر جا کر
ختم ہوتی تھی۔

کار کے سامنے ایک فلیگ ہوا میں پھڑپھڑا رہا تھا جس کا رنگ گہرا
سبز تھا اور درمیان میں سرخ رنگ کا شیر دھاڑ رہا تھا۔ نیچے ریاست ڈھمپ
کے الفاظ سرخ رنگ سے لکھے ہوئے تھے۔ کار کے سٹیرنگ پر جوانا بیٹھا
ہوا تھا۔ اس کے ساتھ عمران تھا جس نے سفید سلکی سوٹ پہن رکھا تھا
البتہ اس کے گلے میں بڑے بڑے ہیروں کا ایک ہار جگمگا رہا تھا۔ چہرے پر
انتہائی معصومیت تھی۔ اور پچھلی سیٹ پر جوزف موجود تھا۔ اس نے
جوانا کی طرح گہرے نیلے رنگ کا فوجی یونیفارم پہن رکھی تھی۔ البتہ ان کے
پاس اسلحہ نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔

عمران بطور پرنس آف ڈھمپ، سر آرنلڈ سے ملنے جا رہا تھا۔ لیکن

چونکہ مشرقی شہزادوں والا لباس میسر نہ تھا اس لئے اس نے سفید
سوٹ پہننے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ اسلحہ اس نے جان بوجھ کر ساتھ نہ
لیا تھا۔

عمران نے سر آرنلڈ سے ملاقات کا وقت ایک فرضی سفارت خانے
سے بن کر فون پر ہی لے لیا تھا۔ مقصدِ ملاقات سر آرنلڈ کو ریاست ڈھمپ
میں فائیو سٹار ہوٹل کھولنے کے لئے مذاکرات بتایا گیا تھا۔ کیونکہ سر آرنلڈ
کا تعلق ہوٹل بزنس سے تھا۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ عمران کو سر آرنلڈ سے
ملاقات کا وقت دے دیا گیا تھا۔

کار تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی سر آرنلڈ کی رہائش گاہ کے مین
گیٹ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ سلاخوں سے بنا ہوا بڑا سا پھاٹک بند
تھا۔ اس پھاٹک کی دونوں سائیڈوں میں کمرے بنے ہوئے تھے جن
میں لمبی لمبی اور پتلی کھڑکیاں تھیں۔ ان کھڑکیوں میں بھی فولادی سلاخیں
لگی تھیں۔ اور ان سلاخوں کے پیچھے مسلح افراد بڑے مستعد انداز میں
کھڑے نظر آ رہے تھے۔ پھاٹک کے باہر دو دیوقامت حبشی ہاتھوں
میں گنیں اٹھائے اور خاکی رنگ کی شاندار وردی پہنے کھڑے تھے۔

جیسے ہی جوانا نے کار پھاٹک کے قریب جا کر روکی، پھاٹک کے
باہر کھڑے ہوئے حبشیوں میں سے ایک تیزی سے کار کی طرف بڑھا اس
کا انداز مؤدبانہ تھا۔ شاید کار کے سامنے لہراتے ہوئے فلیگ کی وجہ سے
تھا یا پھر انہیں پہلے سے ہی ہدایات کر دی گئی تھیں۔

"یس سر"۔۔۔ ایک حبشی نے عمران کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ، سر آرنلڈ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے

ہیں" ـــــ عمران کی بجائے پیچھے بیٹھے ہوئے جوزف نے کہا۔

عمران نے جوزف کی تربیت ایسی کی تھی کہ ایسے موقعوں پر وہ انتہائی مستعد اور فرض شناس سیکرٹری کے فرائض خود بخود انجام دیا کرتا تھا تاکہ پرنس کا بھرم رہ سکے۔ اور یہی وجہ تھی کہ حبشی کو جواب اسی نے دیا تھا۔ بلکہ عمران خاموش اور بے تعلق سا بیٹھا تھا۔ جیسے وہ ایک دربان سے بات کرنا اپنی توہین سمجھتا ہو۔

"یس سر! ـــ میں بات کرتا ہوں ـــــ مگر سر! آپ اسلحہ اندر نہیں لے جا سکتے" ـــــ حبشی نے جواب دیا۔

"اسلحہ ہمارے پاس نہیں ہے" ـــــ جوزف نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــ میں بات کرتا ہوں" ـــــ حبشی نے تیز نظروں سے کار کے اندرونی ماحول کا جائزہ لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی سائیڈ میں بنے ہوئے کمرے کی کھڑکی کے پاس پہنچا۔ اس نے اندر موجود کسی سے بات کی اور پھر وہ واپس اپنی جگہ کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور جوانا نے کار آگے بڑھا دی۔ گیٹ کراس کر کے وہ ایک وسیع و عریض لان کراس کرتے ہوئے عمارت کے عظیم الشان پورچ کے قریب پہنچ گئے۔ پورچ میں ایک نئے ماڈل کی لنکن کار موجود تھی۔ جوانا نے کار اس کے قریب جا کر روکی اور پھر وہ دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اترا۔ اور فوجی انداز میں اکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ دوسری طرف سے جوزف بھی پھرتی سے باہر آیا اور اس نے

بے مؤدبانہ انداز میں عمران والی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

"تشریف لائیے پرنس" ـــــ جوزف نے دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

عمران بڑے باوقار انداز سے نیچے اترا۔ اور سیدھا کھڑا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ جیسے عظیم الشان محل اسے پسند آیا ہو۔

اسی لمحے برآمدے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی کشمکشی رنگ کے بہترین سوٹ میں ملبوس نمودار ہوا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ سر سے گنجا تھا۔

"میرا نام جان مارٹن ہے جناب! ـــــ میں سر آرنلڈ کا سیکرٹری ہوں۔ آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوا ہوں" ـــــ اس ادھیڑ عمر گنجے نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران نے اس سے مصافحہ کرنے کی بجائے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔

"مسٹر سیکرٹری! ـــ پرنس اپنے سے کم رتبے کے افراد سے مصافحہ نہیں کیا کرتے ـــ اس لئے آپ مصافحہ کے لئے بڑھایا ہوا اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیتے ہیں۔ آپ کو اس کی اجازت دی جاتی ہے" ـــــ جوزف نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا اور جان مارٹن نے جھینپ کر ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ جوزف کے ان فقرات سے جوانا کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"اوہ سوری سر! ـــ مجھ سے واقعی گستاخی ہو گئی ہے ـــ سر آرنلڈ آپ کا انتظار فرما رہے ہیں ـــ تشریف لے چلیئے" ـــــ جان مارٹن نے جھینپے ہوئے الفاظ میں کہا۔ لیکن اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اسے اپنی

اہانت پر دل ہی دل میں خاصا غصہ آیا ہے۔

"سیکرٹری! ___ ان صاحب کو بتاؤ کہ پرنس کے استقبال کے لئے سر آرنلڈ کو خود تشریف لانا چاہیئے ___ ان کی بجائے ان کے سیکرٹری کا آنا ہماری توہین ہے" ___ عمران نے بڑے سخت لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ___ جناب وہ خود آپ کے استقبال کے لئے تشریف لاتے مگر وہ کچھ بیمار ہیں ___ اس لئے ان کی طرف سے معذرت قبول کیجئے" جان مارٹن نے فوراً ہی بات بناتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری! ___ ان صاحب کو بتا دو کہ اگر واقعی یہ وجہ ہے تو ہم یہ معذرت قبول کرتے ہیں" ___ عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا اور پھر اس نے برآمدے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ جان مارٹن ایک طرف ہٹ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں عمران کی رہنمائی کر رہا تھا۔ جبکہ جوانا اور جوزف اب بطور باڈی گارڈ عمران کے پیچھے فوجی انداز میں مارچ کرتے ہوئے چل رہے تھے۔

برآمدہ کراس کر کے جان مارٹن انہیں ایک وسیع و عریض کمرے میں لے گیا۔ جو انتہائی شاہانہ انداز میں سجایا گیا تھا۔ سامنے ایک صوفے پر ایک ادھیڑ عمر لیکن قابل رشک صحت کا مالک آدمی اس طرح اکڑا ہوا بیٹھا تھا جیسے ساری دنیا اس کی ملکیت ہو۔ اس نے آنکھوں پر سنہرے رنگ کی پتلی کمانیوں والی انتہائی نفیس عینک پہن رکھی تھی۔ چہرے سے سختی عیاں تھی۔

جیسے ہی عمران اندر داخل ہوا۔ وہ شخص یوں اٹھ کر کھڑا ہوا کہ جیسے

باول نخواستہ ایسا کرنا پڑ رہا ہو۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی بیزاری کے ت نمایاں تھے۔

"خوش آمدید پرنس! ___ مجھے آرنلڈ کہتے ہیں" ___ اس آدمی نے سر آرنلڈ تھا، اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے عمران کی طرف بڑھاتے تے کہا۔

"سوری! ___ ہم نقلی آدمیوں سے ہاتھ ملانا اپنی توہین سمجھتے ہیں ___ ٹری" ___ عمران نے سر آرنلڈ کو جواب دیتے ہوئے جوزف کی طرف ر کہا۔

"یس پرنس" ___ جوزف نے بڑے مستعد انداز میں کہا۔

"انہیں کہو کہ ہمارے پاس ضائع کرنے کے لئے بالکل وقت نہیں ___ ہم سر آرنلڈ سے ملنے آئے ہیں ___ کسی نقلی آدمی سے نہیں"۔ ان نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

ادھیڑ عمر آدمی جو مصافحہ کے لئے ہاتھ اٹھائے حیرت سے بت بنا ا تھا ویسے ہی کھڑا رہ گیا۔ اس کی آنکھوں میں واقعی شدید حیرت یاں تھی۔

"ویری گڈ! ___ اسے کہتے ہیں ذہانت ___ اور ہم نے ایسی بے پناہ انت آج تک کسی پرنس میں نہیں دیکھی ___ بہرحال ہم پرنس آف ب کو اپنی رہائش گاہ پر دلی خوش آمدید کہتے ہیں" ___ اچانک ایک وازے سے بالکل اسی حلیے اور قد و قامت کا آدمی باہر آگیا جس نے ٹی رنگ کا انتہائی گراں قیمت لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر ی ویسی ہی عینک لگی ہوئی تھی۔

"ڈرانگر! — تم اب جا سکتے ہو — تمہارا کام ختم ہو گیا" — آئیڈلے نے پہلے والے آرنلڈ سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ البتہ جان مارٹن ایک طرف بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"ہم سر آرنلڈ کو اس قدر خوبصورت رہائش گاہ کا مالک ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں" — عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ہم پرنس کا شکریہ ادا کرتے ہیں" — سر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا — "لیکن ہم پرنس سے یہ ضرور پوچھنا چاہیں گے کہ پرنس کو ڈرانگر کے نقلی ہونے کا علم کیسے ہوا — جبکہ آج سے پہلے اسے کوئی نہیں پہچان سکا" — سر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈرانگر کی آنکھوں میں وہ ذہانت مفقود تھی — جو کہ اتنے بڑے کاروباری آدمی سر آرنلڈ کی آنکھوں میں ہونا ضروری تھی — اس کی آنکھیں ایک ملازم کی آنکھیں تھیں — فرمانبرداری اور خدمت کے تاثرات لئے ہوئے" — عمران نے فلسفیانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا، اور سر آرنلڈ حیرت سے عمران کو دیکھتے رہ گئے۔ انہیں شاید اس جواب کی خواب میں بھی توقع نہ تھی۔

اسی لمحے جان مارٹن نے سنہرے رنگ کے مشروب کے دو جام انتہائی نفیس ٹرے میں رکھ کر عمران اور سر آرنلڈ کو پیش کئے۔

"شکریہ! — ہم اس وقت صرف لائم جوس پیتے ہیں — شیری کے لئے صبح کا وقت مخصوص ہے" — عمران نے جام کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! — واقعی پرنس کا ذوق بہت عمدہ ہے — سیکرٹری!

جوس پیش کیا جائے" — سر آرنلڈ نے جان مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے سر ہلاتے ہوئے ٹرے اٹھائی۔ اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سر آرنلڈ کی آنکھوں اور چہرے سے عمران کے لئے مرعوبیت کے آثار واضح طور پر نمایاں ہو گئے تھے۔

"پرنس! — ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ اپنی ریاست میں ایک فائیو سٹار ہوٹل کھولنے کے خواہشمند ہیں — ہمارا تعلق چونکہ ہوٹل بزنس سے ہے اس لئے ہمیں دلچسپی پیدا ہوئی — کیا آپ اپنی ریاست اور اپنے آئیڈیے کی تفصیل سے ہمیں آگاہ فرمائیں گے" — سر آرنلڈ نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے سنہری رنگ کے خوبصورت سے ٹیلیفون سیٹ کی گھنٹی انتہائی مترنم آواز میں بج اٹھی۔ اور سر آرنلڈ نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا جیسے اس وقت انہیں فون کال آنے پر شدید حیرت سے دوچار ہونا پڑا ہو۔

"معذرت خواہ ہوں" — سر آرنلڈ نے کہا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس" — سر آرنلڈ نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

دوسری طرف سے ٹیاؤں ٹیاؤں جیسی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ کوئی واضح بات عمران کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اور عمران زیر لب مسکرا دیا۔ اس نے اپنے ٹیلیفون سیٹ کے متعلق سن رکھا تھا جس میں سے نکلنے والی آواز ایک مخصوص رینج تک تو اصل الفاظ ادا کرتی تھی لیکن اس رینج سے دور افراد کو وہ ڈبل سپیڈ سنائی دیتی تھی جس کی وجہ سے ظاہر ہے ٹیاؤں ٹیاؤں کے سوا اور کیا سنائی دے سکتا تھا۔ یہ سیٹ صرف

اس لئے ایجاد کئے گئے تھے کہ اہم افراد جب کسی ایسی سچویشن میں موجود ہوں جہاں ان سے کی جانے والی بات دوسروں تک نہ پہنچنے دیا جانا مقصود ہو تو وہ آسانی سے سن سکیں۔

"ٹھیک ہے" ——— سر آرنلڈ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔

"معذرت خواہ ہوں پرنس! —— ایک ضروری کال تھی" —— سر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— تو آپ ریاست ڈھمپ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں —— اس کی تفصیلات تو آپ کو سفارت خانہ بھوٹان سے مل سکتی ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے قونصل جنرل ہیں —— البتہ مختصر طور پر ہم بتا سکتے ہیں کہ یہ ہمالیہ کی ڈھلوان میں ایک آزاد، خود مختار اور انتہائی سرسبز و شاداب ریاست ہے جو کہ کافرستان اور پاکیشیا کے درمیان واقع ہے —— دونوں ملکوں کے درمیان میں شاہراہ اس ریاست سے گزرتی ہے۔ اس لئے اس ریاست سے گزرنے والوں کی تعداد بیشمار ہے یہی وجہ ہے کہ ہم وہاں ایک شاندار فائیو سٹار ہوٹل قائم کرنے کے خواہشمند ہیں جس کے تمام اخراجات ہم ادا کرنے پر تیار ہیں۔ البتہ انتظامات ہمارے بس میں نہیں —— اگر وہ آپ کریں تو پچاس فیصد شیئر آپ کے ہو سکتے ہیں" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے جان مارٹن ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس پر چار گلاس لائم جوس کے رکھے ہوئے تھے۔ ہر گلاس کے نیچے سنہرے رنگ کا ایک چھوٹا سا ٹرے تھا۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں ایک

گلاس پہلے عمران کے سامنے، دوسرا سر آرنلڈ کے سامنے اور پھر ایک ایک گلاس جوزف اور جوانا کی طرف بڑھا دیا۔

"سوری! —— ہم ڈیوٹی پر ہیں" —— جوانا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پرنس! —— ہمارے محل میں آنے والا ہر آدمی چاہے وہ کسی بھی حیثیت کا حامل ہو، ہمارا مہمان ہوتا ہے —— اور یہ ہماری روایت ہے ہم اپنے مہمانوں کو ایک جام ضرور پیش کرتے ہیں —— اس لئے آپ اپنے باڈی گارڈز کو حکم دیں کہ وہ ہماری روایت سے انکار نہ کریں ورنہ ہمیں دکھ ہوگا" —— سر آرنلڈ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر آرنلڈ! —— کیا آپ کی روایت اس فون کال کے بعد تیار ہوئی ہے —— حالانکہ اس سے پہلے یہ سیکرٹری صاحب صرف دو جام لے کر آئے تھے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سر آرنلڈ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے کمرے کے مختلف دروازے دھماکے سے کھلے اور مشین گنوں سے مسلح افراد تیزی سے مختلف دروازوں سے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے یوں پوزیشنیں سنبھال لیں جیسے کسی بڑی فوج سے مقابلہ کرنے والے ہوں۔

عمران اسی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ جب کہ جوزف اور جوانا کے اعصاب تن گئے۔ لیکن وہ عمران کے اشارے کے بغیر کوئی حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے اسی طرح خاموش کھڑے رہے۔

"تو یہ بھی آپ کی روایت ہے کہ جو کوئی بیہوشی کی دوا ملا مشروب پیتا ہے

پیتے۔ اُسے زبردستی پلایا جاتے" ۔۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں سر آرنلڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم میری توقع سے کہیں زیادہ ذہین ہو مسٹر علی عمران ۔۔۔ لیکن یہ میرا ملک ہے ۔۔۔ میرے وسائل تمہارے مقابلے میں بہت زیادہ وسیع ہیں ۔۔۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہارا ساتھی ایجنٹ بھی ہلاک کر دیا گیا ہے ۔۔۔ اور تمہارے باقی ساتھی جن میں وہ یورپین لڑکی شامل ہے گرفتار کئے جا چکے ہیں" ۔۔۔ سر آرنلڈ نے انتہائی طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو یہ بات طے ہو گئی ہے کہ تم ہی ریڈ آرمی کے چیف ۔ ریڈ چیف ہو ۔۔۔ اور میں بس صرف یہی ثابت کرنا چاہتا تھا" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"سب کچھ ابھی ثابت ہو جائے گا" ۔۔۔ سر آرنلڈ نے کہا اور اس نے اپنے مسلح ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر ایک دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ پار کر کے غائب ہو گیا۔

"اگر آپ تینوں میں سے کسی نے کوئی غلط حرکت کی تو بیشمار گولیاں اس کا مقدر بن جائیں گی ۔۔۔ سامنے والے دروازے کی طرف بڑھ چلو" ۔۔۔ ایک مسلح آدمی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"چلو یہ تو اچھا ہوا کہ ہم نے تمہیں تکلیف نہیں دی۔ اور اپنے قدموں پر چل کر جائیں گے ۔۔۔ ورنہ اگر ہم یہ مشروب پی لیتے تو یقیناً تمہارے کاندھوں کو ہمارا وزن اٹھانا پڑتا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر بڑے اطمینان سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کی طرف اس

مسلح آدمی نے اشارہ کیا تھا۔ جوزف اور جوانا بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے تھے۔

عمران، جوزف اور جوانا کے کرائے کی رولز رائس کار میں کوٹھی سے باہر نکلتے ہی جولیا کی صدارت میں سیکرٹ سروس کا اجلاس شروع ہو گیا۔ اس اجلاس کا فیصلہ وہ عمران کے جانے سے پہلے ہی کر چکے تھے اور اس اجلاس کا مقصد ایسی منصوبہ بندی کرنی تھی جس سے سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر چھاپہ مار کر سر آرنلڈ کو اغوا کرنا تھا۔

کافی دیر تک مختلف منصوبوں پر غور و فکر ہوتا رہا۔ اور پھر آخر کار وہ سب ایک منصوبے پر متفق ہو گئے۔ جس کے مطابق صفدر اور چوہان ٹیکسی کے ذریعے پہلے سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر پہنچیں گے۔ جب کہ باقی ساتھی کرائے کی دوسری کار میں پہلے اس پہاڑی سے نیچے چھپ کر کھڑے رہیں گے۔ صفدر اور چوہان رہائش گاہ کے محل وقوع کا جائزہ لینے کے بعد واپس ان سے آ ملیں گے اور اندر جانے کا حتمی فیصلہ اس

وقت صورت حال کے مطابق کیا جائے گا۔ اس کے بعد عمران کی طرف سے اشارے کا انتظار کیا جائے گا۔ اور پھر جیسے ہی عمران کی طرف سے اشارہ موصول ہوگا۔ وہ اپنے منصوبے کے مطابق اس رہائش گاہ پر چڑھ دوڑیں گے اور سر آرنلڈ کو اغوا کر کے اس نئی رہائش گاہ پر لے آئیں گے اس کے بعد عمران واپس ان سے آ ملے گا۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ سب اٹھے اور پھر انہوں نے میک اپ کرنے اور لباس بدلنے کا کام شروع کر دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کا ہاتھ چونکہ میک اپ کرنے میں خاصا تیز تھا اس لئے وہی اپنے ساتھیوں کے میک اپ کرنے میں مصروف تھے۔ اور اپنی اپنی باری کے انتظار میں وہ سب بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک باہر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے بعد انتہائی خوفناک انداز میں مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونج اٹھیں۔

وہ سب یہ آوازیں سنتے ہی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے، اس کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور بارہ تیرہ مشین گنوں سے مسلح افراد تیزی سے کمرے میں پھیلتے چلے گئے۔ انہوں نے اندر آتے ہی چھت کی طرف فائرنگ کی۔

"خبردار! --- ہاتھ اٹھالو --- ورنہ سب کو بھون دیا جائے گا" --- ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ اور پھر سب سے پہلے جولیا نے اپنے ہاتھ اونچے کر لئے۔ اسے معلوم تھا کہ اور کوئی الجھے نہ الجھے، تنویر ایسے موقعوں پر ضرور الجھ پڑتا ہے۔ اور صورت حال اس نے چیک کر لی تھی کہ ذرا سی مزاحمت کا نتیجہ ان سب کی یقینی موت تھا۔ کیونکہ وہ سب

مجبور تھے۔ چنانچہ جولیا کے ہاتھ اٹھاتے ہی اس کے تمام ساتھیوں نے بھی ہاتھ اٹھا لئے۔

"اس طرف دیوار کی سمت منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ --- اور سنو! ہم نے باہر دس افراد ختم کر دیئے ہیں --- یہ ملک ہمارا ہے۔ ہم چاہیں تو بیچ سڑک تمہاری بوٹیاں اڑا سکتے ہیں۔ اس لئے کوئی غلط حرکت نہ ہو جائے" --- پہلے والے آدمی نے اور زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر جولیا اور اس کے ساتھی خاموشی سے دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی جب کہ تنویر کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ چکا تھا۔ لیکن وہ جولیا کی وجہ سے مجبور تھا۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ وہ کسی نہ کسی سے الجھ پڑتا۔

دیواروں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہی ان میں ہر ایک کی سائیڈ میں سٹین گن کی نال چسپاں ہو گئی۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں ان سب کے ہاتھ پشت پر کر کے کلیمپنگ کر دی گئی۔ اب وہ پوری طرح بے بس ہو چکے تھے۔

"ہم نے سنا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ بے حد بہادر --- جری اور دلیر ہیں --- لیکن تم تو چوہوں سے بھی بزدل ثابت ہوئے ہو" ان میں سے ایک نے بڑے فاخرانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ برآمد ہوئی۔ وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرا۔

تنویر نے اچھل کر پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر ماری تھی اور پھر اس کے نیچے گرتے ہی تنویر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے

پوری قوت سے دونوں پیر جوڑ کر اس کی ناف کے نیچے مارے اور وہ آدمی درد کی شدت سے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔

اسی لمحے کسی نے پوری قوت سے تنویر کی کھوپڑی پر سٹین گن کا دستہ مارا اور تنویر اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا۔ اس کے ہاتھ چونکہ پشت پر بندھے ہوئے تھے اس لئے وہ اپنے آپ کو بچا نہ سکا۔ سٹین گن کا دستہ مارنے والے نے اس کے نیچے گرتے ہی دوسرا وار بھرپور انداز میں کرنے کے لئے اپنے بازو اوپر کئے ہی تھے کہ صفدر کی دھاڑ سنائی دی۔

"خبردار! ۔۔۔ رک جاؤ" ۔۔۔ صفدر کی آواز میں ایسی غراہٹ تھی کہ مارنے والا یکلخت ٹھٹھک گیا۔

"تمہارے آدمی نے خود ہی اپنے پر حملے کی دعوت دی تھی ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ ہمیں بے بس نہ سمجھنا ۔۔۔ ہم ایسی کئی سچویشنز لمحوں میں تبدیل کر چکے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو رہا ہے" ۔۔۔ اچانک دروازے سے ایک آواز سنائی دی اور صفدر نے دیکھا کہ مسلح افراد تیزی سے مؤدب ہو گئے۔ آنے والا ایک طویل القامت مگر سڈول جسم کا مالک نوجوان تھا۔ اس کے پیچھے سٹین گن اٹھائے ایک اور آدمی تھا۔ وہ بڑے غور سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے انہیں اس حالت میں دیکھ کر اسے افسوس ہو رہا ہو۔ اور پھر نوجوان کے ساتھیوں نے تنویر کے ساتھ جھگڑے کی تمام کہانی سنا دی۔

تنویر اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ اس کی ناک سے خون رس رہا تھا۔ پیشانی پر بھی زخم آیا تھا جب کہ وہ آدمی جسے اس نے ٹکر ماری تھی ابھی

[...] فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔

"تو تم نے اسے گولی کیوں نہیں مار دی" ۔۔۔ نوجوان نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہم آپ کے حکم کی وجہ سے مجبور تھے باس! ۔۔۔ کہ انہیں زندہ پکڑنا ہے۔ ورنہ ۔۔۔" اس کے ساتھیوں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"باس! ۔۔۔ یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا خطرناک ہو سکتا ہے ۔۔۔ انجلو کے ساتھی یہاں ریڈ کر سکتے ہیں" ۔۔۔ اچانک باس کے پیچھے آنے والے نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں نمبر ون! ۔۔۔ تم درست کہتے ہو ۔۔۔ ان سب کو ویگن میں [ڈال] چلو ۔۔۔ انہیں ہیڈ کوارٹر پہنچا دو اور بلیک روم میں بند کر دو ۔۔۔ اور سنو! ان میں سے کوئی بھی غلط حرکت کرے تو اسے گولی مار کر سڑک پر پھینک دینا" ۔۔۔ باس نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ نمبر ون بھی باس کے پیچھے تھا۔

اس کے بعد جولیا اور اس کے ساتھیوں کو کمرے سے باہر سٹین گنوں کے سائے میں لایا گیا۔

عمارت کے کھلے پھاٹک کے عین درمیان میں ایک بند باڈی والی ویگن موجود تھی۔ ان سب کو اس ویگن میں سوار کیا گیا۔ اور پھر ویگن تیزی سے مڑی اور پھر آگے بڑھنے لگی۔

وہ سب ویگن کی سائیڈوں سے لگے خاموش کھڑے ہوئے تھے جبکہ [...]رے کے سامنے اور ویگن کی ڈرائیونگ سیٹ والے حصے کی طرف

چار چار سٹین گن بردار بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔

ویگن تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرتی رہی پھر اس دوران وہ دائیں بائیں کئی طرف مڑی۔ صفدر خاموش کھڑا یہی چیک کر رہا تھا کہ اس عمارت سے یہ ویگن کس طرف جاتی ہے۔ اس نے ذہن کو اسی طرف مرتکز کیا ہوا تھا اور پھر جب ویگن رک گئی تو ویگن کا پچھلا دروازہ باہر سے کھولا گیا۔ پھر سب سے پہلے سٹین گن بردار باہر نکلے اور بعد میں باری باری ان سب کو باہر لایا گیا۔

وہ ایک خاصی بڑی عمارت میں تھے اس کے بعد جس طرح بھیڑ بکریوں کو ہانکا جاتا ہے اس طرح انہیں بھی مختلف راہداریوں سے گذار کر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ جو ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ انہیں اندر دھکیل کر کمرے کا اکلوتا دروازہ جو فولادی چادر کا بنا ہوا تھا باہر سے بند کر دیا گیا۔

"لو بھئی ۔۔ کر لو مشن مکمل ۔۔ چلے تھے عمران سے ہٹ کر مشن مکمل کرنے" ۔۔ کیپٹن شکیل نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر عمران یہاں ہوتا تو اس کا بھی یہی حشر ہوتا ۔۔ ہمیں ذرا سا بھی احساس نہیں ہوا ۔۔ ورنہ اتنی آسانی سے قابو میں نہ آتے" ۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اب کرنا کیا ہے ۔۔ یہ سوچو ۔۔ یہ تو واقعی ہمیں چوہوں کی طرح مار ڈالیں گے" ۔۔ جولیا نے کہا۔

"میں ایک ٹرائی کرتا ہوں" ۔۔ صفدر نے کہا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس دیوار میں ایک الماری بنانے کے لئے

لوہے کا فریم لگایا گیا تھا۔ لیکن پھر کسی وجہ سے اسے نامکمل حالت میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ اس لئے اب صرف لوہے کا فریم دیوار میں موجود تھا۔ صفدر اس فریم کے پاس پہنچا اور پھر اس نے اس فریم کی طرف پشت کر کے اپنے دونوں ہاتھوں کا درمیانی حصہ جس میں کلپ ہتھکڑی کا جوڑ تھا تیزی سے اس فریم کے کنارے سے رگڑنا شروع کر دیا۔ چونکہ اس کے ہاتھ الٹے ہو کر پشت کی طرف مڑے ہوئے تھے اس لئے وہ اپنے ہاتھوں کو زیادہ اونچا تو نہ لے جا سکتا تھا۔ لیکن جتنا اونچا وہ اٹھا سکتا تھا۔ اتنا اونچا اٹھا کر وہ انہیں تیزی سے نیچے لے آتا۔ کرر کرر کی آوازیں مسلسل ابھرتی رہیں صفدر نے دانت بھینچ رکھے تھے۔ ظاہر ہے بغیر دیکھے اس طرح کا عمل کرنے سے کلائیوں پر بھی خراشیں آ رہی تھیں۔ چار پانچ منٹ مسلسل اس عمل کے بعد اچانک کٹک کی آواز ابھری اور صفدر کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے۔ البتہ کلپ اس کے دونوں کلائیوں میں موجود تھے۔ لیکن درمیانی جوڑ ٹوٹ چکا تھا۔

"اب ہمیں بھی یہی عمل کرنا پڑے گا" ۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ۔۔ نہیں ۔۔ ایسی کوئی بات نہیں" ۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنا کوٹ اتارا اور اس کے اندرونی استر کو ایک جگہ سے ذرا سا ادھیڑا۔ اور پھر چرر کی آواز سے استر کافی سے زیادہ ادھڑ گیا۔ صفدر نے اندر انگلیاں ڈالیں اور پھر جب اس کی انگلیاں باہر آئیں تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستول چمک رہا تھا۔ یہ زیرو پسٹل تھا اس کی رینج زیادہ نہ تھی۔ لیکن اس کی ننھی سی گولی اپنی رینج کی حد

تک خاصی خطرناک ثابت ہوئی تھی۔ صفدر نے اُسے ایسے ہی موقعوں کے لئے کوٹ کے استر کے اندر چھپا رکھا تھا۔

پستول ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ تیزی سے جولیا کی طرف مڑا۔ اس نے اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیانی جوڑ پر پستول کی نالی رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ کٹاک کی تیز آواز سے جولیا کی کلائیاں آزاد ہوگئیں۔ البتہ اس کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا ضرور لگا تھا۔ گولی نے جوڑ توڑ دیا تھا۔ اور گولی چپٹی سی ہو کر جولیا کے قدموں میں فرش سے جا ٹکرائی تھی۔ اس کے بعد باقی لوگوں کے ہاتھوں کو آزاد ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی۔

"میں نے اس دروازے میں آٹومیٹک لاک لگنے کی مخصوص آواز سنی تھی ــ اسے آسانی سے توڑا جا سکتا ہے" ــ کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا فولادی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس میں واقعی کی ہول موجود تھا۔

صفدر چند لمحے تو دروازے کے ساتھ کھڑا دوسری طرف سے آہٹیں سنتا رہا۔ لیکن دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔ صفدر نے پستول کی نال کی ہول پر رکھ کر اُسے ذرا سا دائیں طرف موڑ دیا۔ جہاں اس کے اندازے کے مطابق لاک تھا اور پھر ٹریگر دبتے ہی کھٹاک کی تیز آواز ابھری اور دروازہ ایک جھٹکا کھا کر ذرا سا کھل گیا۔ صفدر نے اُسے اپنی طرف کھینچا تو وہ کھلتا چلا گیا۔

"تمہارا پستول بڑے کام کا ہے صفدر" ــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہتے ہیں کھوٹا پیسہ بھی کسی وقت کام آ جاتا ہے ــ یہ تو پھر پستول

ہے" ــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ذرا سا باہر نکال کر جھانکا۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ چونکہ وہ اسی راہداری سے گذر کر اندر آئے تھے اس لئے انہیں راستہ اچھی طرح معلوم تھا۔ یہ ہداری ایک کمرے میں جا کر ختم ہوتی تھی۔ اور پھر اس کمرے کی دوسری ف ایک اور راہداری تھی۔ جس کا اختتام بیرونی دروازے پر ہوتا تھا۔ فدر نے راہداری خالی دیکھ کر ساتھیوں کو آنے کا اشارہ کیا اور راہداری ں نکل گیا۔

وہ سب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے اس کمرے کی طرف بڑھتے چلے رہے تھے۔ انہیں یہاں بند کرنے والے شاید ان کے بندھے ہوئے تھوں اور فولادی دروازے کے لاک کی وجہ سے ان کی طرف سے ری طرح مطمئن تھے۔ اس لئے راہداری بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔ ہداری کے اختتام پر کمرے کا دروازہ تھا جو دوسری طرف سے بند تھا۔ فدر نے اس کے کی ہول میں سے دوسری طرف جھانکا۔ لیکن دوسری ف اندھیرا تھا۔ شاید کمرے کا دوسرا دروازہ بند تھا۔ صفدر نے پستول نال اسی طرح کی ہول پر رکھی اور اُسے ذرا سا موڑ کر ٹریگر دبا دیا۔ مگر سرے لمحے وہ سب چونک پڑے۔ کیونکہ اس بار کھٹاک کی آواز کی ئے ٹھس کی سی آواز نکلی۔ پستول کا میگزین خالی ہو چکا تھا۔ اور اس بعد کا لمحہ اور بھی زیادہ دھماکہ خیز ثابت ہوا۔ کیونکہ بند دروازہ یکلخت لا اور پھر اس کے پیچھے آنے والا نمبر وَن ہاتھ میں سٹین گن لئے ی جن کی طرح نمودار ہوا۔

"خبردار! ــ کوئی حرکت نہ کرے" ــ نمبر وَن نے غراتے ہوئے

کہا، مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے جھکا۔ کیونکہ صفدر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خالی پستول اس کے چہرے پر مارا تھا۔ لیکن پستول نمبر ون کو نہ لگ سکا۔

"سنو! — غلط حرکت نہ کرنا — میں تمہارا ہمدرد ہوں — ورنہ ایک لمحے میں سب کو بھون ڈالتا" — نمبر ون نے اونچے لہجے میں کہا اور صفدر اور اس کے ساتھی جو شاید اس پر ٹوٹ پڑنے کے لئے اپنے آپ کو تول رہے تھے، ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک گئے۔ اور وہی لمحہ ان کے خلاف چلا گیا۔ کیونکہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ان کے پیچھے راہداری کی دیوار ہٹی اور چار سٹین گنوں سے مسلح افراد اندر آ گئے۔ اب وہ سب دونوں اطراف سے سٹین گنوں کی زد میں تھے۔ ویسے بھی جگہ تنگ تھی اور وہ خالی ہاتھ تھے۔ ایسی صورت میں سوائے ہونٹ کاٹنے کے وہ اور کچھ کر بھی نہ سکتے تھے۔

"تم لوگ واقعی حیرت انگیز ہو — تم نے نجانے کس طرح اپنی ہتھکڑیاں توڑ ڈالی ہیں — حالانکہ میں تمہیں چھڑانے کے لئے آ رہا تھا۔ سنو! — میں عمران کا ہمدرد ہوں — عمران سے میری بات چیت ہو چکی ہے۔ میں وہاں باس کی وجہ سے مجبور تھا اور میں نے عین وقت پر مداخلت کر کے وہاں بھی تمہاری جانیں بچائی تھیں — ورنہ باس تو کم از کم تم میں سے اس نوجوان کو ضرور گولیوں سے اڑا دیتا — تمہارا ساتھی اینجلو ہلاک ہو چکا ہے — اور باس ہیڈ چیف کو اطلاع دینے گیا ہے کہ عمران اور اس کے دو حبشی ساتھی سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر موجود ہیں — وہ انہیں وہاں سے نکال کر ہیڈ کوارٹر لے آئے گا — اور اس کے بعد ظاہر ہے تم سب کی موت یقینی تھی — چنانچہ اس موقع

سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں تمہیں فرار کرانے آیا تھا — جس طرف تم جا رہے تھے وہاں سے تم زندہ نہ نکل سکتے — اس لئے میں نے دوسرا بندوبست کر دیا ہے — تمہارے پیچھے موجود افراد میرے خاص ساتھی ہیں — یہ تمہیں خفیہ راستے سے نکال کر لے جائیں گے اور پھر تمہیں مخصوص پناہ گاہ تک پہنچا دیں گے جہاں تم محفوظ رہو گے — اس کے بعد میں کوشش کروں گا کہ عمران اور اس کے حبشی ساتھیوں کو بھی بچا کر وہیں پہنچا دوں۔ پھر مزید پروگرام سیٹ ہو جائے گا" — نمبر ون نے باقاعدہ تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں یقین کیسے آئے گا کہ تم ہمارے ہمدرد ہو — ؟ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی خاص جگہ لے جا کر ہمیں بے بس کر دو" — جولیا نے کہا۔

"میں چاہتا تو تم سب کی لاشیں یہاں بھی گر سکتی تھیں — تم خالی ہاتھ ہو اور میرے ہاتھ میں سٹین گن ہے — باقی بات چیت تم عمران سے خود کر لینا۔ اسے بتا دینا کہ راک مین نے یہ کام کیا ہے۔ اور اب مزید دیر کی تو پھر معاملات میرے ہاتھ سے نکل بھی سکتے ہیں" — نمبر ون نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا واپس مڑا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئے۔ پیچھے کھڑے ہوئے سٹین گن بردار ان کے مڑتے ہی مڑے اور پھر وہ دیوار میں موجود خلا کو پار کر کے ایک کمرے میں پہنچے۔ ان میں سے ایک نے فرش کے ایک کونے پر زور سے پیر مارا تو فرش کا ایک حصہ ایک طرف ہٹ گیا۔ وہاں سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سٹین گن برداروں کی رہنمائی میں وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے ایک تنگ سی سرنگ میں پہنچے۔ سرنگ

کا اختتام پھر اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں پر ہوا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور عمارت میں پہنچ گئے۔ جہاں ایک بڑی سی بند ویگن موجود تھی، ویگن کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک باوردی ڈرائیور موجود تھا جبکہ ویگن پر کسی لانڈری کا نام بڑے بڑے حروف میں لکھا ہوا تھا۔

"انہیں لوائنٹ فور پر پہنچا دو ۔۔۔ احتیاط سے" ۔۔۔ ایک سٹین گن بردار نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

صفدر اور اس کے ساتھی ویگن میں سوار ہو گئے۔

"یہ ایک سٹین گن رکھ لیجئے ۔۔۔ ہو سکتا ہے ضرورت پڑ جائے" ۔۔۔ ایک سٹین گن بردار نے دروازے میں سے سٹین گن صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے سٹین گن جھپٹ لی۔ اب انہیں اطمینان ہو گیا تھا کہ واقعی نمبر ون ان سے ہمدردی کر رہا ہے۔ البتہ وہ یہ نہ جانتے تھے کہ اس کی ہمدردی کا مقصد کیا ہے۔ ویگن کا دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا اور دوسرے لمحے ویگن تیزی سے حرکت میں آ گئی۔ وہ سب اپنی جگہ سوچ رہے تھے کہ عمران آخر کس قسم کا انسان ہے کہ دشمنوں میں بھی اپنے ہمدرد پیدا کر لیتا ہے۔

مارشل کا چہرہ جوش اور کامیابی کی شدت سے سرخ پڑ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک دوگنا ہو گئی تھی۔ اور دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اینڈرن بل کی اطلاع بالکل درست ثابت ہوئی تھی۔ اور نمبر ون کا مشورہ اس سے بھی زیادہ کارآمد ثابت ہوا تھا۔ ہل پارک کی کوٹھی نمبر بارہ کی نگرانی نے کام دکھا دیا تھا۔

اینجلو وہاں سے نکلا اور پھر اسے بڑی آسانی سے کور کر لیا گیا۔ لیکن وہ مزاحمت کرتے ہوئے مارا گیا۔ اس کے بعد وہاں سے دو کاروں میں ایشیائی برآمد ہوئے۔ اور محتاط انداز میں ان کا تعاقب کیا گیا اور پھر ان کی نئی رہائش گاہ ٹریس کر لی گئی۔ مارشل اپنے پورے سیکشن کو حرکت میں لے آیا تھا۔ اور جب اسے اطلاع ملی کہ ان میں سے ایک نوجوان دو حبشیوں سمیت کرائے کی کار میں باہر نکلا ہے تو ان کی نگرانی کا حکم دے دیا گیا اور خود وہ نمبر ون کو ساتھ لے کر باقی افراد کی رہائش گاہ پر چڑھ دوڑا کیونکہ

اب معاملات اس کی برداشت سے باہر ہو رہے تھے۔ البتہ نمبر دن کا یہ مشورہ اُسے اچھا لگا تھا کہ ان ایشیائی افراد کو فوری طور پر ختم کرنے کی بجائے انہیں بے بس کر کے ہیڈ کوارٹر لایا جائے اور پھر انہیں زندہ حالت میں ریڈ چیف کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ ریڈ چیف پوری طرح اپنی تسلی کر لے۔ اور پھر اپنے ہاتھ سے ان کا خاتمہ کر دے۔ اس طرح مارشل کے کارنامے کی قدر اور زیادہ بڑھ جائے گی۔

چنانچہ نمبر دن اور مارشل کے اس کوٹھی تک پہنچتے پہنچتے اس کے حکم پر سپر ایجنٹس نے ریڈ مکمل کر لیا۔ اور وہاں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب افراد کو کلپ ہتھکڑیاں پہنا دی گئی تھیں۔ انہیں ہیڈ کوارٹر پہنچانے کا آرڈر دینے کے بعد مارشل، نمبر دن کو ہمراہ لئے ہل پارک کی کوٹھی کی طرف گیا۔ اس نے اپنے ایک سیکشن کو وہاں ریڈ کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق وہ ڈیمو کریٹک پارٹی کا خفیہ ہیڈ کوارٹر تھا۔ لیکن وہاں پہنچنے کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ وہ صرف عام سی رہائش گاہ تھی البتہ وہاں سے چار افراد انہوں نے زندہ گرفتار کر لئے تھے۔ باقی مقابلے میں مارے گئے تھے۔ مارشل نے انہیں چیکنگ پوائنٹ پر لے جانے کے احکامات صادر کر دیئے۔ تاکہ ان سے مزید پوچھ گچھ کے بعد ڈیمو کریٹک پارٹی کے خلاف وسیع پیمانے پر ایکشن لیا جا سکے۔

" اب میں ریڈ چیف کو اطلاع کر دوں "۔۔۔۔ مارشل نے وہاں سے واپسی کے وقت اپنی مخصوص کار چلاتے ہوئے کہا۔

" میرے خیال میں اس ایشیائی نوجوان اور ان دو حبشیوں کے متعلق جب تک صورت حال واضح نہ ہو جائے۔۔۔۔ اس وقت تک ریڈ چیف کو اطلاع

دی جائے تاکہ مشن پورے طور پر مکمل ہو سکے "۔۔۔۔ نمبر دن نے جو پچھلی سٹ پر بیٹھا ہوا تھا دبے لہجے میں کہا۔

" اوہ ہاں۔۔۔۔ اُسے تو میں بھول ہی گیا تھا "۔۔۔۔ مارشل نے بری ح چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کے نچلے حصے میں نصب ے چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کار کے سپیڈو میٹر کے اندر ایک نقطہ ری سے جلنے بجھنے لگا۔

" ہیلو۔۔۔۔ ہیلو مارشل کالنگ سپر تھری۔۔۔۔ ہیلو۔ اوور "۔۔۔۔ مارشل نے ر کی رفتار کم کر کے اُسے ایک سائیڈ پر روکتے ہوئے ڈیش بورڈ کی طرف ھکتے ہوئے کہا۔

" یس۔۔۔۔ سپر تھری اٹنڈنگ۔ اوور "۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک آواز ڈیش بڈ سے اُبھری۔

" رپورٹ۔۔۔۔ اوور "۔۔۔۔ مارشل نے کہا۔

" باس!۔۔۔۔ رولز رائس اس ایشیائی اور دو حبشیوں کو لیکر سر آرنلڈ ارہائش گاہ پر پہنچی ہے۔۔۔۔ وہ کسی پرنس کے روپ میں وہاں گئے ں اور اندر داخل ہو چکے ہیں۔۔۔۔ ہم ان کی واپسی کے منتظر ہیں۔ ورٌ "۔۔۔۔ سپر تھری نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر۔۔۔۔ اور پرنس کے روپ میں۔۔۔۔ اوہ! بیاط سے نگرانی کرنا۔۔۔۔ میں پھر تمہیں کنٹیکٹ کروں گا۔ اوور اینڈ آل "۔ رشل نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے کار ایک ھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

" اوہ!۔۔۔۔ یہ سر آرنلڈ یقیناً ان لوگوں سے ملا ہوا ہو گا۔۔۔۔ ایسے

ہی لوگ حکومتوں کے تختے اُلٹنے میں ملوث ہوتے ہیں" ۔۔۔ مارشل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں باس! ۔۔۔ سر آرنلڈ کے متعلق تو عام افواہ ہے کہ وہی دراصل ریڈ چیف ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایشیائی نوجوان سر آرنلڈ کو کسی طرح دھوکہ دے گیا ہو گا ۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ اسے قتل کر گیا ہو ۔۔۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ سر آرنلڈ کو پکڑ کر اس پر تشدد کر کے ریڈ چیف کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو" ۔۔۔ نمبر ون نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ واقعی تمہاری بات درست ہے ۔۔۔ میں نے بھی یہ افواہ سنی تھی لیکن مجھے اس پر یقین نہیں ہے۔ میں سر آرنلڈ سے ملا ہوں ۔۔۔ اس میں ریڈ چیف والی کوئی بات نہیں ۔۔۔ یہ محض افواہ ہی ہے۔ البتہ سر آرنلڈ بے حد اہم آدمی ہے ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اسے پکڑ کر حکومت کو ۔۔۔ یا ریڈ چیف کو بلیک میل کرنا چاہتے ہوں۔ سر آرنلڈ کو بچانا ضروری ہے" ۔۔۔ مارشل نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ہیڈ کوارٹر کے سامنے کار روک دی۔

"نمبر ون! ۔۔۔ تم جا کر ان ایشیائیوں کا خیال رکھو ۔۔۔ ریڈ چیف کو اطلاع دے کر میں اس پرنس کا بندوبست کرتا ہوں" ۔۔۔ مارشل نے کہا اور نمبر ون سر ہلاتا ہوا کار سے اتر کر ہیڈ کوارٹر کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔

مارشل نے تیزی سے کار آگے بڑھائی اور پھر مختلف سڑکوں پر گھومتا ہوا وہ پرانے قلعے کے قریب بنی ہوئی خاکی رنگ کی عمارت کے گیٹ پر

پہنچ گیا۔ جس پر قالینوں کی درآمد برآمد کا کاروبار کرنے والی کمرشل کمپنی کا بڑا سا بورڈ موجود تھا۔ یہ ریڈ آرمی کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ مارشل نے کار مخصوص جگہ پر کھڑی کی اور تیزی سے ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ وہاں موجود عملہ اس کی اصل حیثیت سے واقف تھا۔ اس لئے اُسے کسی نے نہ روکا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی مارشل میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھا۔ کمرہ آفس کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ اور کئی افراد وہاں بیٹھے آفس ورک کر رہے تھے۔ لیکن یہ سب لوگ ریڈ آرمی کے مخصوص افراد تھے۔ مارشل کے میز کے قریب آتے ہی ایک نوجوان نے تیزی سے اٹھ کر کرسی خالی کر دی۔ اور مارشل نے ٹیلیفون سیٹ اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر ڈائل کر کے اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ پھر گھنٹی کی آواز سنتے ہی اس نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور ایک بار پھر مختلف نمبر گھمانے۔ یہ ٹیلیفون مخصوص انداز میں کام کرتا تھا اور اس طریقے سے ریڈ چیف اگر موجود نہ ہوتا تو پیغام ٹیپ ہو جاتا۔ اور پھر کمپیوٹر کی مدد سے پیغام فوری طور پر جہاں بھی ریڈ چیف موجود ہوتا اس تک پہنچا دیا جاتا۔

"یس" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مشینی آواز نکلی۔

"مارشل کالنگ ریڈ چیف" ۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"یس ۔۔۔ کمپیوٹر سروس پلیز" ۔۔۔ وہی مشینی آواز دوبارہ ابھری۔

"پیغام ٹیپ کرو ۔۔۔ ایمرجنسی پیغام" ۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"ایمرجنسی لائن کلیئر ہے ۔۔۔ ٹیپ کرائیں پیغام" ۔۔۔ دوسری طرف

سے ایک کلک کی آواز ابھرنے کے بعد وہی مشینی آواز ابھری اور مارشل نے ایشیائی پرنس اور اس کے دو حبشی ساتھیوں کے سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر موجودگی کی اطلاع کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ ڈی۔ پی کا سربراہ اینجلو مارا گیا ہے اور اس ایشیائی کے باقی ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں۔

"تمہیں واپس کہاں کنکٹ کیا جائے" ۔۔۔۔ مشینی آواز نے پوچھا۔

"سپر ہیڈ کوارٹر" ۔۔۔۔ مارشل نے کہا اور دوسری طرف سے اوکے کی آواز سنتے ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کمرے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ جلد از جلد اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہتا تھا۔

عمران، جوزف اور جوانا کو سٹین گنوں کے سائے میں مختلف راہداریوں سے گذار کر ایک کھلی جگہ پر لے آیا گیا جہاں ایک بند باڈی ٹرک نما ویگن کھڑی تھی۔ اس کا پچھلا دروازہ اس انداز میں بنایا گیا تھا جیسی سیف کا دروازہ ہوتا ہے۔ ایک سٹین گن بردار نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازے کے باہر لگا ہوا فولادی چکر گھمانا شروع کر دیا۔ اس چکر کو رک رک کر کبھی الٹی طرف اور کبھی سیدھی طرف گھما رہا تھا۔ جبکہ اس کے باقی چار مسلح ساتھی عمران، جوزف اور جوانا کے پیچھے قطار کی صورت میں کھڑے تھے۔

"سر آرنلڈ کہاں ہیں ۔۔۔ انہیں یہاں بلواؤ" ۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی اور شاید یہی غراہٹ تھی جس نے جوزف اور جوانا دونوں کو یکلخت مستعد کر دیا تھا۔ کیونکہ ایسے لہجے کا مطلب

یہی تھا کہ عمران نے کچھ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

"شٹ اپ!۔۔۔ وہ یہاں نہیں آ سکتے"۔۔۔ اس سٹین گن بردار نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ یہاں نہیں آ سکتے۔۔۔ تو ہمیں وہاں لے چلو۔۔۔ میرا ان سے ملنا ضروری ہے"۔۔۔ عمران کا لہجہ پہلے کی طرح سنجیدہ تھا۔

"میں کہتا ہوں زبان بند کرو"۔۔۔ اسی سٹین گن بردار نے بڑے غصیلے انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا اور یہی حرکت اس کی غلطی تھی۔ کیونکہ سٹین گن کو تانے جیسے ہی وہ آگے بڑھا، عمران نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ گن کی نال پر تھے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ گن بردار سنبھلتا، عمران نے دونوں ہاتھوں کو پوری قوت سے اُفقی رُخ پر حرکت دی اور گن بردار جو سٹین گن کے دستے کو مضبوطی سے پکڑے کھڑا تھا، یوں اچھلا جیسے اس نے ورلڈ ریکارڈ توڑنے کے لئے اونچی جمپ لگایا ہو۔ اور وہ عمران کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پوری قوت سے بند باڈی کے ٹرک سے جا ٹکرایا۔ عمران اُسے اچھالتے ہی خود تیزی سے نیچے ہوا تھا۔ اور پھر جیسے ہی سٹین گن بردار کے ہاتھ سے سٹین گن کا دستہ چھوٹا، عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گن کو سیدھا کیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اسے استعمال کرنے کی حالت میں آتا، اچانک دوسرے سٹین گن برداروں نے فائر کھول دیا۔ اور ظاہر ہے اس وقت ان کا نشانہ عمران ہی تھا۔ لیکن عمران کو اس ردعمل کی توقع پہلے سے ہی تھی۔ اس لئے وہ نیچے جھکا تھا تاکہ اس پر فائر کرنے والے اپنی گنوں کا رُخ نیچے کی طرف کریں، اور وہ تیا

وا۔ عمران نیچے ہوتے ہی پوری قوت سے اوپر کو اچھلا اور عین اسی لمحے لیاں اس کے نیچے سے نکلتی چلی گئیں۔ لیکن عمران نے اوپر کو اچھل کر پس اسی جگہ آنے کی بجائے ایک پر چھلانگ لگا دی۔ اور وہ کسی پرندے کی ح تیرتا ہوا ایک سٹین گن بردار کے سینے سے جا ٹکرایا۔ سٹین گن بردار نے ی سے اپنے رُخ موڑے۔ مگر دوسرے لمحے دو چیخیں بلند ہوئیں اور آدمی چیختے ہوئے اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرے۔ ان کی گنوں کا خ بدلتے ہی جوزف اور جوانا نے ان پر حملہ کر دیا تھا۔

ادھر عمران اپنے شکار کو نیچے گراتے ہی بجلی کی سی تیزی سے گھوما دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود سٹین گن نے شعلے اگلے اور آدمی جن کے ہاتھ سے عمران نے گن چھینی تھی اور ٹرک کا دروازہ کھولنے دونوں ہی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ ٹرک کا دروازہ کھولنے والا بغل میں لٹکی ہوئی گن اتار رہا تھا جب کہ ٹرک سے ٹکرانے والا اٹھ کر کراہ رہا تھا۔ شاید اس کا سر ٹرک کی فولادی باڈی سے ٹکرایا تھا۔

جوزف اور جوانا کے ہاتھوں میں بھی سٹین گنیں آ چکی تھیں اس لئے سے پہلے کہ ان کے شکار اٹھ کر کھڑے ہوتے، جوزف اور جوانا دونوں فائر کھول دیئے اور جوزف نے اپنے آدمی کے ساتھ ساتھ اس کو بھی ن کی لپیٹ میں لے لیا جس سے عمران جا ٹکرایا تھا۔ اس طرح پلک نے میں ہی حساب کتاب برابر ہو گیا۔ پانچوں مسلح افراد اپنے جسموں میں سوراخ ئے بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ عمران اور اس کے جو چند لمحے پہلے خالی ہاتھ تھے اب ان کے پاس میگزین سے بھری سٹین گنیں موجود تھیں۔ یہ جگہ شاید اصل عمارت سے کافی فاصلے پر

تھی اس لئے نہ صرف اس جگہ اور کوئی آدمی تھا بلکہ گولیوں کی آواز کے جواب میں بھی فوری طور پر کوئی نمودار نہ ہوا تھا۔

"چلو ٹرک میں بیٹھو۔ جلدی کرو ـــــ ورنہ یہاں موجود فوج ہم پر ٹوٹ پڑے گی" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور خود دوڑ کر اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جوزف اور جوانا پچھلی طرف جانے کی بجائے دوسری طرف سے گھوم کر سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ اور عمران نے ایک جھٹکے سے ٹرک آگے بڑھا دیا۔ جس طرف رخ کئے ٹرک کھڑا تھا۔ اسی طرف بجری کی سڑک گھوم کر ایک بڑے پھاٹک کی طرف جا رہی تھی۔

عمران نے خاصی تیز رفتاری سے ٹرک چلاتے ہوئے اس پھاٹک کا رخ کیا۔ پھاٹک فولادی چادر سے بنا ہوا تھا اور بند تھا۔ اندر کی طرف اس پر کوئی کنڈہ وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا اس کا صاف مطلب یہی تھا کہ اسے دوسری طرف سے بند کیا گیا ہے اور ظاہر ہے دوسری طرف بھی افراد یقیناً موجود ہوں گے۔

ٹرک کے ڈیش بورڈ پر ایسے بٹن نظر آ رہے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس میں ٹرانسمیٹر نما آلات نصب ہیں۔ لیکن ظاہر ہے عمران اس چکر میں نہ پڑ سکتا تھا بلکہ اس نے ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔ ٹرک انتہائی مضبوط ساخت کا تھا۔ اور اس کے آگے ایسا فولادی بمپر نصب تھا جو خاصی مضبوط رکاوٹ کو بھی آسانی سے توڑ سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے پھاٹک کو توڑتے ہوئے نکل جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور پھر دوسرے لمحے ٹرک پوری قوت سے دوڑتا ہوا پھاٹک سے ٹکرایا۔ جوزف اور جوانا دونوں

پہلے ہی صورت حال کا اندازہ لگا چکے تھے اس لئے پھاٹک کے قریب آتے ہی ان دونوں نے غیر شعوری طور پر سر جھکا دیئے۔ لیکن ان کی یہ حرکت صرف بچاؤ کی غیر شعوری حرکت تھی ورنہ پھاٹک سے فولادی بمپر ہی ٹکرایا تھا۔ شیشے ٹوٹنے کی تو نوبت ہی نہ آ سکتی تھی۔

زوردار دھماکے سے پھاٹک ٹوٹ کر دوسری طرف گرا اور بھاری ٹرک اسے روندتا ہوا نکل گیا۔ سڑک بل کھاتی ہوئی اب شاید مین گیٹ کی طرف جا رہی تھی۔

اور اسی لمحے ٹرک کی پشت اور سائیڈوں پر فائرنگ ہوئی لیکن عمران ٹرک کو پوری رفتار سے بھگاتے چلا گیا۔ سڑک بل کھا کر مڑی اور عمران کا اندازہ درست ثابت ہوا کیونکہ سڑک اصل عمارت کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی مین پھاٹک کے قریب جا پہنچی تھی۔

مین پھاٹک بند تھا اور اس کے اندر کوئی آدمی نہ تھا۔ البتہ کمروں میں افراد موجود تھے۔ یہاں بھی عمران نے وہی کام کیا اور پوری رفتار سے ٹرک کو دوڑاتا ہوا سیدھا اس وسیع و عریض فولادی پھاٹک سے جا ٹکرایا مگر یہ پھاٹک پہلے پھاٹک سے زیادہ مضبوط نکلا۔ کیونکہ وہ ٹوٹا تو ضرور لیکن ٹرک کو بھی ایک خوفناک جھٹکا لگا اور وہ تیزی سے سائیڈ کے بل ہوا لیکن اس کا سٹیئرنگ چونکہ عمران جیسے آدمی کے ہاتھ میں تھا اس لئے وہ الٹنے سے بچ گیا۔ لیکن مضبوط پھاٹک سے پوری قوت سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کے انجن میں کوئی نقص پیدا ہو گیا۔ جس کی بنا پر وہ بند ہو گیا تھا۔

"نیچے اترو ـــــ اور گولیاں برساتے ہوئے نکل چلو" ـــــ عمران نے

چیخ کر کہا اور قریب رکھی ہوئی سٹین گن اٹھاتے ہوئے وہ اچھل کر باہر آیا اور اسی لمحے سٹین گنوں کی تڑتڑاہٹ گونجی اور عمران چونکہ چھلانگ لگا کر نیچے اترا تھا اس لئے گولیوں کی بوچھاڑ سے بس بال بال بچ گیا تھا۔ گولیاں سامنے والے سائیڈ کمرے سے چلائی جا رہی تھیں لیکن عمران اب ایسے زاویے پر پہنچ گیا تھا کہ وہاں سے باہر آئے بغیر اس پر گولیاں نہ چلائی جا سکتی تھیں۔ اس لئے وہ دوسری گولیاں کی بوچھاڑ سے بچ گیا۔

نیچے چھلانگ لگاتے ہی عمران نے دوبارہ چھلانگ لگائی اور پھر وہ اس کمرے کی سائیڈ میں پہنچ گیا۔ اسی لمحے دوسری طرف سے بھی سٹین گن چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے دوسری سائیڈ کے لڑتے ہوئے پیچھے سے ان دونوں حبشیوں کو چیخ کر زمین پر گرتے ہوئے دیکھا جو شاید ادھر آ رہے تھے اور جوزف اور جوانا کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ دوسری سائیڈ میں کمرہ تو موجود تھا لیکن اس طرف شاید کوئی موجود نہ تھا کیونکہ اس طرف سے کمرے میں سے کسی نے فائر نہ کھولا تھا۔

ادھر عمران جیسے ہی سائیڈ میں ہوا، ایک سایہ تیزی سے کمرے کے دروازے سے برآمد ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بھی سٹین گن تھی۔ لیکن جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلا، عمران کی سٹین گن سے نکلنے والی گولیوں نے اسے چاٹ لیا۔ دوسرے لمحے عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے دروازے کی سائیڈ میں رک کر سٹین گن کا رخ دروازے کے اندر کر کے فائر کھول دیا اور اسے گھمانے لگا۔ لیکن اندر سے کوئی چیخ نہ ابھری تو وہ اچھل کر سامنے آ گیا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔

دوسرے لمحے عمران تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر بھاگتا ہوا ٹوٹے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اور جوانا پہلے ہی ٹوٹے ہوئے پھاٹک سے باہر پہنچ چکے تھے۔

عمران نے باہر آتے ہی تیزی سے نیچے جانے والی سڑک کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ ایک زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز انہیں اپنی پشت پر سنائی دی اور پھر جیسے ہی ان تینوں نے بیک وقت مڑ کر پیچھے دیکھا ان کی آنکھیں شدید حیرت اور خوف سے پھٹتی چلی گئیں۔ وہ دیوہیکل فولادی ٹرک پوری قوت سے دوڑتا ہوا ان کے سروں پر پہنچ چکا تھا۔ چونکہ پھاٹک سے سڑک ڈھلوان کی صورت میں نیچے جا رہی تھی۔ اس لئے ٹرک پوری رفتار سے آ رہا تھا۔

عمران اور اس کے دونوں ساتھیوں نے پلک جھپکنے میں سائیڈوں میں چھلانگیں لگائیں اور وہ سینے کے بل اڑتے ہوئے پتھریلی زمین پر جا گرے۔ اور ان کی چھلانگوں نے ان کی جانیں بچا دیں۔

ٹرک اسی طرح پوری رفتار سے دوڑتا ہوا سیدھا ڈھلوان میں اترتا چلا گیا۔ اور پھر ذرا آگے سڑک کا موڑ آ گیا۔ لیکن ٹرک اسی طرح پوری رفتار سے دوڑتا ہوا سیدھا سامنے موجود ایک مضبوط چٹان سے پوری قوت سے ٹکرایا اور پھر قلابازیاں کھاتا ہوا بل کھاتی ہوئی سڑک پر گرتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک اور زوردار دھماکہ ہوا اور پھر انہیں نیچے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیئے۔

عمران، جوزف اور جوانا طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے

ان کے چہروں اور ہاتھوں پر خاصی خراشیں آ گئی تھیں۔ کپڑے بھی پھٹ گئے تھے۔ عمران نے مڑ کر دیکھا تو اسے پھاٹک کا دوسرا پٹ بھی ٹوٹ کر گرا ہوا نظر آیا۔ اور وہ ٹرک کے اس طرح اچانک دوڑ پڑنے کی وجہ سمجھ گیا۔ ٹرک اس پٹ سے ٹکرا کر رکا ہوا تھا جس کے ٹوٹنے کی وجہ سے وہ حرکت میں آیا اور عمران اور اس کے ساتھی یقینی موت سے بال بال بچ گئے تھے۔

"باس! ۔۔۔ یہ سر آرنلڈ کی طرف سے کوئی ردعمل ظاہر ہی نہیں ہو رہا۔ کیا کوٹھی میں کوئی اور آدمی نہیں ہے" ۔۔۔ جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اصل عمارت چونکہ کافی فاصلے پر ہے ۔۔۔ اس لئے وہ صورت حال کو پوری طرح سمجھ نہیں سکے ۔۔۔ بہرحال اب یہاں سے فوراً نکل چلنا چاہئے ۔۔۔ لیکن ٹھہرو ۔۔۔ اس طرح تو ہم اونچی جگہ سے آسانی سے نشانہ بن سکتے ہیں ۔۔۔ ادھر چٹانیں موجود ہیں تم دونوں سامنے والی چٹان کے پیچھے چھپ جاؤ۔ میں اس طرف والی چٹان کے پیچھے چھپ جاتا ہوں ۔۔۔ پوری طرح ہوشیار رہنا ۔۔۔ جب تک یہاں کی صورت حال واضح نہ ہو جائے، ہمیں نیچے نہیں جانا چاہئے" ۔۔۔ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

جوزف اور جوانا تیزی سے جھکتے ہوئے اس بڑی سی چٹان کے پیچھے چلے گئے۔ جبکہ عمران نے ان کی مخالف سمت کی چٹان کی پناہ لی۔ ان تینوں کی نظریں سر آرنلڈ کے مینشن پر جمی ہوئی تھیں جو کچھ بلندی پر سامنے نظر آ رہا تھا۔

چند ہی لمحوں بعد انہوں نے دس بارہ مسلح افراد کو دوڑ کر پھاٹک سے

باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ سب سٹین گنوں سے مسلح تھے۔ وہ چند لمحے پھاٹک پر رک کر ادھر ادھر دیکھتے رہے۔ پھر ان میں سے ایک کے اشارے پر وہ دائیں طرف کی چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے اس سمت کو بڑھ گئے۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ نیچے جانے والی سڑک کو کور کرنے گئے ہیں۔ کیونکہ سڑک بل کھاتی ہوئی ان چٹانوں کے نیچے سے ہی گزرتی تھی اور اگر عمران آگے بڑھ جاتا تو وہ اس وقت ان کے آسان نشانے پر ہوتا۔

ان مسلح افراد کے باہر جاتے ہی چند مزید مسلح افراد پھاٹک پر نمودار ہوئے اور پھر وہ سیدھے آگے ڈھلوان کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

عمران نے چند لمحے مزید انتظار کیا لیکن جب پھاٹک پر اور کوئی آدمی نظر نہ آیا تو اس نے جوزف اور جوانا کو پھاٹک کی طرف واپس چلنے کا اشارہ کیا۔ اب اس نے ایک اور فیصلہ کر لیا تھا۔ سر آرنلڈ اسے بتا چکا تھا کہ اینجلو ہلاک ہو چکا ہے اور اس کے ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اب اس کے ساتھی طے شدہ منصوبے کے مطابق وہاں نہ پہنچ سکتے تھے۔ اور انہیں اب تلاش کرنے اور بچانے کی ایک ہی صورت بچتی تھی کہ سر آرنلڈ کو قابو کیا جائے۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی اور مزید کوئی مسلح آدمی باہر نہ آنے پر وہ سمجھ گیا کہ تمام مسلح افراد باہر آ چکے ہیں اگر کوئی تھوڑے بہت اندر ہوں گے تو ان سے نپٹ لیا جائے گا۔

عمران چٹان کے پیچھے سے نکلا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی نظریں دونوں اطراف میں گھوم رہی تھیں ایک اس طرف جدھر پہلے مسلح افراد گئے تھے۔ اور ایک پھاٹک کی طرف کہ ادھر سے کوئی اور نمودار نہ ہو جائے۔ لیکن چند ہی لمحوں میں وہ تینوں

صحیح سلامت پھاٹک تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے ایک نظر اندر کی طرف ڈالی اور پھر جوزف اور جوانا سے مخاطب ہوا۔

"تم دونوں یہاں جم جاؤ ـــــ اور میرے واپس آنے تک کسی کو اندر نہ آنے دینا ـــــ جو بھی نظر آئے گولیوں سے اڑا دینا ـــــ میں اندر جا رہا ہوں" ـــــ عمران نے انہیں ہدایات دیں اور پھر وہ سٹین گن سنبھالے تیزی سے عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بھاگ پڑا۔ پورچ میں موجود کاروں کے قریب پہنچتے ہی وہ تیزی سے ان کی اوٹ میں جھک گیا کیونکہ اس نے برآمدے میں چار مسلح افراد کو نکلتے دیکھا تھا۔ ان کے جسموں پر دربانوں والی یونیفارم کی بجائے عام لباس تھا۔ البتہ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔ وہ بڑے چوکنے انداز میں پھاٹک کی طرف دیکھ رہے تھے کہ عمران نے گن کو سائیڈ سے نکالا اور دوسرے لمحے سٹین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی برآمدہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ چاروں ایک ہی باڑ میں چت ہو چکے تھے۔

ان کے نیچے گرتے ہی عمران تیزی سے کار کی اوٹ سے نکلا اور برآمدے کی طرف بھاگا۔

پھر جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچا اس نے سر آرنلڈ کو ایک دروازے سے اچھل کر باہر آتے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں سٹین گن دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ نقلی سر آرنلڈ ہے۔ ورنہ سر آرنلڈ کبھی اس طرح گن اٹھائے اکیلا باہر نہ آتا۔

جیسے ہی سر آرنلڈ باہر آیا، عمران اس کے سر پہ پہنچ چکا تھا اور عمران کی سٹین گن نے ایک بار پھر شعلے اگلے اور آنے والا چیختا ہوا پیچھے جا گرا۔

سے ٹکرایا اور پھر آٹے کی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ اور عمران اسے کراس کرتا ہوا تیزی سے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔

اسی لمحے عمران کو پھاٹک کی طرف سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور عمران سمجھ گیا کہ جوزف اور جوانا کا ٹکراؤ ان مسلح افراد سے ہو گیا ہے۔ لیکن وہ ان دونوں کی طرف سے مطمئن تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان دونوں کی پوزیشنیں آنے والوں سے کہیں زیادہ محفوظ تھیں اور وہ دونوں ایسی پوزیشن میں پوری فوج کو سنبھال سکتے تھے۔

عمران جیسے ہی اندر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی نظریں ایک پردے کے پیچھے موجود پیروں پر جم گئیں۔ کوئی شخص پردے کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس کے پیر صاف نظر آ رہے تھے۔ اور عمران نے دیکھا کہ اس کی ٹانگوں میں ہلکی سی لرزش موجود تھی۔

"پردے کے پیچھے سے باہر نکل آؤ ـــــ ورنہ چھلنی کر دوں گا" ـــــ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے پردہ ہٹا اور پیچھے سے سر آرنلڈ کا سیکرٹری جان مارٹن باہر آ گیا۔

جان مارٹن کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑ گیا تھا۔

"مم ـ مم ـ مجھے مت مارو ـــــ مم ـــــ مم ـــــ میں تو صرف سیکرٹری ہوں" ـــــ جان مارٹن نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اس نقلی سر آرنلڈ کو تم نے سٹین گن دے کر باہر بھیجا تھا" ـــــ؟ عمران نے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر سٹین گن کی نال رکھ کر پوچھا۔

"وہ ___ وہ خود گیا تھا ___ کہتا تھا کہ میں بھون دونگا ___ مم ___ مم میں نے اُسے منع کیا تھا" ___ جان مارٹن نے کہا اور عمران کی پوری طرح تسلی ہوگئی کہ اس کا شکار واقعی نقلی سر آرنلڈ تھا۔

"سر آرنلڈ کہاں ہیں ___؟ جلدی بتاؤ ___ ایک لمحے میں ___ ورنہ ..." عمران نے غرا کر شین گن کی نال اس کے سینے پر رکھ کر ذرا سا دباتے ہوئے کہا۔

"وہ ___ وہ چلے گئے ___ خفیہ سرنگ سے چلے گئے ہیں" ___ جان مارٹن نے کہا۔

"کہاں چلے گئے" ___؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ کیپٹل پیلس گئے ہیں ___ سرنگ وہیں جاتی ہے" ___ جان مارٹن نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا ___ اب اگر جان بچانا چاہتے ہو تو پھاٹک سے باہر موجود اپنے آدمیوں کو ہتھیار پھینکنے کا حکم دو ___ ورنہ میں پہلے تمہیں گولیاں مارونگا اور پھر ان سے نمٹوں گا ___ بولو کیسے حکم دو گے" ___ عمران نے کہا، کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اس قسم کے مینشن میں ایسا انتظام ضرور ہوگا جس سے باہر موجود افراد کو کنٹرول کیا جا سکتا ہو۔

"وائرلیس میگا فون ___ آؤ میرے ساتھ" ___ جان مارٹن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ عمران نے جان بچ جانے کی بات کر دی تھی۔ وہ عمران کو ہمراہ لئے ایک چھوٹے سے کمرے میں آیا اور پھر اس نے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ایک پبلک ٹیلیفون سیٹ ٹائپ آلے کو آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک مائیک لچھے دار تار کے ساتھ منسلک تھا۔

اس نے مائیک کو منہ سے لگا کر بولنا شروع کر دیا۔

"ہیلو ___ ہیلو ___ الرٹ آل دی لسنرز ___ الرٹ ___ فائرنگ فوراً بند کر دی جائے ___ میں جان مارٹن سیکرٹری ٹو باس کالنگ ___ باس کا حکم ہے کہ فائرنگ بند کر دی جائے" ___ جان مارٹن نے اونچی آواز میں کہا اور مائیک آف کر دیا۔

"بس ___ یا ___ اور بھی کچھ کہنا ہے" ___ جان مارٹن نے اُمید بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں کہو کہ باس نے ان افراد سے صلح کر لی ہے ___ اس لئے اب یہ باس کے مہمان ہیں ___ سب لوگ اپنی اپنی ڈیوٹی پر واپس چلے جائیں ___ اور اس کے بعد مائیک مجھے دے دو" ___ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

جان مارٹن نے مائیک آن کر کے بڑے فرمانبردارانہ انداز میں عمران کی ھدایت پر عمل کیا اور اس کے ساتھ ہی مائیک عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو ___ پرنس آف ڈھمپ کالنگ جوزف اور جوانا! ___ سر آرنلڈ سے ہماری صلح ہو گئی ہے ___ اب ہم ان کے معزز مہمان ہیں ___ تم دونوں فوراً پورچ کے ساتھ والے کمرے میں پہنچ جاؤ" ___ عمران نے پرنس کے مخصوص انداز میں کہا اور مائیک واپس جان مارٹن کو دے دیا۔ جان مارٹن نے سیٹ آف کر کے مائیک ساتھ لٹکا دیا۔

"اب تو مجھے نہیں مارو گے" ___ جان مارٹن نے اُمید بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری زندگی کا دارومدار تمہاری اطاعت گذاری پر ہے ___ اگر تم

میری باتیں اسی طرح مانتے رہے تو تمہاری روح تمہارے جسم میں ہی رہے گی ۔۔۔ ورنہ دوسری صورت میں ظاہر ہے بے روح جسم مٹی میں دبا دیا جاتا ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور جان مارٹن کا چہرہ جو قدرے بحال ہو گیا تھا دوبارہ سہم کر رہ گیا۔

"واپس پہلے کمرے میں چلو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اسے لے کر واپس پہلے والے کمرے میں آ گیا۔

چند ہی لمحوں بعد جوزف اور جوانا اسٹین گنیں سنبھالے اس کمرے میں پہنچ گئے۔

"کیا پوزیشن ہے دوسرے لوگوں کی" ۔۔۔ ؟ عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوتے ہی انہوں نے مقابلہ ختم کر دیا ۔۔۔ ہم نے ان کے چند آدمی مار گرائے تھے ۔۔۔ وہ ان کی لاشیں اٹھا کر اندر چلے گئے ہیں" ۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔

"گڈ ! ۔۔۔ اب تم میں سے ایک کمرے کے اندرونی دروازے اور ایک بیرونی طرف کھڑا ہو جائے ۔۔۔ اگر کوئی مشکوک آدمی اندر داخل ہونا چاہے تو اسے گولی سے اڑا دینا۔ میں ذرا جان مارٹن سے گفتگو کر لوں" عمران نے جوزف اور جوانا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے اس کی ہدایات کے مطابق ٹارگٹ کور کر لئے۔

"دیکھو جان مارٹن ! ۔۔۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں ہے ۔۔۔ اور میں وقت ضائع کرنے سے گولی ضائع کرنا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں ۔۔۔ اب میں تم سے ایک سوال پوچھوں گا۔ جس کا جواب مجھے

بھی معلوم ہے ۔۔۔ اگر تم نے صحیح جواب دیا تو میں سمجھوں گا کہ تم ے ساتھ تعاون کر رہے ہو ۔۔۔ ورنہ دوسری صورت میں میری انگلی ت کرے گی اور تمہاری روح حرکت میں آجائے گی" ۔۔۔ عمران نے ائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پوچھو ! ۔۔۔ اگر مجھے معلوم ہوگا تو میں سچ بتاؤں گا۔ ں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا ۔۔۔ بس میری جان بخش دو ۔۔۔ میرے وٹے چھوٹے بچے ہیں" ۔۔۔ جان مارٹن نے رو دینے والے انداز میں ۔ لہجہ بے حد منت بھرا تھا۔

"بتاؤ کیا سر آرنلڈ ہی ریڈ آرمی کا ریڈ چیف ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے ی مارٹن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ن گن کے ٹریگر پر جمی ہوئی انگلی کو یوں حرکت دی جیسے ٹریگر دبانے لئے اسے سیٹ کر رہا ہو۔

جان مارٹن کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے تذبذب کے آثار اں ہو گئے۔ مگر دوسرے لمحے وہ سپاٹ ہو گئیں۔

"ہاں ۔۔۔ یہ درست ہے ۔۔۔ سر آرنلڈ ہی ریڈ چیف ہے" ۔۔۔ مارٹن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"گڈ ! ۔۔۔ تم نے درست جواب دے کر اپنی جان بچا لی ہے ۔۔۔ بتاؤ کہ کیپٹل پیلس کہاں ہے ۔۔۔ اور اس کی کیا اہمیت ہے" ۔۔۔ ؟ ن نے پوچھا۔

"میری جان بخش دو گے ۔۔۔ وعدہ کرو" ۔۔۔ جان مارٹن نے پتے ہوئے پوچھا۔

"پرنس نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی جان مارٹن! ــــ اس بات کو نکلو ــ اور بولو ــ جلدی کرو ــ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ میں وقت ضائع نہیں کر سکتا" ــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مم ــ مجھے یقین ہے ــ کیپٹل پیلس کوڈ میں ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر کو کہتے ہیں ــــ یہاں سے ایک سرنگ سیدھی وہاں جاتی ہے ــ یہ سپیشل وے ہے جو صرف سر آرنلڈ ہی استعمال کرتے ہیں" ــــ جان مارٹن نے کہا۔

"کیا تم کبھی ان کے ساتھ گئے ہو" ــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ــ کئی بار گیا ہوں ــــ میں ان کے پاس بیس سال سے ملازم ہوں ــ وہ مجھ پر مکمل اعتماد کرتے ہیں ــــ مگر مجھے اپنی جان زیادہ پیاری ہے" ــــ جان مارٹن نے کہا۔

"کیا تم ان کے ساتھ یہاں سے بات کر سکتے ہو" ــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ــ خصوصی فون پر بات ہو سکتی ہے" ــــ جان مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو سنو! ــ تم سر آرنلڈ سے بات کرو اور اُسے بتاؤ کہ پرنس اور اس کے ساتھیوں کو مار گرایا ہے ــــ اور وہ فوراً یہاں پہنچ جائے" ــ عمران نے کہا۔

"لیکن وہ تو تم لوگوں کا انتظار کیپٹل پیلس میں کر رہا ہو گا ــــ اس نے اپنے آدمیوں کو بھی حکم دیا تھا اور پھر خود اسی وقت سرنگ کے ذریعے چلا گیا تھا ــــ اُسے تو ساری گڑبڑ کا علم ہی نہیں ہے" ــ جان مارٹن نے کہا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ سمجھا تھا کہ آخر اس کے

اف کارروائی میں اتنی دیر کیوں ہوئی تھی۔

"تو کارروائی کے انچارج تم تھے ــــ تم نے بات نہیں کی تھی" ــ ؟ عمران نے کہا۔

"میں نہیں ــ وہ نقلی سر آرنلڈ تھا ــــ سر آرنلڈ کی عدم موجودگی میں یہاں کا چارج اس کے پاس ہوتا ہے۔ وہ باقاعدہ سر آرنلڈ بن کر یہاں رہتا ہے ــــ اور سر آرنلڈ نے حکم دے رکھا ہے کہ سوائے کسی خاص ایمرجنسی کے اس سے کیپٹل پیلس میں بات نہ کی جائے" ــــ جان مارٹن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ تم سر آرنلڈ سے بات کرو ــــ اور انہیں بتاؤ کہ پرنس اور اس کے ساتھیوں نے یہاں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا ــ انہوں نے تباہی مچا دی ــــ نقلی سر آرنلڈ مارا گیا ــــ بڑی مشکل سے ان تینوں کو گولیاں ماری گئی ہیں ــــ اور پرنس کے ساتھی تو ہلاک ہو چکے ہیں البتہ پرنس شدید زخمی حالت میں ہے اور وہ آپ سے فوری طور پر کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہے" ــــ عمران نے جان مارٹن کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر میری جان کیسے بچے گی ــــ تم تو چلے جاؤ گے اور پھر سر آرنلڈ تو میری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دیں گے ــــ وہ بہت سخت آدمی ہیں" ــــ جان مارٹن نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تمہاری حفاظت میری ذمہ داری ہے ــــ تم گھبراؤ نہیں ــ میری ہدایات پر عمل کرو" ــــ عمران نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ اب مجبوری ہے" ــــ جان مارٹن نے طویل سانس

لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کو ہمراہ لیے ایک راہداری سے گذر کر ایک
کمرے میں آیا۔ یہ کمرہ دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔ جان مارٹن نے دیوار
پر لگی ہوئی ایک تصویر کو مخصوص انداز میں دائیں طرف کیا۔
تصویر کے نیچے سپاٹ دیوار تھی۔ جان مارٹن نے اپنی انگلی تین بار
دیوار کے اس حصے کے درمیان ماری تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ دیوار کا
وہ حصہ درمیان سے ہٹ گیا۔ وہاں اب ایک خانے والی الماری نظر آنے
لگی تھی۔ اس کے اندر سرخ رنگ کا ایک جدید انداز ٹیلیفون سیٹ پڑا ہوا
تھا۔ جان مارٹن نے اس کا رسیور اٹھایا اور ڈائل کی جگہ لگے ہوئے
ایک بٹن کو دبا دیا۔
"ہیلو۔ ہیلو سر۔ مارٹن کالنگ سر۔ ایمرجنسی سر" — جان مارٹن
کا لہجہ بوکھلایا ہوا تھا۔ جان بچانے کے لیے وہ شاندار قسم کی ایکٹنگ کر
رہا تھا۔
"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے" — دوسری
طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد
کرخت تھا۔
"سر۔ سر۔ غضب ہو گیا۔ اس پرنس اور اس کے ساتھیوں نے
ہمارے آدمی مار دیئے ہیں۔ پھاٹک توڑ ڈالے — بڑی گڑبڑ کی
ہے سر انہوں نے — ہم نے بڑی مشکل سے انہیں کور کر کے گولیوں
کا نشانہ بنایا ہے سر۔ سر ڈرانگر مارا گیا ہے — مینشن میں ہر طرف
لاشیں بکھری پڑی ہیں — پرنس کے ساتھی تو مر چکے ہیں۔ البتہ پرنس شدید
زخمی ہے سر — وہ آپ سے کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں نے

اس سے بات کرنے سے انکار کر دیا ہے — وہ چند لمحوں کا مہمان
ہے — لیکن سر — اس کا اصرار ہے کہ وہ کوئی اہم راز آپ کو بتانا چاہتا
ہے" — جان مارٹن نے کہا۔ اس کی ایکٹنگ بے داغ تھی۔
"اوہ! — تو یہ گڑبڑ ہے — میں سوچ رہا تھا کہ ابھی تک ٹرک آخر کار
تک پر کیوں نہیں پہنچا — اچھا ٹھیک ہے — میں آ رہا ہوں" —
دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
"اب میری موت یقینی ہے" — جان مارٹن نے ڈھیلے ہاتھوں سے
رسیور رکھتے ہوئے کہا۔
"بلکہ اب تمہاری زندگی یقینی ہو گئی ہے جان مارٹن! — بہرحال تم
دیکھو گے کہ پرنس کیا کرتا ہے — تم اب مجھے وہاں لے چلو، جہاں
سرنگ کیپٹل پیلس کو جاتی ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
جان مارٹن نے سر ہلا دیا۔
اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہمراہ لیے مختلف کمروں سے
گزر کر ایک ایسے کمرے میں آیا جو سٹور کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس
میں بڑے بڑے باکس پڑے ہوئے تھے۔ ایسے باکس جو عام سامان کے لیے
استعمال ہوتے تھے۔ اور پھر خالی ہونے پر سٹور میں پھینک دیئے جاتے تھے۔
"یہ باکس سرنگ کا دروازہ ہے" — جان مارٹن نے ایک طرف
دیوار کے ساتھ پڑے ہوئے ٹوٹے پھوٹے باکس کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔
عمران کو یہ آئیڈیا خاصا پسند آیا تھا کیونکہ بظاہر کسی کو یقین نہ آ سکتا
تھا کہ اس ٹوٹے پھوٹے باکس کی بھی کوئی اہمیت ہو سکتی ہے۔

"ٹھیک ہے ___ اب تم باہر جاؤ ___ میں اکیلا ہی سر آرنلڈ سے
نپٹ لونگا ___ اور جوزف اور جوانا! ___ تم بھی جان مارٹن کے ساتھ جاؤ،
اور سنو! ___ اب یہ تمہاری حفاظت میں ہے ___ اور ہم نے اس کی زندگی
بچانے کا وعدہ کر رکھا ہے ___ اس کو ٹوٹ پھوٹ سے بچانے کا ذمہ
سمجھے" ___ عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں جوزف اور جوانا سے مخاطب
ہو کر کہا۔
"ٹھیک ہے باس" ___ جوزف اور جوانا دونوں نے بیک وقت کہا
اور پھر وہ جان مارٹن کو بازو سے پکڑے کمرے سے باہر نکل گئے۔
عمران ایک بڑے باکس کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں
مشین گن موجود تھی۔ اور اس کی نظریں اس لوہے کے چوڑے باکس پر جمی
ہوئی تھیں۔
تقریباً پانچ منٹ بعد ہلکا سا کھٹکا ہوا اور باکس کی ایک سائیڈ کسی دروازے
کی طرح کھلتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے سر آرنلڈ اس دروازے سے نمودار ہوئے
ان کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب تھا۔ جو انہوں نے باہر نکلتے ہی اتار
کر کوٹ کی جیب میں رکھ لیا اور پھر دروازے کی طرف بڑھنے کے لئے ابھی انہوں
نے پہلا قدم اٹھایا ہی تھا۔
"خوش آمدید سر آرنلڈ عرف ریڈ چیف" ___ اچانک عمران کی
آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے عمران مشین گن اٹھائے آڑ سے نکل کر
سامنے آ گیا۔
سر آرنلڈ، عمران کی آواز سن کر بُری طرح اچھلے، مگر دوسرے لمحے عمران
کو اس طرح صحیح سلامت اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر ان کے چہرے پر

ـسے کے شدید ترین آثار ابھر آئے۔ وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو
ر رہے تھے۔ جیسے وہ انسان کی بجائے کسی بھوت کو دیکھ رہے ہوں۔
"تت ___ تت ___ تم اور یہاں ___ اور اس حالت میں" ___ سر آرنلڈ
ہکلاتے ہوئے انداز میں کہا۔
"میں نے سوچا کہ آپ ریڈ آرمی کے چیف ہیں ___ اس لئے آپ کے
بال کے لئے ہمیں خود جانا چاہیئے ___ بہرحال آپ کی ایک سرکاری
ثیت ہے ___ اور ہم تو ہمیشہ سرکار کے خادم رہے ہیں" ___ عمران
کراتے ہوئے کہا۔
لیکن جیسے ہی عمران کا فقرہ ختم ہوا، سر آرنلڈ نے اچھل کر عمران پر
ردیا۔ ان کا حملہ کرنے کا انداز انتہائی جارحانہ اور تیز تھا۔ انہوں نے
ی مشین گن پر ہاتھ ڈال کر اسے چھیننا چاہا، مگر ظاہر ہے ان کا مقابل
ن تھا۔ وہ بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹا اور دوسرے لمحے اس کی
گھومتی ہوئی پوری قوت سے سر آرنلڈ کے پہلو پر پڑی۔ اور سر آرنلڈ چیخ
امنے والی دیوار سے جا ٹکرائے۔
جس جگہ وہ ٹکرائے تھے کمرے کا دروازہ چونکہ اس جگہ کے بالکل ہی
تھا اس لئے دیوار سے ٹکرا کر جیسے ہی ہٹے۔ اچھل کر دروازے کے
ورسے۔ اور پھر اچھل کر بھاگنے ہی لگے تھے کہ ایک بار یوں اچھل کر اندر
ے جیسے گیند کو کسی نے دوسری طرف سے ہٹ ماری ہو۔ کمرے
شت کے بل گرتے ہوئے ان کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی اور
سرے لمحے دروازے پر جوزف نمودار ہوا۔
"یہ بھاگ رہا تھا باس" ___ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کہاں جائے گا بھاگ کر" ___ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اچھلتے ہوئے سر آرنلڈ کے سینے پر پوری قوت سے بوٹ مارا اور سر آرنلڈ کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور وہ فرش پر دوبارہ گر کر تڑپنے لگے۔

"بولو ___ میرے ساتھی کہاں ہیں" ___؟ عمران نے دوسری ضرب اس کے پہلو میں ماری اور پھر جھک کر ایک جھٹکے سے اُسے گردن سے پکڑ کر یوں اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے ہیں۔

اوپر اٹھاتے ہی عمران نے جھٹکا دے کر اُسے پوری قوت سے پچھلی دیوار سے ٹکرا دیا اور دوسرے لمحے سر آرنلڈ کی دوسری کربناک چیخ نکلی۔ ان کے ہونٹوں کے کناروں سے خون کی لکیریں سی باہر کو نکلنے لگی تھیں۔

"تت ___ تت ___ تم ___ تم ___" سر آرنلڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔ اور عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا دستہ گھومتا ہوا ان کے پہلو پر پڑا اور سر آرنلڈ اچھل کر فرش پر گرے اور پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگے۔

"میں پوچھ رہا ہوں ___ میرے ساتھی کہاں ہیں" ___؟ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ایک لات اٹھا کر بوٹ سر آرنلڈ کی بھنوؤں اور پیشانی پر رکھ کر اُسے پوری قوت سے گھما دیا۔ اور سر آرنلڈ کا باقی جسم یوں فرش سے اوپر کو اٹھا جیسے بازی گر اپنے جسم کو کمان کی طرح موڑ لیتے ہیں سر آرنلڈ کے چہرے کی کھال پھٹ گئی تھی۔

"بولو ___ کہاں ہیں میرے ساتھی" ___؟ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر اس کا ایک بازو پکڑا اور دوسرا پیر سر آرنلڈ کے جسم پر رکھ کر بازو

کو ایک زور دار جھٹکا دیا اور سر آرنلڈ اس طرح تڑپنے لگے جیسے جبراً ان کے جسم سے رُوح نکالی جا رہی ہو۔

"وہ ___ وہ فرار ہو گئے ہیں ___ مارشل انہیں ڈھونڈ رہا ہے" ___ سر آرنلڈ نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو" ___ عمران نے ان کے پہلو میں زوردار ضرب لگاتے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرا لمحہ عمران کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب سر آرنلڈ جو تکلیف سے تڑپ رہے تھے اچانک کسی گیند کی طرح اچھلے اور عمران کے سینے سے ٹکرائے اور عمران چونکہ ان کے اس ردعمل کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ تھا اس لئے وہ اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور پشت کے بل زمین پر گرا اور سر آرنلڈ اس کے جسم سے اچھل کر اس باکس والے دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔ وہ شاید واپس ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر فرار ہونا چاہتے تھے لیکن عمران نے نیچے گرتے ہی لات موڑ کر بوٹ کی ضرب ان کی پشت پر ماری اور سر آرنلڈ چیختے ہوئے عمران کے سر کے اوپر سے ہو کر فرش پر گرے۔ عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے اس نے سر آرنلڈ کو چھاپ لیا۔ اس نے پوری قوت سے سر آرنلڈ کی پشت پر سر سے ضرب لگائی اور سر آرنلڈ منہ کے بل فرش پر چت ہو گئے اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بتاؤ کہاں ہیں میرے ساتھی" ___؟ عمران نے غراتے ہوئے کہا لیکن سر آرنلڈ اسی طرح پیٹ کے بل فرش پر بے حس و حرکت پڑے رہے عمران نے جھک کر انہیں سیدھا کیا ہی تھا کہ سر آرنلڈ کی دونوں ٹانگیں اٹھیں

ہو کر بجلی کی سی تیزی سے اونچی ہوئیں اور عمران کے زیرِ ناف خوفناک ضرب لگانے میں کامیاب ہو گئیں۔

یہ ضرب اس قدر زوردار اچانک اور خطرناک تھی کہ عمران گیند کی طرح اچھل کر پیچھے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم درد اور تکلیف کی شدت سے بے اختیار اکٹھا ہوتا چلا گیا۔

سر آرنلڈ ایک جھٹکے سے اٹھے اور انہوں نے بڑی پھرتی سے ایک طرف پڑی ہوئی سٹین گن اٹھانے کے لئے چھلانگ لگا دی۔ سٹین گن ضرب کھانے کی وجہ سے عمران کے ہاتھوں سے نکل گئی تھی۔ لیکن ان کا ہاتھ جیسے ہی سٹین گن پر پڑا۔ اسی لمحے عمران کا جسم بجلی کی سی تیزی سے سمٹا اور پھر وہ کسی بم کی طرح پوری قوت سے سر آرنلڈ سے آ ٹکرایا اور سر آرنلڈ کو ساتھ لیتا ہوا اس لوٹتے ہوئے باکس کی دیوار سے جا ٹکرایا عمران نے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے جسم کو روکا اور ساتھ ہی اس کے دونوں گھٹنے ایک جھٹکے سے آگے ہوئے اور پھر کمرے میں سر آرنلڈ کی تیز اور کربناک چیخ گونج اٹھی۔ سر آرنلڈ کا جسم اس بری طرح پھڑکنے لگا جیسے ان کی شہ رگ کٹ گئی ہو۔

عمران ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا۔ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں اور چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔ دوسرے لمحے سر آرنلڈ کو ابکائی سی آئی اور پھر ان کے منہ سے خون کسی فوارے کی طرح ابل پڑا۔ خون کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے گوشت کے لوتھڑے بھی ساتھ ہی نکل رہے تھے اور چند ہی لمحوں بعد ان کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں اور جسم سیدھا ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکے تھے۔ گھٹنوں کی زوردار ضرب نے ان

دل پھاڑ دیا تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ بس غصے کی شدت میں وہ اس زوردار ضرب لگا گیا تھا ورنہ اس کا ارادہ سر آرنلڈ کو ختم کرنے کا نہ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ انہیں فوری طور پر زیر کر کے ان سے ساتھیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا۔ لیکن اب بہرحال وہ ختم چکے تھے۔

عمران چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر کندھے ہوا واپس مڑ گیا۔ اب اپنے ساتھیوں کے متعلق معلوم کرنے کی ایک صورت تھی کہ وہ راک مین سے رابطہ قائم کرتا۔ راک مین کی بتائی ہوئی مخصوص فریکوئنسی اس کے ذہن میں تھی۔

مارشل جیسے ہی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا اس نے وہاں عجیب سی افراتفری دیکھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی خاص واقعہ ہو گیا ہو۔

"کیا ہوا ۔۔۔ کیوں پریشان ہو" ۔۔۔ مارشل نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ب ۔۔۔ ب ۔۔۔ باس! ۔۔۔ وہ قیدی فرار ہو گئے ہیں" ۔۔۔ اس آدمی نے انتہائی پریشان لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فرار ہو گئے! ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ کیسے فرار ہو گئے" ۔۔۔ مارشل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس! ۔۔۔ ناقابل یقین بات ہے ۔۔۔ قیدیوں کے ہاتھ لوہے کی ہتھکڑیوں سے ان کی پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ بلیک روم میں بند تھے ۔۔۔ فولادی دروازہ باہر سے لاک تھا اور راہداری کا دروازہ دوسری طرف سے لاک تھا ۔۔۔ ہم ۔۔۔ لاک کھول کر راہداری

میں آئے۔ لیکن بلیک روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا ۔۔۔ اس کا لاک فائر کر کے توڑ دیا گیا تھا اور اندر بلیک روم خالی پڑا ہوا تھا۔ تمام قیدی غائب تھے" ۔۔۔ نمبر ون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے ۔۔۔ کیا وہ جن بھوت تھے کہ بس کھڑے کھڑے غائب ہو گئے" ۔۔۔ مارشل نے غصیلے انداز میں کہا اور تیزی سے بلیک روم کی طرف بڑھا۔ وہ حیرت بھرے انداز میں خالی پڑے ہوئے بلیک روم کو دیکھتا رہا پھر اس نے دروازے کے لاک کو چیک کیا۔ لاک واقعی فائر کر کے توڑا گیا تھا۔

"باس! ۔۔۔ یہ الماری کا کونہ چمک رہا ہے ۔۔۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے یہاں پر کسی لوہے کی چیز کو رگڑا گیا ہے" ۔۔۔ نمبر ون نے ایک دیوار میں موجود الماری کے فولادی فریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور مارشل تیزی سے اس فریم کی طرف بڑھ گیا۔ واقعی باقی فریم کی نسبت ایک سائیڈ وہ بہت چمک رہا تھا۔

"اوہ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اپنی ہتھکڑیاں اس فریم سے رگڑ کر توڑی ہیں" ۔۔۔ مارشل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر! ۔۔۔ ان کے ہاتھ تو پشت پر بندھے ہوئے تھے" ۔۔۔ نمبر ون نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ واقعی انتہائی مہارت اور ذہانت کا کام ہے یہ ۔۔۔ مجھ سے غلطی ہوئی انہیں زندہ رکھ کر ۔۔۔ ان لوگوں کو فوری طور پر گولی مار دینی چاہیے تھی ۔۔۔ لیکن یہ لوگ گئے کہاں ہیں ۔۔۔ اوہ! کہیں یہ اس خفیہ سرنگ سے تو نہیں نکل گئے" ۔۔۔ مارشل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"خفیہ سرنگ ـــــ اوہ! ـــ مگر باس وہ تو بند ہے" ـــــ نمبر ون نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ دوسری طرف سے بھی تو بند ہو سکتی ہے" ـــــ مارشل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا بلیک روم سے نکل کر راہداری میں آیا اور سپاٹ دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک جگہ پیر مار کر اس دیوار کو کھولا اور اُسے کراس کر کے کمرے میں پہنچ گیا۔

اس نے کمرے کا فرش ایک طرف ہٹایا اور سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ نمبر ون اس کے پیچھے تھا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر سرنگ تھی۔ مارشل اور نمبر ون تیز تیز قدم اٹھاتے سرنگ کے اختتام پر پہنچے جہاں سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کے اختتام پر موجود دروازہ اندر سے بند تھا۔

مارشل نے اچھی طرح دروازے کو چیک کیا اور پھر واپس سیڑھیاں اتر آیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"دروازہ اندر سے بند ہونے کا تو مطلب یہ ہے کہ وہ اس سرنگ کے راستے سے نہیں گئے ـــــ ورنہ دروازہ اندر سے کسی صورت میں بند نہ ہوتا" ـــــ مارشل نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ سرنگ پار کر کے واپس راہداری میں آیا اور تھوڑی دیر بعد اپنے مخصوص دفتر میں پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"نمبر ون! ـــ تم اپنے آدمی لے کر عمارت کو باہر سے چیک کرو۔ ظاہر ہے وہ کہیں نہ کہیں سے ضرور نکلے ہوں گے ـــــ ان کے قدموں کے نشانات وغیرہ ـــ اور ہو سکتا ہے کہ کہیں سیفٹی ہیر ٹوٹا ہوا مل جائے" مارشل نے نمبر ون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ـــــ نمبر ون نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکل گیا۔

مارشل ہونٹ کاٹتا ہوا بڑے مایوسی کے عالم میں کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے چہرے سے شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تو مارشل نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے وہ سنبھل کر سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ گھنٹی کی آواز سرخ رنگ کے فون سے آ رہی تھی۔ یہ سرخ رنگ کا فون ریڈ چیف سے براہ راست رابطے کے لئے مخصوص تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ریڈ چیف کی طرف سے کال ہے۔ اس نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـ مارشل اٹنڈنگ" ـــــ مارشل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ریڈ چیف" ـــــ دوسری طرف سے ریڈ چیف کی مخصوص آواز ابھری۔

"یس سر ـــ حکم سر ـــ میں نے پیغام نوٹ کرایا تھا سر" ـــ مارشل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــ تمہارا پیغام اٹنڈ ہو گیا ـــــ سر آئلنڈ کے سیکشن میں کارروائی کر دی گئی ہے ـــ وہ ریش اور اس کے ساتھی گرفتار کر لئے گئے ہیں ـــ میں نے انہیں زیرو روم پہنچانے کا حکم دے دیا ہے تاکہ وہاں اطمینان سے ان کے جسموں کا آپریشن کیا جا سکے ـــــ اس کے ساتھیوں کے متعلق تمہاری کیا رپورٹ ہے" ـــ ؟ ریڈ چیف نے پوچھا۔

"سر! ـــ انتہائی ناقابل یقین اور حیرت انگیز رپورٹ ہے ـــ اس کے ساتھیوں کو میں نے زندہ گرفتار کر لیا تھا" ـــــ مارشل نے کہا۔

"اس میں ناقابل یقین اور حیرت انگیز بات کونسی ہے ـــ ؟ یہ اطلاع

توتمہارے پیغام میں بھی موجود تھی" ___ ریڈ چیف نے کہا۔

"سر! ___ وہ بات میں بتانے والا تھا ___ میں نے ان لوگوں کو اپنے ہیڈکوارٹر کے بلیک روم میں قید کر دیا ___ ان سب کے ہاتھ بھی ان کی پشت پر کلپ ہتھکڑیوں سے بندھے ہوئے تھے ___ میں آپ کو اطلاع دے کر واپس آیا تو یہ قیدی غائب ہو چکے ہیں" ___ مارشل نے جواب دیا۔

"غائب ہو چکے ہیں ___ تمہارے ہیڈکوارٹر سے ___ کیا مطلب؟" ریڈ چیف کے لہجے میں حیرت تھی۔ اور پھر مارشل نے بلیک روم، سرنگ اور ساری کہانی دوہرا دی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ___ اور سنو! ___ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارے ہیڈکوارٹر میں کوئی غدار موجود ہے ___ اس نے ان کا ساتھ دیا ہے" ___ ریڈ چیف نے کہا۔

"اوہ سر! ___ آپ کی بات درست ہے ___ لیکن یہ تو سب میرے پرانے اور آزمودہ ساتھی ہیں" ___ مارشل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم تلاش کرو ___ ان قیدیوں کی بازیابی اور تمہارے غدار ساتھی کی گرفتاری انتہائی ضروری ہے" ___ ریڈ چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ___ میں تلاش کر رہا ہوں سر" ___ مارشل نے جواب دیا۔

"او کے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

مارشل نے رسیور کریڈل پر رکھ کر جیسے ہی سر اٹھایا، وہ چونک پڑا کیونکہ

ں نے دروازے کے پاس ہی نمبر تھری کو بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے یکھا۔ وہ نجانے کس وقت اندر آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"کیا بات ہے ___ تم بغیر اجازت اندر کیوں آئے ہو ___؟" ل نے غضب ناک انداز میں کہا۔

"سوری باس ___ لیکن آپ کو ایک ایسی اطلاع دینی تھی جو بے حد وری ہے" ___ نمبر تھری نے جواب دیا۔

"اطلاع ___ کیسی اطلاع" ___؟ مارشل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سر! ___ میں جانتا ہوں کہ قیدی کیسے فرار ہوتے ہیں" ___ نمبر تھری کہا۔

"اوہ! ___ تم جانتے ہو ___ بتاؤ جلدی بتاؤ" ___ مارشل اس کی ت سن کر بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر! ___ یہ سارا کام نمبر ون نے کیا ہے ___ اس کے مخصوص ساتھی ہیں لے کر عقبی حصے میں موجود تھے ___ اور سرنگ کے راستے نمبر ون نے انہیں فرار کرایا ___ اور خود سرنگ کا دروازہ اندر سے بند کر کے واپس یا اور پھر بعد میں خود ہی تلاش شروع کر دی" ___ نمبر تھری نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ___ نمبر ون ایسا نہیں کر سکتا ___ یہ بکواس ہے" ___ ل نے غصے اور حیرت سے ملے جلے انداز میں کہا۔

"سر! ___ میں روم نمبر الیون میں موجود تھا کہ میں نے اتفاقاً سیفٹی سوئچ کر دیا ___ اور پھر سیفٹی سکرین پر تمام منظر آ گیا سر ___ وہ سارا منظر فلم ں محفوظ ہے سر ___ آپ خود دیکھ سکتے ہیں" ___ نمبر تھری نے کہا۔

"اوہ! ___ یہ پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات ہے ___ نمبر ون

غداری کرے گا ـــــ یہ کیسے ممکن ہے ـــــ کہاں ہے فلم" ـــــ ہ مارشل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہ ہے سر! ـــــ میں ساتھ لایا ہوں" ـــــ نمبر تھری نے کہا اور کاغذ رول مارشل کی طرف بڑھا دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں چیک کرتا ہوں ـــــ اور اگر نمبر ون نے غداری کی ہے تو میں اسے ایسی سزا دونگا کہ اس کی روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی" ـــــ مارشل نے کہا اور رول نمبر تھری کے ہاتھوں سے جھپٹ لیا۔

"سر! ـــــ میں نے اس جگہ کو تلاش کر لیا ہے جہاں نمبر ون نے ان قیدیوں کو رکھا ہوا ہے" ـــــ نمبر تھری نے کہا۔

"تلاش کر لیا ہے ـــــ کیسے ـــــ کہاں ہے وہ جگہ" ـــــ ہ مارشل نے اور زیادہ چونکتے ہوئے کہا۔

"سر! ـــــ نمبر ون نے ایک خفیہ ٹھکانہ اکوفی روڈ کی کوٹھی نمبر ننانوے میں بنایا ہوا ہے ـــــ وہاں اس نے اپنی پرسنل ٹیم بنائی ہوئی ہے۔ یہ قیدی وہاں موجود ہیں ـــــ اگر آپ کہیں تو میں آپ کے ساتھ چل کر چیک کرا سکتا ہوں" ـــــ نمبر تھری نے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا" ـــــ مارشل نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا

"سر! ـــــ فلم میں ویگن ڈرائیور کا چہرہ آپ کو نظر آئے گا ـــــ وہ میرا کزن ہے۔ جب میں نے اسے دیکھا تو پھر میں نے پرسنل لیول پر اس سے بات کی ـــــ اور اس نے مجھے سب کچھ بتا دیا" ـــــ نمبر تھری نے کہا

"اوہ! ـــــ اگر واقعی ایسا ہے تو تمہاری کارکردگی قابل داد ہے ـــــ پھر

تم نمبر تھری نہیں ـــــ بلکہ نمبر ون بننے کے لائق ہو" ـــــ مارشل نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے نیلے رنگ کے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور ڈائل پر موجود مختلف نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"نمبر ون کہاں ہے" ـــــ ہ مارشل نے پوچھا۔

"وہ چار افراد کو لے کر ہیڈ کوارٹر سے باہر گئے ہوئے ہیں قیدیوں کے نشانات کی تلاش میں" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اسے فوراً اطلاع کرو کہ وہ مجھے ملے" ـــــ مارشل نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"باس! ـــــ نمبر ون کو اگر پتہ چل گیا تو پھر وہ کھل کر سامنے آجائے گا"۔ نمبر تھری نے کہا۔

"ہاں! ـــــ اور وہی لمحہ اس کی موت کا باعث ثابت ہوگا" ـــــ مارشل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"تم یہیں بیٹھو ـــ میں اس فلم کو چیک کر کے آرہا ہوں ـــــ اگر نمبر ون آئے تو اسے بھی بٹھا لینا" ـــــ مارشل نے کہا اور نمبر تھری کے سر ہلاتے ہی وہ پچھلے دروازے میں غائب ہو گیا۔

مارشل کے اندر جاتے ہی نمبر تھری مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر چمک ابھر آئی تھی۔ اسے اب یقین ہو چکا تھا کہ وہ نمبر ون کی جگہ سنبھالنے گا۔

تقریباً دس منٹ بعد بیرونی دروازہ کھلا اور نمبر ون اندر داخل ہوا۔ نمبر تھری اسے دیکھ کر اپنی کرسی پر بیٹھا رہا۔ اس نے اس کے استقبال کے

لئے کھڑے ہونے کی بھی تکلیف گوارا نہ کی۔

"ہیلو! — تم یہاں کیسے — اور باس کہاں ہے" — نمبر ون نے تلخ لہجے میں کہا۔

"باس اندر ہے — اس کا حکم ہے کہ جیسے ہی نمبر ون آئے اُسے بٹھا لیا جائے" — نمبر تھری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے تڑاخ کی زوردار آواز کے ساتھ نمبر تھری چیختا ہوا پہلے میز سے ٹکرایا اور پھر نیچے فرش پر گر گیا۔ نمبر ون کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تھا۔

"کھڑے ہو جاؤ — تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم اس لہجے میں میرے ساتھ بات کرو" — نمبر ون نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور نمبر تھری گال پر ہاتھ رکھے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں

"تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کو آواز دی ہے غدار" — ...
نمبر تھری نے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔

"غدار — تم مجھے غدار کہہ رہے ہو — مجھے نمبر ون کو" — نمبر ون کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! — اور میں نے باس کو اس بات کا ثبوت دے دیا ہے — میں نے اُسے وہ فلم دے دی ہے جس میں تمہاری غداری کا ثبوت موجود ہے — اور باس وہی فلم دیکھ رہا ہے — اور میں نے باس کو تمہارے پرائیویٹ ہیڈ کوارٹر کا پتہ بھی بتا دیا ہے اور اب تمہیں موت سے کوئی نہیں بچا سکتا" — نمبر تھری ایک ہی تھپڑ کھا کر ابل پڑا۔

"اچھا! — تو یہ بات ہے — تم میری جگہ نمبر ون بننے کے خواب دیکھ رہے ہو" — نمبر ون نے طنزیہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے

اس کا ہاتھ تیزی سے جیب سے نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا۔ تڑاخ کی آواز ابھری اور ریوالور نمبر ون کے ہاتھوں سے نکلتا چلا گیا۔

نمبر ون نے چونک کر اندرونی دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں مارشل ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور لئے کھڑا تھا۔

"مجھے تمہاری غداری کا ثبوت مل گیا ہے نمبر ون" — مارشل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ نمبر ون کچھ جواب دیتا۔ بیرونی دروازہ کھلا اور چار مسلح افراد ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔

"خبردار! — اگر حرکت کی" — چاروں نے سٹین گنوں کا رُخ نمبر ون کی طرف کرتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"یہ زیادتی ہے — یہ مجھ پر الزام ہے — سازش ہے" — نمبر ون نے سخت لہجے میں کہا۔

"ابھی تمہیں ثبوت بھی مل جائے — تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے اور یقین رکھو — میں تمہیں سزا اس وقت دوں گا — جب تم اپنی غداری کا ثبوت دیکھ کر خود تسلیم کرو گے کہ واقعی تم غدار ہو — تم نے قیدیوں کو یہاں سے فرار کیا ہے — میں نے نمبر تھری کو تھپڑ پڑنے کی آواز سن لی تھی — اور مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ اب تم پر فوری طور پر قابو پایا جانا ضروری ہے۔ اس لئے میں نے اندر سے ہی کال کر کے ان لوگوں کو بلوا لیا تھا" — مارشل نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے اشارے پر نمبر ون کے ہاتھ پشت پر کر کے اس کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑی ڈال دی گئی۔

"ویگن تیار ہے" ـــــ؟ مارشل نے ان چاروں میں سے جو بعد میں اندر داخل ہوئے تھے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس! ـــ ویگن مع بارہ مسلح افراد کے تیار ہے" ـــ اس نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــ نمبرون کو بھی اس ویگن میں سوار کرو ـــ تاکہ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے ـــ اور سنو! ـــ یہ ملک کا غدار ہے۔ اس لئے یہ قابلِ معافی نہیں ہے۔ اگر یہ راستے میں کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کرے تو گولیوں سے چھلنی کر دینا ـــ میری طرف سے اجازت ہے" ـــ مارشل نے ان چاروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس! ـــ حکم کی تعمیل ہو گی" ـــ اسی آدمی نے جواب دیا اور پھر نمبرون کو دھکیلتے ہوئے کمرے سے باہر لے گئے۔

"آؤ نمبر تھری! ـــ تم میرے ساتھ آؤ ـــ تمہاری کارکردگی واقعی قابلِ داد ہے" ـــ مارشل نے نمبر تھری سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"باس! ـــ اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے ـــ اور میں اس سے بدلہ لینا چاہتا ہوں" ـــ نمبر تھری نے کہا۔

"بے فکر رہو ـــ تمہیں اس کا پورا پورا موقع دیا جائے گا" ـــ مارشل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔

ایک راہداری سے گزر کر وہ جب عمارت کے خالی حصے میں پہنچے جہاں پورچ میں مارشل کی مخصوص کار موجود تھی تو انہوں نے پھاٹک میں

ایک لمبی سی بند ویگن کو باہر جاتے ہوئے دیکھا۔ یہ وہی ویگن تھی جس میں نمبرون کو لے جایا جا رہا تھا۔

مارشل نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی جب کہ نمبر تھری پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور دوسرے لمحے کار تیزی سے موڑ کاٹتی ہوئی بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

کار جیسے ہی پھاٹک کے قریب پہنچی، پھاٹک آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ کیونکہ پھاٹک کو کنٹرول اندر آپریشن روم سے کیا جاتا تھا۔ اس لئے وہاں کسی آدمی کی موجودگی ضروری نہ تھی۔

کار باہر آتے ہی تیزی سے دائیں طرف کو مڑی اور پھر اس کی رفتار لمحہ بڑھتی چلی گئی۔ مارشل ایک بار پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس پر دھاوا بول رہا تھا۔

عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے اکوفی روڈ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس نے جان مارٹن کے ذریعے راک مین کی بتائی ہوئی مخصوص فریکوئنسی پر جب ٹرانسمیٹر کال کی تو راک مین کے اسسٹنٹ نے اسے اٹنڈ کیا اور جب عمران نے اسے پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دیا تو اس نے بتایا کہ راک مین نے انہیں اس سلسلے میں خصوصی ہدایات دے رکھی ہیں کہ آپ جہاں بھی ہوں فوراً اکوفی روڈ کی کوٹھی نمبر ننانوے پر پہنچ جائیں۔ آپ کے ساتھی وہاں موجود ہیں۔ پھر عمران کے استفسار پر اس نے بتایا کہ سپر ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر سے نمبرون نے عمران کے ساتھیوں کو از خود نکال دیا تھا۔ اور یہ نمبرون کا پرائیویٹ ٹھکانہ ہے۔

لیکن بات چیت ختم ہونے سے پہلے ہی عمران نے نمبرون اسسٹنٹ کو بری طرح چونکتے ہوئے محسوس کیا اور ساتھ ہی اس نے دھماکوں اور گولیاں چلنے کی آوازیں بھی سنیں اور پھر اسسٹنٹ نے گھبراتے ہوئے بتایا

ہیں بتایا کہ ان پر حملہ ہو گیا ہے۔

چنانچہ عمران نے فوری طور پر وہاں پہنچنے کا فیصلہ کر لیا۔ جان مارٹن کو وہیں چھوڑ دیا گیا۔ اس نے جان مارٹن کو ہدایت دے دی کہ وہ یہی ظاہر کرے کہ عمارت پر کچھ مسلح افراد نے حملہ کر دیا تھا اور تباہی مچا دی اور گرانڈلڈ اس ہنگامے میں مارے گئے۔ اس کے بعد عمران، جوزف اور جوانا کو ہمراہ لئے رولز رائس کار میں واپس ہو گیا۔ اس نے جان مارٹن سے اکوفی روڈ کا محل وقوع معلوم کر لیا تھا۔ اور اب اس کی کار پوری رفتار سے اکوفی روڈ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

نمبرون کے پرائیویٹ اڈے پر اچانک اور بھرپور حملے نے اس کے ذہن کے مطابق صورت حال کو گمبھیر بنا دیا تھا اور وہ فوری طور پر وہاں پہنچنا چاہتا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب وہ اکوفی روڈ پر پہنچا تو اس نے کار کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر اس نے روڈ پر ہُو کا عالم دیکھا وہاں کسی قسم کی ٹریفک موجود نہ تھی۔ البتہ ایک طرف چند پولیس کاریں روڈ بلاک کئے کھڑی تھیں۔ دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں ابھی تک دور سے سنائی دے رہی تھیں۔

عمران کی کار کو بھی پولیس نے روک لیا۔

”کیا بات ہے“۔۔۔۔ عمران نے تلخ لہجے میں کار روکنے والے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ادھر ریڈ آرمی کا آپریشن جاری ہے۔۔۔ مجرموں سے مقابلہ ہو رہا ہے۔۔۔ آپ ادھر نہیں جا سکتے“۔۔۔ پولیس آفیسر نے کہا۔

"تم اندھے ہو کر ریڈ آرمی کو بھی روک رہے ہو ۔۔۔ میں ریڈ آرمی کا چیف ہوں" ۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور ریڈ آرمی کے چیف کا نام سنتے ہی پولیس آفیسر یوں جھٹکا کھا کر پیچھے کو ہٹا جیسے اسے ہزاروں وولٹیج کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ اور عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی تھوڑی ہی دور جانے کے بعد اس نے ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے ایک لمبی سی بند ویگن کو کھڑی ہوئی دیکھا۔ ایک کار بھی موجود تھی اور پھر اس نے ایک نوجوان کو ایک دیوار کی اوٹ سے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتے دیکھ لیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کی کار قریب پہنچتی۔ اس نے چار مسلح افراد کو ادھر ادھر سے نکل کر دوڑ کر اس عمارت کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اب اس عمارت پر بلاسٹنڈ ریڈ کرنا چاہتے ہیں یعنی اندھا حملہ۔

عمران نے تیزی سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ مشین گن اٹھائے باہر نکلا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چار مسلح افراد کوٹھی کے قریب پہنچتے۔ عمران نے فائر کھول دیا اور دوسرے لمحے وہ چاروں گیندوں کی طرح اچھلتے ہوئے زمین پر منہ کے بل گرتے چلے گئے۔

فائر کرتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اور چھلانگ لگا کر اپنی کار کی دوسری طرف اوٹ میں ہو گیا۔ اور اس کی اس چھلانگ نے اس کی جان بچا لی۔ کیونکہ دیوار کی اوٹ سے اس پر فائر کھولا گیا تھا۔ اور گولیاں کار کی مضبوط باڈی سے ٹکرا گئی تھیں۔

جوزف اور جوانا نے عقلمندی کا مظاہرہ کیا تھا اور عمران کو فائر کرتے

دیکھ کر وہ اس طرف سے نکلنے کی بجائے دوسری طرف سے نکلے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں تھیں۔

"تم اس دیوار کے پیچھے موجود نوجوان کا خیال رکھو ۔۔۔ میں اس کی پشت پر جاتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے چھلانگ لگائی اور پھر بجلی کی تیزی سے دوڑتا ہوا وہ اس لمبی سی ویگن کی اوٹ میں پہنچ گیا۔ اسی لمحے دونوں طرف سے فائرنگ کا شور برپا ہوا۔ ایک طرف سے جوزف اور جوانا نے فائر کیا تھا جب کہ دوسری طرف سے دیوار کی اوٹ میں سے کسی نے فائرنگ کی تھی۔ لیکن ایک بھی گولی عمران کو نہ چھو سکی۔ ویگن کی اوٹ میں سے دوڑتا ہوا وہ تیزی سے سائیڈ گلی میں گھس گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے بڑی پھرتی سے ایک بڑے ڈرم کی اوٹ لینی پڑی۔ کیونکہ اس نے تین مسلح افراد کو گلی کے موڑ سے نمودار ہوتے دیکھ لیا تھا۔

عمران نے کوڑے کرکٹ کے ڈرم کی آڑ میں ہوتے ہی فائر کھول دیا۔ اور وہ تینوں جو بے تحاشا دوڑتے چلے آ رہے تھے قطار میں پڑی ہوئی اینٹوں کی طرح ایک دوسرے کے اوپر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ ان کے نیچے گرتے ہی عمران ڈرم کی آڑ سے نکلا اور تیزی سے گلی کے اس موڑ کی طرف بھاگا۔ موڑ کے قریب پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ اس نے عمارت کی پشت پر موجود دو افراد کو کوٹھی کی کھڑکیوں پر فائر کرتے دیکھ لیا تھا۔ وہ دونوں افراد ستونوں کی اوٹ میں کھڑے تھے۔ عمران نے مشین گن کا زاویہ ذرا ترچھا کیا اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اور ستونوں کی آڑ میں موجود ایک آدمی اچھل کر پہلو کے بل گرا۔ گولیاں اسے چاٹ چکی تھیں۔ اسی

لمحے دوسرا تیزی سے عمران کی طرف مڑا۔ وہ عمران کے نشانے پر نہ تھا لیکن اسی لمحے عمارت کی چھت سے فائرنگ ہوئی اور دوسرے آدمی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ زمین پر جا گرا۔

"عمران صاحب۔۔۔ عمران صاحب" ۔۔۔ چھت پر سے صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے چونک کر دیکھا اور اس نے چھت پر صفدر کا اٹھا ہوا سر دیکھ لیا۔

صفدر نے عمران کو دیکھ لیا تھا اس لئے ان کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔ عمران سر ہلاتا ہوا آگے دوڑتا چلا گیا۔ عمارت کے سامنے والے رخ سے اب بھی وقفے وقفے سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

عمران دراصل اس عمارت کی پشت سے گھوم کر اس دیوار کی دوسری طرف سے جا نکلنا چاہتا تھا۔ اور پھر اس کا ٹکراؤ اور کسی آدمی سے نہ ہوا۔ دوسری طرف کی گلی خالی تھی۔ وہ محتاط انداز میں دوڑتا ہوا جیسے ہی اس گلی کے سرے پر پہنچا تو ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ اب اسے وہ چھوٹی سی دیوار سامنے نظر آ رہی تھی۔

عمران اس وقت دیوار کی دوسری طرف تھا اس لئے اسے وہاں دو افراد اپنی طرف پشت کئے دیوار کے ساتھ چپٹے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ عمران تیزی سے پیچھے ہٹا کیونکہ وہاں ایسی کوئی رکاوٹ یا اوٹ نہ تھی جس سے وہ اپنے آپ کو بچا کر ان پر فائر کر سکتا۔ اور ابھی وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ دور سے پولیس گاڑیوں کے تیز سائرن سنائی دینے لگے یوں لگ رہا تھا جیسے چاروں طرف سے بے شمار گاڑیاں اس کوٹھی کی طرف بڑھ رہی ہوں۔ عمران سمجھ گیا کہ حملہ آوروں نے اپنی امداد کے لئے ریڈ آرمی یا پولیس

کو طلب کیا ہو گا اور ان کے یہاں پہنچتے ہی وہ بری طرح پھنس جائیں گے اس لئے عمران نے اندھا دھند اقدام کا فیصلہ کیا اور تیزی سے باہر نکل کر اس نے بیک وقت اس دیوار کی طرف فائر بھی کھولا اور ساتھ ہی انتہائی پھرتی سے دوڑتا ہوا اس ویگن کی طرف بڑھا جو اس کوٹھی کے گیٹ کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔

عمران کے فائر نے دیوار کے ساتھ موجود ایک آدمی کو تو نشانہ بنا لیا لیکن دوسرا تیزی سے اپنے آپ کو جھکا کر گولیوں سے نہ صرف بچ نکلا بلکہ اس نے انتہائی پھرتی سے گھوم کر بھاگتے ہوئے عمران کو مشین گن کا نشانہ بنایا۔ لیکن اس سے تھوڑی سی غلطی ہو گئی۔ وہ جوش میں سیدھا ہوا اور اس کا سر اور گردن دیوار سے دوسری طرف نظر آنے لگ گئی اور یہی اس کے لئے بدقسمتی کا باعث بن گیا۔ اس نے عمران پر جو فائر کھولا۔ وہ تو عمران اپنی بے پناہ پھرتی سے بچا گیا۔ لیکن کار کی اوٹ سے جوزف اور جوانا کی فائرنگ نے اس کی کھوپڑی کو ہزاروں حصوں میں تقسیم کر دیا اور عمران بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا اس ویگن کی اوٹ میں آ گیا۔

"پرنس ۔۔۔ پرنس ۔۔۔ میں راک مین ہوں" ۔۔۔ اچانک ویگن کی کھلی کھڑکی سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران یہ آواز سنتے ہی اچھل پڑا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ویگن کا دروازہ کھولا تو اس نے راک مین یعنی فیلڈون کو سیٹ کے نیچے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے پیر سیٹ کے ساتھ ایک آہنی زنجیر سے بندھے ہوئے تھے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے مشین گن کی نال اس آہنی حلقے پر رکھی اور فائر کھول دیا۔ دھماکے ہوئے اور زنجیر کے پرخچے اڑ گئے

"مجھے کوٹھی میں لے چلو ۔۔۔ ریڈ آرمی آ رہی ہے" ۔۔۔ راک مین نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر باہر کو لپکا۔ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ جوزف اور جوانا بھی بھاگ کر وہاں پہنچ چکے تھے۔ کیونکہ اب دیوار کی طرف سے کوئی فائرنگ نہ ہو رہی تھی۔ البتہ پولیس گاڑیوں کے سائرن اب اتنے نزدیک آ چکے تھے کہ ان کی آوازیں کان پھاڑ رہی تھیں۔

جیسے ہی راک مین نیچے اترا۔ کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور پھر راک مین کے دو مسلح آدمی تیزی سے باہر نکلے اور انہوں نے پھرتی سے راک مین کو اٹھایا اور کوٹھی کے اندر بھاگ گئے۔ اب سرخ رنگ کی گاڑیوں کا ایک سیلاب سا چاروں طرف سے کوٹھی کی طرف امنڈتا نظر آنے لگ گیا تھا۔

"سب لوگ اندر آ جائیں ۔۔۔ پھاٹک بند کر دو ۔۔۔ ریڈ آرمی کو روکو" اندر جاتے ہی راک مین نے چیخ چیخ کر کہا۔ اور اس کے احکام پر بجلی کی سی تیزی سے عمل درآمد شروع ہو گیا۔

عمران کے ساتھی بھی اب اندر سے نکل کر باہر آ گئے تھے۔ جوزف جوانا اور عمران کے اندر آتے ہی پھاٹک بند کر دیا گیا اور راک مین کے ایک ساتھی نے چیخ چیخ کر ریڈ آرمی کو روکنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے

"آؤ میرے ساتھ ۔۔۔ جلدی کرو پلیز" ۔۔۔ راک مین نے چیخ کر کہا اور اسی طرح بندھے ہوئے ہاتھوں سے عمارت کے اندر دوڑنے لگا۔

عمارت کی چھت سے اب باہر جمع ہونے والی ریڈ آرمی پر مسلسل بے تحاشا فائرنگ شروع ہو گئی۔

"میرے ہاتھ کھولو ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ راک مین نے چیخ کر کہا اور برآمدے میں موجود اس کے چار آدمیوں نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکال کر اس کی

کلپ ہتھکڑی کے جوڑ پر اس کی نال رکھی اور فائر کھول دیا۔

راک مین کے جسم کو جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ وہ دوڑتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے انتہائی تیزی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک سرخ رنگ کا چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کے کونے میں موجود بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی۔ چند لمحوں بعد ایک تیز آواز سنائی دی۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ الیون تھرٹی اٹنڈنگ ۔۔۔ ایمرجنسی کال۔ اوور" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد تیز اور کرخت تھا۔

"ریڈ چیف نمبر ٹو کالنگ یو ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ راک مین نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ یس سر ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"تم لیس کے حکم سے آدلی روڈ کی کوٹھی نمبر ننانوے پر ریڈ کر رہے ہو۔ جواب دو۔ اوور" ۔۔۔ راک مین نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ سر! ۔۔۔ سپر ایجنٹ مارشل نے ٹاپ ایمرجنسی کال کی تھی کہ ریڈ چیف نمبر ٹو کرنل فورس ریڈ کر رہا ہے ۔۔۔ ہم یہاں پہنچے ہیں سر ۔۔۔ تو ایجنٹ مارشل سے بھی رابطہ نہیں ہو سکا ۔۔۔ البتہ ادھر ادھر کئی لاشیں پڑی ہوئی ہیں ۔۔۔ اور عمارت کے اندر سے زبردست مزاحمت ہو رہی ہے ۔۔۔ ہم سیکنڈ کال کے منتظر ہیں ۔۔۔ ریڈ چیف ٹاپ ایمرجنسی کا کوئی جواب نہیں دے رہے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا گیا۔

"فوراً واپس چلے جاؤ ۔۔۔ یہ کال غلط فہمی کی بنا پر ہوئی ہے ۔۔۔ یہ عمارت ریڈ آرمی کی سپیشل ایجنسی کی ہے ۔۔۔ فوراً واپس چلے جاؤ۔ اوور" راک مین نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! بہتر سر ۔۔۔ ٹھیک ہے سر ۔۔۔ ان لاشوں کا کیا ہوگا سر۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا۔

"تمہیں ان سے کوئی سروکار نہیں ۔۔۔ یہ اس سپیشل ایجنسی کا مسئلہ ہے۔ گو گو بیک ایٹ ونس ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ راک مین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"فائرنگ روک دو ۔۔۔ اور جب ریڈ آرمی واپس چلی جائے تو باہر موجود لاشیں اٹھا لاؤ ۔۔۔ اور ریڈ آرمی کا خصوصی نشان پھاٹک پر لگا دو تاکہ مزید کوئی کارروائی نہ ہو" ۔۔۔ راک مین نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہی چیخ کر اپنے آدمیوں سے کہا جو بڑے مودبانہ انداز میں کمرے میں کھڑے تھے اور اس کا حکم ملتے ہی وہ تیزی سے باہر کو دوڑے۔

"آپ بڑے وقت پر آئے ہیں پرنس! ۔۔۔ لیکن آپ کے متعلق تو معلوم ہوا تھا کہ سر آرنلڈ نے آپ کو کور کر لیا ہے ۔۔۔ اور ریڈ چیف کو نجانے کیا ہوا ہے کہ وہ ایلون تھرڈ کی ٹاپ ایمرجنسی کال کا جواب نہ دے رہا ہے ۔۔۔ ورنہ ایسے حالات میں وہ بے حد مستعد رہتا ہے" ۔۔۔ راک مین نے الجھے ہوئے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا ریڈ چیف ختم ہو چکا ہے ۔۔۔ سر آرنلڈ اور ریڈ چیف ایک ہی شخصیت کے دو نام تھے ۔۔۔ اس وقت اس کی لاش اس کے تباہ شدہ مینشن میں پڑی ہے ۔۔۔ اور اس کے سیکرٹری جان مارٹن نے شائد اب

تک سر آرنلڈ کی ڈاکوؤں کے ہاتھوں موت کی اطلاع پولیس کو دے دی ہو گی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی بات سنتے ہی راک مین یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"کیا واقعی پرنس! ۔۔۔ ریڈ چیف ختم ہو چکا ہے" ۔۔۔ راک مین نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اپنے ہاتھوں سے اس کی روح کو عالم بالا کی طرف پرواز کرا کر آیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ پھر مجھے فوراً جانا ہوگا ۔۔۔ پرنس! ۔۔۔ آپ یہاں مطمئن رہیں اب یہاں کوئی نہیں آئے گا ۔۔۔ مارشل آپ کے ساتھیوں کے ہاتھوں ختم ہو چکا ہے ۔۔۔ میں نے اس کی کھوپڑی کے پرزے اڑتے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ۔۔۔ اور ریڈ چیف کو آپ نے ختم کر دیا ہے۔ اب میرے ریڈ چیف بننے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہی" ۔۔۔ راک مین نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب کوٹھی کے اندر اور باہر ہونے والی فائرنگ ختم ہو چکی تھی۔ ہر طرف سکون تھا۔ صرف گاڑیوں کے چلنے اور دوڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

عمران کمرے سے باہر آیا تو راک مین کے آدمی باہر سے لاشیں اٹھا اٹھا کر اندر لا رہے تھے۔ اور ایک سفید رنگ کی گاڑی تیزی سے پھاٹک سے باہر نکل رہی تھی۔

"تم لوگ منصوبے کے مطابق مینشن پہنچے ہی نہیں ۔۔۔ میں وہاں انتظار کرتا رہا کہ جلد میری ٹیم بھی اپنی حسرت نکال لے ۔۔۔ اور پھر مجبوراً مجھے خود ہی اپنی اور تم سب کی حسرت نکالنی پڑی" ۔۔۔ عمران نے اپنے گرد

اکٹھے ہونے والے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر طنزیہ لہجے میں کہا اور جولیا
اور تنویر کے علاوہ باقی افراد نے بے اختیار سر جھکا دیئے۔

"میں تو بس جولیا کی وجہ سے مجبور ہو گیا تھا ۔۔۔ ورنہ میں ایک
ایک کو دیکھ لیتا" ۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ عشق کی پٹی اتار دو ۔۔۔ تاکہ تمہیں ایک
ایک نظر آ جائے ۔۔۔ اس طرح تو ایک بھی نظر نہیں آ سکتا" ۔۔۔ عمران نے
برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے اس فقرے پر جولیا بھی ہنس پڑی۔

"ایک ہی نظر آتی رہے تو کافی ہے عمران صاحب" ۔۔۔ صفدر نے
لقمہ دیا اور عمران اس کے اس چبھتے ہوئے خوبصورت سے فقرے پر
کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد راک مین واپس لوٹا تو اس کا چہرہ خوشی سے
سرخ ہو رہا تھا۔

"میرے خیال میں تھپڑ مار مار کر تمہیں ریڈ چیف بنا دیا گیا ہے۔ اسی
لئے چہرہ سرخ ہو رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے اسے دیکھتے ہی کہا اور
راک مین ہنستا ہوا آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے بے اختیار عمران
کو بازوؤں میں جکڑ کر اٹھانا چاہا۔

"کمال ہے ۔۔۔ تم تو پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہو ۔۔۔ میرا خیال
تھا کہ میں تمہیں اٹھا کر رقص کروں گا ۔۔۔ مگر تمہیں تو ہلانا بھی ناممکن
ہو گیا ہے" ۔۔۔ راک مین نے اپنا فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے ۔۔۔ لیکن ایسے رقص میں ہلنا جلنا

ختم ہو جاتا ہے ۔۔۔ اسے ہم ساکت رقص کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"ساکت رقص! ۔۔۔ یعنی رقص اور ساکت ۔۔۔ بہت خوب" ۔۔۔
راک مین نے کھل کھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا ۔۔۔ کتنے تھپڑوں کے بعد
کام ہوا ہے" ۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تھپڑ بس وہی کافی رہا ۔۔۔ جو تم نے مارا تھا ۔۔۔ راک مین کو آج تک
یہ غلط فہمی رہی تھی کہ اسے کوئی لڑائی بھڑائی میں شکست نہیں دے سکتا ۔
لیکن زندگی میں پہلی بار پتہ چلا کہ تم جیسے لوگ بھی اس جہاں میں موجود ہیں
جو راک مین کو اتنی آسانی سے بے بس کر دیتے ہیں ۔۔۔ میں تمہاری
عظمت کو سلام کرتا ہوں پرنس" ۔۔۔ راک مین نے اس بار انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

"وعلیکم سلام ۔۔۔ اور سناؤ خیریت ہے ۔۔۔ بال بچے راضی ہیں" ۔۔۔
عمران نے جواب دیا اور راک مین کے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

"بالکل راضی ہیں پرنس! ۔۔۔ میں ریڈ چیف بن گیا ہوں ۔۔۔ ہنگامی
میٹنگ کال ہوئی اور پھر متفقہ طور پر مجھے ریڈ چیف منتخب کر لیا گیا ہے
دیکھو میرا اعزاز" ۔۔۔ راک مین نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنی سیدھی
کلائی پر سے آستین سرکا دی تو اس پر سرخ رنگ کی ایک چھوٹی سی مہر
ابھری ہوئی صاف نظر آنے لگی۔ عمران پہلے ایسی مہر سر آرنلڈ کی کلائی
پر دیکھ چکا تھا۔

"پھر مبارک ہو ۔۔۔ اب ہمیں یہ بتاؤ کہ ہمارے ملک کے خلاف مشن

کے لئے کب آدمی بھیج رہے ہو؟" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پرنس! ——— میں شاید ساری عمر بھی کوشش کرتا رہتا تو یہ سیٹ حاصل نہ کر سکتا ——— ریڈ چیف کا خاتمہ تم جیسے افراد ہی کر سکتے ہیں بہرحال میں اور تو کچھ نہیں کہہ سکتا ——— صرف اتنا کہتا ہوں کہ کاسٹریا کی ریڈ آرمی کا چیف یعنی ریڈ چیف آج سے پرنس کا غلام ہے۔ اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف مجھے یہ اعزاز دے کہ وہ مجھے کاسٹریا میں اپنا نمائندہ بنا لے تو ہمیشہ مشکور رہوں گا" ——— راک مین نے انتہائی پُرخلوص لہجے میں کہا۔ وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی ممنون احسان ہو گیا تھا۔

"بھئی میرے لئے تو جوزف اور جوانا جیسے بلیک چیف ہی کافی ہیں ——— ان کا خرچہ میرے لئے برداشت کرنا ——— ناممکن ہو رہا ہے ——— ریڈ چیف کو میں کہاں سے کھلاؤں گا ——— البتہ تمہاری خواہش میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچا دوں گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ریڈ چیف نے اتنی سی بات پر ہی ممنونانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمارا یہاں مشن تو ختم ہو گیا ہے"۔ اچانک جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مشن کیسے ختم ہو گیا ہے مس جولیا! ——— تنویر بے چارہ ویسا کا ویسا کنوارہ ——— اور تم بھی ویسے کی ویسی ہی مس جولیا" ——— عمران نے لفظ مس پر زور دیتے ہوئے کہا اور جولیا کا ہاتھ بے اختیار لیپ

یر کی طرف بڑھا۔

"ارے ارے ——— تنویر بے چارہ گنجا ہو جائے گا ——— کچھ دن بال رہنے دو اس کے سر پر" ——— عمران نے کہا۔ اور جولیا جھینپ کر رہ گئی ۔ جب کہ کمرہ سیکرٹ سروس کے ممبران کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد